ISSN 0971. 8338

یوجنا

اپریل2016
ترقیاتی ماہنامہ
22روپے

شمال مشرق: ترقی کے افق پر

ہمہ گیر نمو اور امن: علاقائی معیشت کی کلید

سنجوئے ہزاریکا

شمال مشرق میں تعلیم اور روزگار

نتالی ویسٹ کھرکونگر

شمال مشرق پر ایک نظر: صحت اور جنس کے اعتبار سے ترقی کی صورت حال

ڈاکٹر ارونا بھٹاچاریہ

شمال مشرق میں زراعت: ماحول دوست کاشت کاری کے ذریعہ پائیداری

نریندر دیو

خصوصی مضمون

شمال مشرقی ہندوستان میں قبائلی ترقی

این سی سکسینہ

گینگ ٹاک، سکم میں نیشنل آرگینک فارمنگ ریسرچ ادارے (این ڈی ایف آر آئی) کا قیام

گینگ ٹاک، سکم میں حال ہی میں قومی نامیاتی کاشت کاری، تحقیقی ادارے کا قیام عمل میں آیا ہے۔ سکم کو حال ہی میں ملک کا پہلا نامیاتی ریاست بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ عمومی طور پر ملک بھر میں اور خصوصی طور پر شمال مشرق کے پہاڑی علاقوں میں نامیاتی پیداواری نظام کو مستحکم کرنے کی غرض سے محض تحقیق و ترویج کی سہولت فراہم کرے گا۔ اس کے علاوہ یہ ادارہ پیداوار بڑھانے، وسائل کے کارآمد اور مفید استعمال اور کاشت کی گئی اشیا کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے نامیاتی کاشت کاری نظام کو ماحولیاتی اعتبار سے پائیدار اور معاشی طور پر مفید بنانے کی غرض سے تحقیق اور حکمت عملی وضع کرے گا۔ اس کے علاوہ متعلقہ افراد کو پیشہ ورانہ اعلیٰ تربیت فراہم کرنا بھی اس ادارے کی ذمہ داریوں میں شامل ہوگا تاکہ ملک میں نامیاتی کاشت کاری کو فروغ دیا جاسکے۔ اس کے لئے مطلوبہ مالی ذرائع، افرادی قوت اور بنیادی سہولیات حکومت مہیا کرائے گی۔

16 اضافی اضلاع میں ''بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ'' اسکیم

وزارت خواتین و بہبود اطفال نے بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ اسکیم کی اضافی 61 اضلاع (11 ریاستوں) میں توسیع کردی ہے۔ ان اضافی اضلاع میں 4 گجرات میں، 8 ہریانہ میں، 2 ہماچل پردیش، 10 جموں و کشمیر، 2 مدھیہ پردیش، 6 مہاراشٹر، 2 دہلی، 10 پنجاب، 4 راجستھان، 11 اترپردیش اور 13 اتراکھنڈ میں شامل ہیں۔ بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ (بی بی بی پی) اسکیم کا آغاز 22 جنوری 2015 کو پانی پت، ہریانہ میں کیا گیا تھا۔ اس کوشش میں تین وزارتیں یعنی وزارت خواتین واطفال بہبود، صحت و خاندانی بہبود اور ترقی انسانی وسائل شامل ہیں۔ پہلے مرحلے میں کم سی ایس آر والے 100 اضلاع کو بی بی بی پی اسکیم کے لئے منتخب کیا گیا تاکہ لوگوں کو اس اسکیم کے بارے میں معلومات فراہم کرکے بیدار کیا جاسکے۔

پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا (پی ایم کے وی وائی) کے تحت اسکل انڈیا پروگرام میں 10 لاکھ داخلے مکمل

وزارت برائے ترقی ہنر و بیوپار کی پرچم بردار پرھان منتری کوشل وکاس یوجنا (پی ایم کے وی وائی) اسکیم میں دس لاکھ داخلے مکمل ہوگئے ہیں۔ اس اسکیم کا نفاذ نیشنل اسکیم ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این ایس ڈی سی) نے 1012 تربیتی شراکت داروں کی مدد سے کیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت فعال نوعیت 382 روزگاروں میں 1028671 داخلے دیئے گئے ہیں جس میں سے 70 فی صد نے اپنی تربیت پہلے ہی مکمل کرلی ہے۔ یہ اسکیم ملک کی تمام 29 ریاستوں اور چھ مرکزی کے زیر کنٹرول علاقوں میں نافذ کی گئی ہے اور یہ 596 اضلاع و 531 انتخابی حلقوں کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ اسکیم تمام 29 ریاستوں کی ہنرمندی کی ترقی کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے جس میں 566 ایسے ہنروں کی شناخت کی گئی ہے جس میں داخلہ لےکر تربیت حاصل کرسکتے ہیں۔ ان ہنروں کی تربیت سے ان نوجوانوں کی اپنی مہارت اور ہنرمندی کے اعتبار سے روزگار حاصل کرتے ہیں، مدد ملتی ہے۔

جن ریاستوں نے (پی ایم کے وی وائی) کے تحت سب سے زیادہ داخلے فراہم کراتے ہیں، ان میں اترپردیش، تمل ناڈو، مدھیہ پردیش، مغربی بنگال اور آندھرا پردیش شامل ہیں جب کہ جب کہ جن سطحوں شعبوں میں سب سے زیادہ داخلے کئے گئے ہیں، ان میں لاجسٹکس (135615)، زراعت (90489)، الیکٹرانکس (82903) بیوٹی اینڈ ویلنس (72311) ریٹیل (65901) اور آٹوموٹیو (61846) شامل ہیں۔

ایل آئی جی او-انڈیا میگا سائنس تجویز کی اصولی طور پر منظوری

مرکزی حکومت نے ایل آئی جی او-انڈیا میگا سائنس تجویز کو اصولی طور پر منظور کرلیا ہے۔ یہ تجویز کشش ثقل کی تحقیق سے متعلق ہے۔ یہ تجویز جو ایل آئی جی او-انڈیا پروجیکٹ (Laser Interferometer Gravitational-wave Observatory in India) کے نام سے جانی جاتی ہے، محکمہ جوہری توانائی اور محکمہ سائنس وتکنالوجی کی طرف سے چلائی جارہی ہے۔ اس تجویز کی منظوری ایسے وقت میں ہوئی ہے جب حال ہی میں ثقلی لہروں کی دریافت کی گئی ہے جس سے کائنات کے اہم راز جاننے کے لئے راہ ہموار ہوتی ہے۔

ایل آئی جی او-انڈیا پروجیکٹ کے تحت ہندوستان میں ثقلی لہروں کے لئے ایک جدید آبزرویٹری قائم کی جائے گی جس میں امریکہ میں Caltech اور MIT کے زیر نگرانی قائم ایل آئی جی او آبزرویٹری کا تعاون شامل ہوگا۔ اس پروجیکٹ سے سائنس دانوں اور انجینئروں کو ثقلی لہروں کے گہرائی سے مطالعہ کرنے کا موقع فراہم ہوگا اور عالمی لیڈرشپ اس میدان میں افق کی اونچائیوں کی چھوسکے گی۔

ایل آئی جی او-انڈیا پروجیکٹ سے جدید تکنالوجی کے اس دور میں ہندوستان کی صنعت کو بھی بہتر مواقع حاصل ہوں گے۔ ہندوستانی صنعت اس کے لئے مطلوب 8 کلومیٹر طویل بیم ٹیوب تعمیر کرے گی جو بالائی خلا میں تعمیر کی جائے گی۔ اس پروجیکٹ سے ہندوستان کے طلبا اور نوجوان سائنس دانوں کو بھی ترغیب حاصل ہوگی اور وہ معلومات کے لئے نئے افق تلاش کرکے ملک میں سائنسی تحقیق کو مزید مہمیز عطا کرنے کے مجاز ہوں گے۔

☆☆☆

1SSN 0971. 8338

ترقیاتی ماھنامہ

یوجنا

نئی دہلی

اپریل 2016 شمال مشرق

☆ چیف ایڈیٹر کے قلم سے	اداریہ	4
☆ ہمہ گیر ترقی اور امن: علاقائی معیشت کی کلید	سنجوئے ہزاریکا	5
☆ منزل مقصود شمال مشرق 2016	واٹیکا چندرا	7
(کیا آپ جانتے ہیں؟)		
☆ آئین ہند کا چھٹا شیڈول: خودمختار کونسل کا کردار وعمل	ڈاکٹر چنتامنی راوت	8
☆ شمال مشرقی ہندوستان میں آبی گزرگاہیں	ڈاکٹر وشوپتی ترویدی	11
☆ شمال مشرق میں زراعت	نریندر دیو	13
☆ شمال مشرقی ہندوستان: عالمی سیاحت کے لئے ایک نادیدہ جنت	سوربھ کمار دکشت	16
☆ شمال مشرقی ہندوستان میں قبائلی ترقی	این سی سکسینہ	20
☆ شمال مشرق میں حیاتیاتی گوناگونی	ڈاکٹر اروپ کمار مصرا	23
☆ شمال مشرق میں تعلیم اور روزگار	نتالی ویسٹ کھر کونگور	26
☆ شمال مشرق میں اسکل مشن	سنجیو دگل	29
☆ صحت اور صنف کے نقطہ نظر سے ترقی کے بارے میں رائے زنی	ڈاکٹر ارونا بھٹاچاریہ	32
☆ شمال مشرق میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی	ڈاکٹر کرشن دیو	34
☆ شمال مشرق میں بجلی کی فراہمی	کے رامانا تھن	38
☆ آسام میں سیاحت	فہیم احمد	41
☆ شمالی مشرقی خطہ: بنیادی ڈھانچے کے فروغ کی ضرورت	ظفر اقبال	44
☆ رسائل وجرائد	امجد علی	48
☆ بجٹ 17-2016 میں شمال مشرق	ادارہ	47
☆ شہر خیال (قارئین کے خطوط)	......	50
☆ بڑھتے قدم (ترقیاتی خبرنامہ)	ادارہ	52

چیف ایڈیٹر:

دیپیکا کچھل

ایڈیٹر

ڈاکٹر ابرار رحمانی

011-24365927

معاون: رقیہ زیدی

سرورق: جی پی دھوپے

جلد: 36 شمارہ: 1

قیمت: 22 روپے

جوائنٹ ڈائریکٹر (پروڈکشن):

وی کے مینا

سالانہ خریداری اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کے لئے رابطہ:

بزنس منیجر: سرکولیشن اینڈ ایڈورٹیزمنٹ

pdjucir@gmail.com

جرنلس یونٹ، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی۔110003

مضامین سے متعلق خط۔ کتابت کا پتا:

ایڈیٹر یوجنا (اردو)، 601-E، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی-110003

ای میل: yojana.urdu@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.publicationsdivision.nic.in

www.yojana.gov.in

● **یوجنا** اردو کے علاوہ ہندی، انگریزی، آسامی، گجراتی، کنڑ، ملیالم، مراٹھی، تمل، اڑیہ، پنجابی، بنگلہ اور تیلگو زبان میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔☆ نئی ممبرشپ، ممبرشپ کی تجدید اور ایجنسی وغیرہ کے لئے منی آرڈر/ڈیمانڈ ڈرافٹ، پوسٹل آرڈر' اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن (منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ) کے نام درج ذیل پتے پر بھیجیں: بزنس منیجر یوجنا (اردو) پبلی کیشنز ڈویژن (جرنلس یونٹ) بلاک iv لیول vii، آر کے پورم، نئی دہلی۔ 110066 فون: 011-26100207

زر سالانہ: 230 روپے، دوسال: 430 روپے، تین سال: 610 روپے ☆ یوروپ اور دیگر ممالک کے لیے (ایئرمیل سے) 730 روپے۔

☆ اس شمارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ضروری نہیں کہ یہ خیالات ان اداروں، وزارتوں اور حکومت کے بھی ہوں، جن سے مصنفین وابستہ ہیں۔

یوجنا منصوبہ بند ترقی کے بارے میں عوام کو آگاہ کرتا ہے مگر اس کے مضامین صرف سرکاری نقطۂ نظر کی وضاحت تک محدود نہیں ہوتے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

شمال مشرق: خوشحالی کی طرف رواں دواں

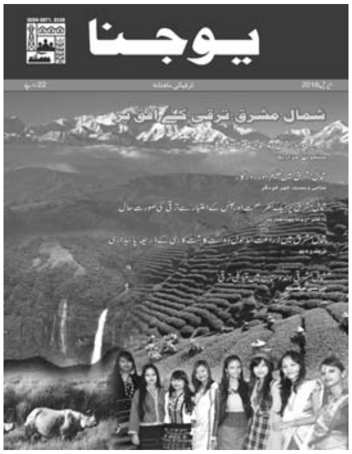

عرف عام میں ان کوسات بہنیں کہا جاتا ہے۔ یہ لقب ان کوان کی علاقائی اور ثقافتی مماثلت کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ ان شمالی مشرقی سات ریاستوں میں آسام، تری پورہ، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، اروناچل پردیش اور منی پور شامل ہیں۔ حال ہی میں ان میں سکم کواور جوڑ دیا گیا ہے۔ یہ ریاستیں استعاراتی اور جغرافیائی اعتبار سے ملک کی شمال مشرقی سرحدوں کا تعین کرتی ہیں۔ سیاسی اور فکری اعتبار سے یہ کافی اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ علاقہ تین بین اقوامی سرحدوں سے گھرا ہے۔ میانمار، بنگلہ دیش اور سپر پاور کی حیثیت اختیار کرتا چین۔ اس اہم پہلو کی وجہ سے اس علاقہ کی ترقیاتی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

ساتوں بہنوں میں رسم و رواج میں مماثلت ہونے کے باوجود یہ علاقہ نسلی، جغرافیائی، ثقافتی اور لسانی اعتبار سے متنوع ہے۔ آسام کا رہنے والا شخص ناگالینڈ کے باشندے سے اسی طرح مختلف ہے جس طرح بہار کا رہنے والا پنجاب کے رہنے والے سے۔ بوڑولینڈ کا رہنے والا باشندہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اس کو گارو قبیلے کا سمجھا جائے۔ اس علاقہ کی بڑی آبادی قبائل پر مشتمل ہے جو صدیوں سے قبائلی ثقافت کی پیروی کرتے آرہے ہیں۔

اپنے خوبصورت قدرتی مناظر اور فطری ماحول کی وجہ سے یہ علاقہ سیاحوں کی من پسند جگہ ہے۔ آسام کے نیشنل پارکوں سے لے کر میگھالیہ (بادلوں کی سرزمین) کے جھرنوں اور آبشاروں اور ندیوں تک، کنچن چنگا کی برف پوش پہاڑیوں سے لے کر سکم کی بودھ عبادت گاہوں تک یہ علاقہ قدرتی حسن اور متنوع ثقافت سے مالا مال ہے۔ اس خطے کے رقص مسحور کن ہیں اور وہاں کی دستکاریاں اور کپڑے دنیا بھر میں مقبول ہیں۔

لیکن اس جنت نشان علاقے میں شیطان بھی موجود ہے۔ یہاں موجود دراندازی کا مسئلہ جس کی وجہ سے اس علاقے کی ترقی مسدود ہو کر رہ گئی ہے، تعلیمی سہولیات اور روزگار کے فقدان کی وجہ سے یہاں کے نوجوان ملک کے دیگر علاقوں میں جا کر تعلیم اور روزگار حاصل کر رہے ہیں۔ ذہانت کی منتقلی کا یہ سلسلہ برسوں سے جاری ہے۔ یہاں کا سماج منشیات کی لعنت کا بھی شکار ہے۔ بوڑھے اور جوان ہر طرح کے لوگ اس شیطنت میں ملوث ہیں۔ زراعت یہاں کا اہم شعبہ ہے۔ اس علاقہ میں چائے، ادرک، پھل اور سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں۔ پھولوں کی کھیتی بھی یہاں بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے۔ اس علاقہ کے باغ داستانوی حیثیت کے حامل ہیں۔ کاشت کاری کے جدید طریقوں کے فقدان کی وجہ سے یہاں کے کسانوں کو ان کی محنت کے مطابق معاوضہ نہیں مل پاتا۔ زوراآور برہم پتر ندی کی وجہ سے اس علاقہ میں سیلاب کا خطرہ بنا رہتا ہے۔ بنیادی ڈھانچہ ندارد ہے۔ اہم زمینی راستہ سلی گوڑی گلیارہ ہے جو غیر ملکی علاقہ سے گھرا ہوا ہے۔

ملک کے اہم حصے کو قومی دھارا میں شامل کرنے کے لئے ان تمام مسائل کا ترجیحی بنیاد پر حل تلاش کرنا ہوگا تاکہ اس خطہ کے لوگ بھی مستفید ہو سکیں اور خوش حال زندگی بسر کر سکیں۔

☆☆☆

سنجوئے ہزاریکا

ہمہ گیر نمو اور امن

علاقائی معیشت کی کلید

ہندوستان کا شمال مشرقی خطہ جنوب مشرقی ایشیا کے لئے کھل رہا ہے۔ اگر چہ اس موضوع پر کافی بات چیت ہوتی رہی ہے۔ سال 1990 کی شروعات سے ہی یہ بات چیت، مباحث اور کانفرنسوں کا موضوع بنا ہوا ہے۔ لیکن اس کے بعد سے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت دکھائی نہیں دیتی۔ علاقائی معیشت کو کھولنے میں ایک اہم سبب بنگلہ دیش کے ساتھ بہتر کاروبار اور سیاسی روابط میں پنہاں ہے۔

اس سے شمال مشرقی خطہ، جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا میں اہم کردار ادا کرنے کے قابل ہو جائے گا جس کا امکان وزیر اعظم نریندر مودی نے الگ الگ اوقات میں ڈھاکہ اور گوہاٹی اعلامیہ میں ظاہر کیا اور ان سے قبل دیگر رہنما بھی ایسے ہی امکانات کا اظہار کر چکے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ شمال مشرقی خطے کو مشرق کی طرف دیکھنے کی بجائے جنوب اور مغرب کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے کیوں کہ مشرق کی طرف اب بھی غیر یقینی صورت حال سے پر میانمار کی دیوار کھڑی ہے، جہاں فوج کی حکمرانی کا غلبہ رہا ہے اور اب غیر یقینی جمہوریت کی شروعات ہوئی ہے۔

تجارتی سہولیات آہستہ آہستہ بہتر ہو رہی ہیں اور تریپورہ جیسی چھوٹی ریاست اس میں مقدم ہے جہاں ریاستی حکومت کو انٹرنیٹ کا بہت بڑا اور ہندوستان کو اس کا تیسرا گیٹ وے ملا ہے۔ اس سلسلے میں تعاون کا سہرا بنگلہ دیش کی حکومت کو جاتا ہے۔ سرحد پار سے آنے والے تجارتی وفد اکثر و بیشتر چھوٹی سی ریاست اگرتلہ میں دیکھے جاتے ہیں۔ اس سے ریاست کی خوابیدہ راجدھانی میں توانائی پیدا ہوگئی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ حکومت اور انتظامیہ کے معاملے میں تریپورہ کا ریکارڈ باقی شمال مشرقی ریاستوں سے بہتر ہے۔ اور ایک دوسری وجہ یہاں کی حکومت کا خدمات فراہم کرنے کا عزم ہے۔ ریاست میں بغاوت پرانی بات ہو چکی ہے اور مسلح افواج کے خصوصی اختیاراتی قانون اور شورش زدہ علاقہ ایکٹ 2015 میں کالعدم قرار دے دیا گیا۔

بنگلہ دیش بگڈوگرا میں تجارتی سفارت خانہ کھولنے والا ہے تا کہ مسافروں کو دارجلنگ جیسے مقامات پر جانے کے لئے براہ کلکتہ گھوم کر نہ جانا پڑے۔ یہ ایک چھوٹا لیکن اہم قدم ہے کیوں کہ مشرق میں بنگلہ دیش کے سفر کا سرکاری اجازت نامہ حاصل کرنا بھیانک خواب کی مانند تھا۔ قریبی بنگلہ دیشی سفارت خانے کے دفاتر کلکتہ اور اگرتلہ میں واقع ہیں۔ ایسے میں ویزا لینے کے لئے دو تین دن کے چکر لگا کر سفر اور ہزاروں روپے کا خرچ کرنا پڑتا تھا۔ بعینہ یہی معاملہ بنگلہ دیشی لوگوں اور سرکاری طور پر جو لوگ اس علاقہ کا دورہ کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں اور کئی دہائیوں کے بعد اب سلہٹ اور گوہاٹی میں تجارتی سفارت خانے کھل رہے ہیں۔

اتنا ہونے کے باوجود ایسے کچھ عوامل ہیں جو کہ سابق پالیسی کے عمل درآمد، انعقاد کے ساتھ شمال مشرقی خطے میں بین الاقوامی سرمایہ کاری کے چیلنجوں کا خاکہ پیش کرتے ہیں۔ ان مسائل پر بڑے چیلنجوں کو ڈھکنے والی بات چیت اور سرسری غور کرنے کی بجائے ان مسائل کا براہ راست طور پر سامنا کرنا اہمیت کا حامل ہے۔

کسی بھی خطے کے لئے شورش زدہ کی اپنی تصویر سے پیچھا چھڑا پانا مشکل کام ہے، خاص طور پر اس سے جس کی 60 سال سے اندرونی اور ملک کے ساتھ بغاوت اور تنازعات کی تاریخ رہی ہو۔ یہ ان وجوہات میں شامل ہیں جس کی وجہ سے حکومت کی زبردست تشہیر کے باوجود علاقائی سرمایہ کاروں کے لئے بے کیف بنا رہا۔ مرکز کی اس خطے کے تئیں پالیسی سیکورٹی وجوہات سے جوں کی توں بنی رہی۔ اس کے نتیجے میں اعتماد میں کمی کا فقدان رہا۔ یقین میں کمی کی یہ صدا مسلح افواج کی طرف سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے زیادہ بڑھی جسے دیگر گروپوں نے بطور دستاویز پیش کیا۔

شیلانگ ٹائمز کے ایڈیٹر پیٹریسیا مکھم نے 2014 میں تبصرہ کیا۔ یہ کہنا آسان ہے کہ ہم جنوبی مشرقی ایشیا سے جڑیں گے لیکن ہم ایسا کیسے کر پائیں گے جب تک ہماری سرحدیں حفاظت پر مرکوز ہوں گی؟ اس پالیسی نے اب تک مغربی بنگال، آندھرا پردیش اور تمل

مضمون نگار گوہاٹی میں آسام سائنس ٹکنالوجی اور انوائرنمنٹ کونسل کے ڈائریکٹر ہیں۔

ناڈو جیسی ساحلی ریاستوں کو مستفید کیا ہے کیوں کہ یہاں بین الاقوامی تجارت بنیادی طور پر سمندر کے راستے سے کی جاتی ہے۔ سائٹ راستہ، سڑک یا ریل سے کاروبار کہیں کم ہوتا ہے۔ ملک کے دیگر حصوں کے مقابلے میں بنیادی ڈھانچہ کمزور بنا رہتا ہے۔

تاجر گروپوں کے لئے زمین حاصل بنیادی کلید ہے۔ تحویل اراضی روایتی، سیاسی اور سماجی نیٹ ورک کا کالا دھندہ ہے۔ یہ کاروباری گروپ وقتاً فوقتاً ایک دوسرے سے الجھتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ شمال مشرق کے علاقے میں مہاراشٹر، تمل ناڈو جیسی ریاستوں کے مقابلے میں علاقائی ترقی کی کمی ہے۔

شمال مشرقی علاقے کو زمینی حصار بندی سے آزادی حاصل کرنے کے لئے خلیج بنگال تک ان تک رسائی کو یقینی بنانا ایک بڑا قدم ہوگا۔ اگرتلہ سے اکھورہ ہوتے ہوئے بنگلہ دیش کے چٹگام بندرگاہ تک ریلوے لائن سے جوڑ کر اسے ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں پیش رفت سست ہے۔ اس سلسلے میں دونوں فریقوں کے درمیان گزشتہ دو دہائیوں سے بات چیت جاری ہے۔ آنجہانی بی جی ورگیز جیسے پالیسی کے ماہرین اس طرح کی انتہائی اہم تبدیلی کے لئے کوشاں ہیں۔

اس بنگلہ دیشی سامانوں کی پہنچ ہندوستانی منڈیوں، بالخصوص شمال مشرق بات کا یقین کردے گا اور شمال مشرق کے ہندوستانی سامان کی پہنچ بنگلہ دیش کی مارکیٹوں کے ساتھ ساتھ سمندری بندرگاہ کے ذریعے بین الاقوامی منڈیوں تک ہو جائے گی۔

قومی بانس مشن کا اندازہ ہے کہ ہر سال تقریباً 20 ملین ٹن بانس کی فصل پیدا کی جاسکے گی اور اس خطے میں لاکھوں لوگوں کو روزگار مل سکے گا لیکن اس کے لئے مستعدی کا فقدان دکھائی دیتا ہے۔ یہ خطہ اب بھی تقریباً ہر سامان کی درآمد کرتا ہے۔ بلیڈ، مچھلی، پنسل اور اناج سے لے کر ٹیلی ویژن اور کار تک درآمد کی جاتی ہے۔ یہ علاقہ اب بھی پیداواری مرکز کی بجائے مارکیٹ بنا ہوا ہے۔ خام مصنوعات۔ پھل، سبزیاں اور یہاں تک جانور بھی بنگلہ دیش اور میانمار کو برآمد کئے جاتے ہیں اور وہاں پر ان کے معیار کی مصنوعات اور زندگی مدت بڑھانے والی کوئی بڑی پروسیسنگ یونٹ نہیں ہے۔

انسانی ترقی کے موجودہ اشاریے نئے چیلنج پیش کرتے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ ہندوستان میں بدترین شرح اموات آسام میں پائی جاتی ہے جو کہ 300 ہے، یہ اتر پردیش، بہار اور مدھیہ پردیش سے کہیں زیادہ ہے جب کہ یہ 2005-06 کے ریکارڈ کردہ 490 (فی 1 لاکھ زچگی پر) سے اوپر ہونا ایک بڑی کامیابی ہے۔ اس اصلاح کے باوجود یہ حقیقت برقرار ہے کہ مشرق کی طرف دیکھنے کی پالیسی ہو یا مغرب اور جنوب کی طرف، اس سے انسانی زندگی کے بنیادی وقار اور مساوات میں بہتری نہیں آئی جو مرکز اور ریاستی حکومتوں کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

تاہم، عالمی طور پر موسم میں تبدیلی سے آب و ہوا کی شکل میں ہونے والی تبدیلی ایک اہم چیلنج ہے جس کی وجہ سے لوگ ملک کے دیگر حصوں کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ برہم پتر وادی ہر سال آنے والے سیلاب سے اجڑ جاتی ہے اور حال ہی میں آئے ایک سیلاب میں تقریباً 350 باندھ منہدم گئے، پھر بھی ان ڈیموں کی صلاحیتوں اور اس کے دیگر متبادل تلاش کرنے کے لئے نہ تو شمال مشرق میں اور نہ ہی بمشکل ملک میں کوئی بحث و مباحثہ ہوا۔

مشرق میں کام کرنے / مشرق کی طرف دیکھو پالیسی لائق ستائش ہے، لیکن اس نے ایک بنیادی نقطہ کو نظر انداز کیا ہے۔ بھاری مقدار میں ساز و سامان کی نقل و حمل دریا کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ ایسے میں پانی کی نقل و حمل کی پالیسی کے بغیر یہ پالیسی برہم پتر کے ریتیلے ساحل سے ٹکرا کر رہ جائے گی۔ اسی وجہ سے نقل و حمل کی وزارت کا ٹرانسپورٹ کو بہتر کرنے کا فیصلہ اس علاقے کو کھولنے کے لئے اہم قدم ہے۔ آخر کار علاقے کی مرکزی سڑک اور ریل نیٹ ورک سال میں 3 سے 5 ماہ تک پانی سے بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ حال اور مستقبل کی فکر کرنے والی اقتصادی پالیسی میں بنیادی عنصر ضرور شامل ہونے چاہئیں۔ یہ الفاظ دیگر پالیسی سازی اور عمل درآمد کی تمام جہات میں ڈزاسٹر مینجمنٹ کو شامل کیا جانا چاہئے۔

لیکن اس دریا کے ساحل پر بسنے والی مقامی کمیونٹیز کس طرح فائدہ اٹھاتی ہوں گی؟ اتنی بڑی تعداد میں شپنگ کی آمد و رفت، مچھلی اور جانداروں پر کیا اثر پڑے گا جو کہ عام آدمی کی زندگی اور زندگی بسر کرنے کے لئے بے حد اہم ہے۔ کچھ مطالعہ ہمیں شمال مشرق میں دریاؤں کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مجوزہ وسیع بنیادی ڈھانچے کی مداخلت کے اثرات کے بارے میں بتاتے ہیں۔ آبی حیات، خطہ کی مقامی مچھلی نسلوں، پانی پر انحصار زراعت اور ماہی کمیونٹیز پر کیا کیا اثرات پڑیں گے؟ جنوبی ایشیا کی سب سے معدوم مچھلی ڈولفن کا کیا ہوگا، جن کی تعداد محض 400 رہ گئی ہے؟

تاہم، اس طرح کچھ علاقے ہیں جہاں آسانی سے کافی کچھ کیا جا سکتا ہے۔ جنوب مشرقی ایشیائی یونیورسٹیوں، میڈیا اور دستکاری تنظیموں کے ساتھ تعاون، موسیقی کا تبادلہ، مظاہروں اور تہوار سے علاقے کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جا سکتا ہے۔ یہ کچھ ایسے علاقے ہیں جن پر آسانی سے کام کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ٹریک 2 کے طریقہ کار کو ٹریک 1 کے سرکاری سطح پر بات چیت کو متاثر کر سکیں اور ہمیں مطلع کر سکیں، اس کے لئے حکومت بین الاقوامی تنظیموں اور اداروں کے تعاون کی ضرورت ہے۔

آخر میں مساوی گروپوں اور ریاست کے تنازعات کو حل کرنے کے چیلنج کئی طرح سے اہم ہوں گے۔ کاروبار کے علاوہ میں (کوئی کاروبار گروپ غیر معینہ ہڑتالوں اور بند کے لئے تیار نہیں جو اس خطہ کی ریاستوں کو معذور بنا دے۔ اس سے پیداوار اور منافع متاثر ہوتا ہے) نہ صرف غیر ملکی مسافروں اور سیاحوں کے لئے علاقے کو زیادہ پرکشش بنانا۔

اس طرح کے عزائم اور حل سے ان علاقوں کی ہندوستانی نوجوان نسل کے جذبات کو تقویت ملے گی۔ ایسے مستقبل کی طرف دیکھنا جو امن، عزت اور انصاف پر مبنی ہو، جسمانی بنیادی ڈھانچے کی تعمیر، تجارت اور ترقی کے علاوہ جس کہ علاقے کی ترقی کی صحت مند مضبوط مستقبل کو یقینی ہو، اس کے لئے اندرونی سیاست، سماجی اور اقتصادی اختلافات کو حل کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆

''منزل مقصود شمال مشرق''-2016

''**منزل مقصود** شمال مشرق''-2016 نامی میلے کا اہتمام پہلی بار شمال مشرقی خطے کی ترقی کی وزارت (ڈی او این ای آر) اور ثقافت کی وزارت نے نئی دہلی میں 12 فروری سے 14 فروری تک کیا تھا۔ اس میلے کا افتتاح شمال مشرقی خطے کی ترقی کی وزارت (ڈی او این ای آر) کے مرکزی وزیر مملکت (آزادانہ چارج)' وزیر اعظم کے دفتر میں وزیر مملکت سرکاری عملے' عوامی شکایات' پنشن، ایٹمی توانائی اور خلا کے وزیر مملکت ڈاکٹر جتندر سنگھ اور امور داخلہ کے وزیر مملکت جناب کرن رجیجو نے کیا تھا۔

اس تین روزہ بڑے پروگرام کا خاص مقصد قومی سطح پر شمال مشرقی خطے (این ای آر) کی جبلی اقتصادی، سماجی اور ثقافتی طاقت کا مظاہرہ کرنا تھا۔ اس میلے کا اہتمام آنے والے مہینوں میں ممبئی اور بنگلور میں کیا جائے گا کیوں کہ یہ نوجوان انٹرپرینئروں اور اسٹارٹ اپس پروجیکٹوں کے لئے ایک کلیدی منزل مقصود کا کام کرے گا۔ مختلف مرکزی وزارتیں بھی شمال مشرقی ہندوستان میں اپنے اقدامات کا مظاہرہ کرسکیں گی۔

میلے کے افتتاح کے بعد شمال مشرقی خطے کی ترقی' شمال مشرق میں سیاحت کی کلی ترقی وفروغ - ابھی تک تلاش نہیں کی گئیں چیزوں اور مقامات کی تلاش' این ای آر میں آئی ٹی اور آئی ٹیز کے لئے مواقع کے سلسلے میں کئے گئے اقدامات کے بارے میں اجلاس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ دوسرے دن شمال مشرق میں روزی روٹی کے امکان میں اضافہ کرنے، این ای آر میں شمولیت پر مبنی ترقی کے لئے چھوٹے مالیے کی فراہمی' اسٹارٹ اپ کے مواقع اور چیلنج' ہتھ کرگھے سے کپڑے سے ملبوسات کے بڑھتے ہوئے مالیاتی سلسلے' این ای آر میں ضرورت پر مبنی ہنرمندی کے فروغ نیز انٹرپرینئرشپ کے فروغ، ایک اہم برانڈ کے طور پر گھریلو اور بین اقوامی مارکیٹ میں شمال مشرق کی دست کاریوں کی حیثیت کے بارے میں مختلف پینل تبادلہ خیالات کئے گئے تھے۔

تیسرے دن مختلف ثقافتی پروگراموں کے تحت بہت سی کارکردگیوں کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔ جن میں شمال مشرق کی عوامی موسیقی اور رقص' بیہو رقص' عوامی رنگ برنگا رقص' شمال مشرق کی مقبول عام روک موسیقی' جورپورس ٹریجڈی بینڈ نے پیش کی تھی۔ عوامی اتحاد موسیقی' این آئی ایف ٹی کے ذریعے فیشن شو' اسکولی بچوں کے لئے مقابلے مثلاً سوال جواب' رقص (تنہا اور گروپ) نیز گائیکی (ہندوستانی' ہندوستانی پوپ' مغربی پوپ اور کلاسیکی) شامل ہیں تاکہ شمال مشرقی ہندوستان کی مالا مال ثقافت اور عوامی رقصوں کا مظاہرہ کیا جائے۔ اس میلے میں سیاحت' زراعت' خوراک کی پروسیسنگ' ہنرمندی کے فروغ اور انٹرپرینئرشپ' آئی ٹی' ہتھ کرگھا اور دست کاریاں' روزی روٹی' چھوٹا مالیہ اور اسٹارٹ اپ جیسے شعبوں کے لئے کاروباری چوٹی کانفرنس کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

ان پروگراموں کے علاوہ اس میلے میں ہر ایک شمال مشرقی ریاست کے پویلین/ اسٹال بھی لگائے گئے تھے' جن میں ان کے مقامی کپڑے' روایتی ملبوسات' فنی تخلیقات' فرنیچر' بانس پینٹنگس' کھانے کی گھر میں تیار اشیاء اور مقامی اچھے کھانے پیش کئے گئے تھے۔

مرتب: **واٹیکا چندرا**' معاون مدیر

ڈاکٹر چنتامنی راوت

آئین ہند کا چھٹا شیڈول:

ریاست میگھالیہ میں قبائلی عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے

خود مختار ضلع کونسل کا کردار و عمل

ضلع کونسل دراصل ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعہ قبائلی عوام کی تمام توقعات پوری ہوتی ہیں اور جو مجموعی ترقی اور بہبود کا ضامن ہے۔ میگھالیہ ریاست میں ضلع اور علاقائی کونسلوں کی کارکردگی اطمینان بخش ہے اور آئینی ذمہ داری نبھانے کا ان کا کردار قابل تحسین ہے۔ یہاں کام کرنے کی عادتوں میں سدھار اور کونسل میں ایسے کارآمد لوگوں کو منتخب کرنے کی ضرورت ہے جو حقیقت میں قبائلی عوام کا بھلا چاہتے ہیں۔

صدر شعبہ قانون، این ای ایچ یو، شیلانگ

id-drchintamanirout@gmail.com

میگھالیہ کی خود مختار ریاست کا قیام 2 اپریل 1970 کو عمل میں آیا۔ یہ ریاست دو اضلاع پر مشتمل تھی۔ متحدہ کھاسی جینتیا (Khasi-Jaintia Hills) ضلع اور (Garo Hills) ضلع۔ 21 جنوری 1972 کو اس کو مکمل ریاست کا درجہ حاصل ہوگیا۔ بلدیاتی حکومت جمہوریت کی بنیاد ہے۔ کھاسی قبیلے کے اپنے روایتی سماجی و سیاسی ادارے ہیں۔ ان کی جڑیں بہت گہری ہیں اور جو آج بھی قائم ہیں۔ ان کو تھم روایتی بلدیاتی حکومت ادارے بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ ادارے آج بھی عوام کی روزمرہ کے انتظام کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہیں۔ کھاسی ہلز میں بلدیاتی حکومت کا تصور صدیوں پرانا ہے۔ صدیوں سے یہ قبائل اپنی اہم ضروریات اور سماجی تقاضوں کو باہمی رضامندی اور آزادانہ اظہار رائے کے ذریعے سے پورا کرتے آئے ہیں۔

ہندوستان کی آزادی کے وقت آئین ہند کے معماروں نے شمال مشرقی ہندوستان کے قبائلی عوام کے مفادات کا تحفظ کرنے کی ضرورت کو مدنظر رکھا جس میں ان کے زمین و جنگلات سے منسلک مفادات شامل ہیں۔ اس ضرورت کے مدنظر چھٹا شیڈول وضع کیا گیا جس میں خود مختار ضلع کونسلوں کے قیام کی بات کہی گئی ہے۔

آئین ہند کے چھٹے شیڈول کو وضع کرنے کے لئے متحدہ کھاسی اور جینتیا ہلز ضلع میں کھاسی جینتیا خود مختار ضلع کونسل کا قیام عمل میں آیا جو بعد میں دو خود مختار کونسلوں میں کھاسی ہلز خود مختار ضلع کونسل (KHADC) میں تقسیم ہوگئی۔

کے ایچ اے ڈی سی دائرہ اختیار میں مشرقی و مغربی کھاسی ہلز اور ری بھوئی (Ri Bhoi) ضلع کے علاقے شامل ہیں۔ جب کہ گارو ہلز ضلع کونسل میگھالیہ اور ریاست کے گارو علاقہ پر مشتمل ہے۔

چھٹے شیڈول کے پیراگراف نمبر 1 (دفعہ 2.44 اور 275) کے مطابق گورنر کو ایک اور نوٹیفیکیشن کے ذریعہ نیا خود مختار ضلع وضع کر کے کسی بھی خود مختار علاقہ قائم کرنے دو یا زیادہ خود مختار اضلاع کو یا ان کے اجزا کو ملا کر نیا خود مختار ضلع بنانے، خود مختار ضلع کی حدود کی نشاندہی کرنے اور خود مختار ضلع کا نام رکھنے کا اختیار ہے بشرطیکہ اس مقصد کے لئے قائم کمیشن کی رپورٹ میں کی گئی سفارش پر یہ فیصلہ کیا گیا ہو۔ گورنر خود مختار ضلع کونسلوں کے دائرہ انتظام کو موقوف یا اس میں ردوبدل کرنے کا کلی اختیار حاصل ہے۔

ضلع کونسل اور علاقائی کونسل کا قیام

ہر خود مختار ضلع میں ایک ضلع کونسل قائم کی جائے گی جو زیادہ سے زیادہ 30 ارکان پر مشتمل ہوگی۔ ان راکین میں سے زیادہ سے زیادہ چار اراکین گورنر کے نامزد کردہ

ہوں گے اور باقی بالغ رائے دہندگان کی بنیاد پر چنے جائیں گے۔شیڈول کے تحت قائم خود مختار علاقوں میں ہر علاقہ میں ایک علاحدہ علاقائی کونسل قائم کی جائے گی۔ ہر ضلع کونسل اور ہر علاقائی کونسل کو اس کے متعلقہ نام مثلاً (ضلع کا نام)، ضلع کونسل اور (عدالت کا نام) ۔ علاقہ کونسل کے نام سے جانا جائے گا جن کے اختیارات ایک کے بعد آنے والی دوسری کونسلوں کو منتقل ہوتے رہیں گے اور جن کی ایک مشترک مہر ہوگی۔ان پر اسی نام کے تحت مقدمات قائم کئے جاسکیں گے اور وہ خود اسی نام سے دوسروں پر مقدمات قائم کرسکیں گے۔گورنر موجودہ قبائلی کونسلوں یا دیگر نمائندہ قبائلی اداروں کے مشوروں سے جو متعلقہ ضلع یا علاقہ میں ہوں، پہلے ضلع کونسلوں اور علاقائی کونسلوں کے لئے اصول وضوابط وضع کرے گا اور ان کے اصول و ضوابط کے اعتبار سے ضلع و علاقائی کونسلیں قائم کی جائیں گی اور ان میں نشستوں کی تعداد طے کی جائے گی۔ضلع و علاقائی کونسلوں میں کام کاج کرنے کے طریقے اور ضلع اور علاقائی کونسلوں میں افسران وعملے کی تعیناتی کی جائے گی۔ضلع کونسل میں منتخب اراکین کی مدت کار کونسل کے عام انتخابات کے بعد منعقد ہونے والی پہلی میٹنگ کی تاریخ سے پانچ سال ہوگی بشرطیکہ ضلع کونسل پہلے ہی تحلیل نہ ہوجائے اور نامزد اراکین کی مدت کار گورنر کی مرضی پر منحصر ہوگی۔

ضلع و علاقائی کونسلوں کے قوانین وضع کرنے کے اختیارات

علاقائی کونسل کو اپنے زیر اختیار علاقے اور ضلع کونسل کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں کے لئے قوانین بنانے کا اختیار ہوگا۔ان قوانین کا تعلق اراضی کی تقسیم، اس کے مصرف واستعمال اور جنگلات کے لئے مختص اراضی کو چھوڑ کر دیگر اراضی کو زراعت یا مویشیوں کے لئے چراگاہ کے طور پر دینے کا اختیار یا رہائشی دیگر غیر زرعی مقصد یا کسی دیگر مقصد کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دینے کا اختیار ہوگا جو اس علاقے کے باشندوں کے مفاد میں ہو۔ یا کسی ایسے جنگل کی انتظامیہ کو جو ریزرو نہ ہو، کسی بھی ندیا آبی وسائل کے زرعی کاموں میں استعمال کی اجازت، کاشت کاری میں ''جھم'' یا تغیر فصل کے لئے دیگر طریقے کو اپنانے، دیہات یا قصبوں میں دیہی یا قصبہ کمیٹیوں کا قیام اور ان کے اختیارات کا تعین، دیہات یا قصبہ سے متعلق دیگر کوئی معاملہ جس میں گاؤں یا قصبے میں پولیس، صحت عامہ، صفائی ستھرائی، افسر اعلی یا ہیڈ مین کی تقرری یا جانشینی، جائیداد کی وراثت، شادی، طلاق و دیگر سماجی رسمیں شامل ہیں، طے،حل کرنے کے اختیارات ہوں گے۔

خود مختار ضلع وخود مختار علاقوں میں انصاف کا اقدام

ایک خود مختار علاقہ کی علاقائی کونسل کو اپنے علاقہ کے لئے اور خود مختار ضلع کونسل کو اپنے زیر کنٹرول علاقہ کے لئے ان متعلقہ علاقوں درج فہرست قبائل کے لوگوں کے مابین مقدمات فیصل کرنے کے لئے دیہی کونسل یا عدالت قائم کرنے کا اختیار ہوگا۔ان عدالتوں کے لئے وہ مناسب مستحقین کو اس دیہی کونسل کا رکن یا عدالت کا صدر نشیں مقرر کرسکتی ہیں یا ایسے عملے کو تعینات کرسکتی ہیں جو انصاف کے قیام کے لئے وہ ضروری تصور کرتی ہوں۔ البتہ ان میں وہ علاقے شامل نہیں ہوں گے جو علاقائی کونسلوں کے زیر اختیار آتے ہیں۔ان مقدمات میں وہ معاملے بھی شامل نہیں ہوں گے جن کو شیڈول کے مطابق ریاستیں عدالت کے اختیار سے رکھا گیا ہو۔ہائی کورٹ کو شیڈول کے تحت آنے والے ان علاقوں اور مقدمات و معاملات پر پیروی کا اختیار ہوگا جس کی نشاندہی وقتاً فوقتاً گورنر کی طرف سے کی جائے گی۔

علاقائی وضلع کونسلوں کو گورنر کی اجازت سے دیہی کونسلوں یا عدالتوں کے لئے اصول وضوابط وضع کرنے اور ان کے اختیارات طے کرنے کا اختیار ہوگا۔ یہ کونسلیں دیہی کونسلوں و عدالتوں میں اپنائے جانے والے طریقہ کار وضع کرنے کا بھی اختیار رکھیں گی جو یہ ادارے مقدمات ومعاملات نمٹانے کے لئے استعمال کریں گے، ان کونسلوں یا عدالتوں کے احکامات کے نفاذ اور شیڈول چھ میں آنے والے دیگر متعلقہ معاملات کے نپٹارے کا اختیار بھی ان کونسلوں کو ہوگا۔

پرائمری اسکول وغیرہ کے قیام کے سلسلے میں ضلع کونسل کے اختیارات

ایک خود مختار کونسل کو پرائمری اسکولوں ڈسپنسریوں، بازاروں، عوامی نقل وحمل، سڑکوں، نقل وحمل کے ذرائع، آبی راستوں کے قیام، تعمیر اور انتظام کا اختیار ہوگا البتہ اس کے اصول وضوابط وضع کرنے کے لئے گورنر کی اجازت درکار ہوگی۔ضلع کونسل پرائمری اسکولوں میں استعمال ہونے والی زیادہ اور اس کے طریقہ کار کا تعین

کرے گی۔ گورنر کونسل کی مشاورت سے زراعت، مویشی پالن، کمیونٹی پروجیکٹ، امداد باہمی سوسائیٹیوں، سماجی بہبود، دیہی منصوبہ بندی یا ریاست کے زیر کنٹرول دیگر کسی معاملے کی ذمہ داری بہ شرط یا بلا شرط سونپ سکتا ہے۔

ضلع اور علاقائی رقومات

ہر خود مختار ضلع کونسل کو خود مختار علاقہ کے لئے ضلع فنڈ قائم کرنا ہوگا جس میں ضلع کونسل کی وصول کردہ تمام رقومات جمع ہوں گی۔ اس طرح علاقائی کونسل کی حاصل کردہ رقومات جمع ہوں گی۔ گورنر ضلع فنڈ یا علاقائی فنڈ کے لئے اصول وضوابط وضع کرسکتا ہے جن کا اطلاق اس متعلقہ فنڈ میں رقم کی ادائیگی اور اس سے رقم نکالنے کے لئے ہوگا نیز اس رقم کی تحویل اور اس سے متعلقہ دیگر معاملات پر ہوگا۔ ضلع کونسل یا علاقائی کونسل جو بھی ہو، کے اکاؤنٹ صدر جمہوریہ کی منظوری سے طے شدہ کمپٹر ولر اینڈ آڈیٹر جنرل آف انڈیا کے طے کردہ طریقے سے رکھے جائیں گے۔ کمپٹر ولر و آڈیٹر جنرل آف انڈیا ضلع و علاقائی کونسلوں کے اکاؤنٹ اپنے طریقے سے آڈٹ کراسکتا ہے۔ کمپٹر ولر آڈیٹر جنرل کی ان اکاؤنٹس سے متعلق رپورٹیں گورنر کو پیش کی جائیں گی جو ان کو کونسل کے روبرو پیش کریں گے۔

اختتامیہ

ضلع کونسل دراصل ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعہ قبائلی عوام کی تمام توقعات پوری ہوتی ہیں اور جو مجموعی ترقی اور بہبود کا ضامن ہے۔ میگھالیہ ریاست میں ضلع اور علاقائی کونسلوں کی کارکردگی اطمینان بخش ہے اور آئینی ذمہ داری نبھانے کا ان کا کردار قابل تحسین ہے۔ یہاں کام کرنے کی عادتوں میں سدھار اور کونسل میں ایسے کارآمد لوگوں کو منتخب کرنے کی ضرورت ہے جو حقیقت میں قبائلی عوام کا بھلا چاہتے ہیں۔ چھٹے شیڈول کے تحت ضلع کونسل کو قبائلی عوام کے فروغ وترقی کے مدنظر آراضی، جنگلات، بازار، ک تجارت، کسٹم اور اس کے استعمال سے متعلق قوانین وضع کرنے کا اختیار ہے۔ اس کے علاوہ اراضی سے متعلق مالیہ کی وصولی، پرائمری تعلیم، کسٹم قوانین وغیرہ بنائے کا اختیار ہے۔ ضلع کونسل کے اراکین کو تربیت فراہم کرنے اور عوامی شرکت کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ حتمی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ پورے نظام کے وقتاً فوقتاً جائزے اور جانچ پرکھ کی ضرورت ہے تا کہ خود مختار کونسل کے قیام کو ثمر آور اور معنی خیز بنایا جاسکے اور قبائلی عوام کے مفادات کا تحفظ اور ان کی توقعات کو پورا کیا جاسکے۔

☆☆☆

حج کے تمام اخراجات عازمین حج خود برداشت کرتے ہیں: وی کے سنگھ

☆ امور خارجہ کے وزیر مملکت جنرل (ریٹائرڈ) وی کے سنگھ نے لوک سبھا میں ایک سوال کے جواب میں ایوان کو بتایا کہ حج کرنے کے تمام اخراجات عازمین حج خود برداشت کرتے ہیں اور عازمین کو براہ راست کوئی مالی امداد نہیں دی جاتی۔ البتہ شہری ہوابازی کی وزارت حج پر جانے والے عازمین کو ہوائی سفر میں سبسڈی فراہم کرتی ہے، جو حج کمیٹی آف انڈیا کے ذریعے دی جاتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ 2013 میں حج کیلئے جانے والوں کی تعداد 135938 تھی، 2014 میں 135914 افراد حج پر گئے جبکہ 2015 میں 135868 ہندوستانیوں نے حج کی سعادت حاصل کی۔ امور خارجہ کی وزارت حج کمیٹی آف انڈیا اور جدہ میں بھارتی قونصل خانے کے صلاح ومشورے سے حج کیلئے انتظامات میں تعاون کرتی ہے۔ وزارت خارجہ ہر سال حج کے دوران ہندوستانیوں کو مدد فراہم کرنے کیلئے رابطہ کار، اسسٹنٹ حج افسران، حج اسسٹنٹ، ڈاکٹر اور نیم طبی عملے کے افراد کو ڈیپوٹیشن پر بھیجتی ہے۔ جدہ میں بھارتی قونصل خانہ، منیٰ میں عارضی خیموں کا بندوبست کرتی ہے، مکہ اور مدینہ میں حج دفتر اور ڈسپنسری وغیرہ قائم کرتی ہے اور حاجیوں کو ادویات، ایمبولنس اور دیگر مقامی ٹرانسپورٹ فراہم کرتی ہے۔ شہری ہوابازی کی وزارت حج کی مدت کے دوران چارٹرڈ پروازوں کی نگرانی کرتی ہے اور عازمین اور حاجیوں کے آنے جانے میں مدد کیلئے سعودی عرب میں اپنے عہدیدار تعینات کرتی ہے۔ عازمین حج کو بہتر سہولیات فراہم کرنے کیلئے کئی اقدامات کئے گئے ہیں۔ ان میں مکہ مدینہ میں ٹھہرنے والی عمارتوں میں عازمین کیلئے سہولیات میں بہتری، عازمین حج کیلئے طبی خدمات کو مستحکم کرنا، پروازوں کی بروقت آمد اور روانگی سمیت موثر بندوبست کو یقینی بنانا، حج کمیٹی کو آن لائن حج درخواستوں کی سہولت فراہم کرنا اور عازمین کو ای-ادائیگی کا متبادل فراہم کرنا شامل ہے۔

ڈاکٹر وشوپتی ترویدی

شمال مشرقی ہندستان میں آبی گزرگاہیں

ہندستان میں آبی گذرگاہوں کا تصور نیا نہیں ہے۔اکبر کے زمانے سے ہی جمنا اور گنگا میں لوگوں اور ساز وسامان کی نقل وحمل کے لئے آبی گزرگاہوں کا استعمال ہوتا تھا۔ بعد میں برطانوی حکومت کے عہد میں ہندستان میں کئی آبی گزرگاہوں کو فروغ دیا گیا اور بہت سی ندیاں آبی گذرگاہوں کے طور پر مسلسل استعمال ہوتی رہیں۔لیکن آزادی کے بعد ریل اور روڈ پر زیادہ زور دیا گیا نتیجے میں آبی گزرگاہوں سے نقل وحمل کم ہوگئی۔ 14500 کلومیٹر کو قومی آبی گزرگاہیں دستیاب ہونے کے باوجود گذشتہ سال تک مشکل سے 4500 کلومیٹر کو قومی آبی گزرگاہ قرار دیا گیا۔اب حکومت نے درون ملک آبی نقل وحمل کے لئے سرگرم طریقہ کار اختیار کیا ہے۔اور 106 آبی گزرگاہوں کو قومی آبی گزرگاہیں قرار دی ہیں جس سے ان کی تعداد موجودہ پانچ سے بڑھ کر 111 ہوگئی ہے۔ان میں سے 19 ندیاں شمال مشرق ہندستان میں ہیں۔بکس 1 ملاحظہ کریں۔

شمال مشرق میں اعلان شدہ نئی آبی گزرگاہیں یقیناً ایک بہترین متبادل فراہم کریں گی اور اس علاقے کی ٹرانسپورٹیشن لوجسٹک کے لئے معاون ثابت ہونگی۔

شمال مشرقی ہندستان کی آبی گزرگاہوں میں جہاز رانی کی صلاحیت کا بھرپور استعمال ابھی تک نہیں ہوا ہے۔قومی آبی گزرگاہ، 2 (NW2) میں جو کہ دریائے برہمپتر کا ڈھبری (بنگلہ دیش سرحد کے نزدیک) سے سعد یہ تک 891 کلومیٹر طویل حصہ ہے، ہمیشہ سے ہی اس کی کافی گنجائش رہی ہے۔لیکن آبی گزرگاہ کے طور پر برہمپتر کو جامع طور پر فروغ دینے کی کوشش نہیں کی گئی جب کہ اس کے بالائی حصہ کی آبی گزرگاہ میں مسلسل ٹریفک رہتا ہے لیکن اپنی نوعیت، گنجائش اور دستیاب کشتیوں کے اعتبار سے یہ محدود ہے۔فوج بھی اس حصہ کی آبی گزرگاہ کو اپنی گاڑیوں کو دریا کے پار لے جانے کے لئے استعمال کرتی ہے۔اس صدی کے اوائل میں ڈھبری آبی گزگاہ 2 کا ابتدائی حصہ ایک طرح سے بندرگاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا لیکن اس کی دیکھ ریکھ نہیں ہوسکی۔اس علاقے میں بڑی مقدار میں مچھلیوں اور سبزیوں کی نقل وحمل ہوتی ہے جو گھریلو اور بنگلہ دیش کی مانگ کو پوری کرتی ہے۔بکس 2 ملاحظہ کریں۔

منصوبہ بنانے والوں نے پوری نیک نیتی سے ہند۔بنگلہ دیش پروٹوکول روٹ پر این ڈبلیو 2 کو این ڈبلیو ایک (ہگلی / گنگا) کو جوڑا تھا، لیکن سرحد پار مسائل کی وجہ

ریاست	ندیوں/نہروں کی تعداد	ندیوں/نہروں کے نام
اروناچل پردیش	1	لوہت
آسام	14	بارک، دھنسری، چھاتھے، ڈینگ، ڈیکھوڈوبانس، گنگادھر، جنجی رام، کوپل، لوہت، پوتھی ماری، سوبنسری اور تلوانگ (دھلیشور)
میگھالیہ	5	گنول، جنجی رام، کنشی، سمسانگ اور امنگوٹ (دھوکی)
میزورم	1	تلوانگ (دھلیشوری)
ناگالینڈ	1	تیزو۔زنگکی

مصنف نیشنل شپنگ بورڈ کے چیرمین ہیں۔
drvtrivedi@gmail.com

میں انسانوں اور ساز وسامان کی محفوظ طریقے سے اور مسلسل نقل وحمل ہوسکتی ہے۔ پاسی گھاٹ کے نزدیک برہمپتر سے یہ ایک مناسب متبادل نہیں بن سکا کیونکہ بنگلہ دیش میں آبی گزرگاہ کی ترقی بہت زیادہ نہیں ہوئی ہے اور بنگلہ

دیش میں پڑنے والے پروٹوکول روٹ (بنگلہ دیش میں پدما ندی) کی گہرائی کم ہے جس کی وجہ سے جہاز رانی مشکل ہے۔ دراصل شمال مشرق میں عوامی نظام تقسیم کے

تحت گیہوں اور چاول کی نقل وحمل پروٹوکول روٹ سے ہونی چاہئے جس سے اس پر خرچ ہونے والے کروڑوں روپئے بچیں گے اور شاہراہوں پر بھیڑ بھی کم ہوگی۔ فوڈ کارپوریشن آف انڈیا نے یہ قدم نہیں اٹھایا، اگر اٹھایا بھی

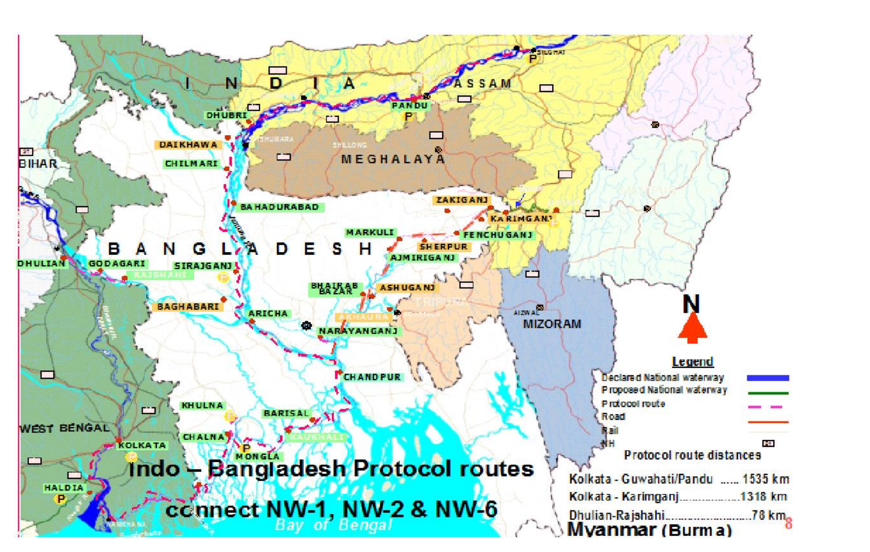

تو شمال مشرق میں اناج کی نقل وحمل کے اس سستے وسیلے کو بروئے کار لانے میں کامیاب نہیں ہوا۔

ان لینڈ واٹر ویز اتھارٹی آف انڈیا (آئی ڈبلیو اے آئی) این ڈبلیو پر بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کا منصوبہ بنا رہی ہے، لیکن ابھی طویل سفر طے کرنا ہے۔ پانڈو میں ریلوے کے ساتھ تعمیر ہونے والی جٹی تیار ہے لیکن ابھی تک مال کی نقل وحمل کوئی خاص نہیں ہے۔ آئی ڈبلیو اے آئی نے ڈھبری میں ایک رول آن رول آف جٹی کا کام مکمل کرلیا ہے لیکن ہتسنگھ ماری میں دوسرے کنارے پر بڑے پیمانے پر پشتہ کے کٹاؤ کی وجہ سے جٹی میں کچھ تکنیکی مشکلات پیدا ہوگئی ہیں۔ کریم گنج اور آشو گنج کی طرف جانے والے پروٹوکول روٹ کے نقل وحمل کا دوسرا حصہ کچھ وجوہات کی بنا پر تنازعہ کا شکار ہے۔

جہاز رانی کی وزارت کے ذریعہ شمال مشرق میں 19 اضافی آبی گزرگاہوں کے اعلان سے مرکزی حکومت کو مشاہدے کا موقع ملے گا اور وہ بہتر منصوبہ بندی اور پورے شمال مشرق میں انسانوں اور اشیاء کی موثر نقل و حمل کے لئے مربوط طریقے سے ندیوں کا استعمال کر سکیں گی۔

☆☆☆

پاسپورٹ کے اجرا میں تیزی

☆امور خارجہ کے وزیر مملکت جنرل (ریٹائرڈ) وی کے سنگھ نے لوک سبھا میں ایک سوال کے جواب میں ایوان کو بتایا کہ وزارت نے حال ہی میں دو بڑی تبدیلیوں کا اعلان کیا تھا جس کی وجہ سے نہ صرف پہلی مرتبہ پاسپورٹ کی درخواست دینے والوں کیلئے آسانی ہوئی ہے بلکہ ان کیلئے مقامی پاسپورٹ سیوا کیندر میں اپائنٹمنٹ حاصل کرنا بھی زیادہ آسان ہوگیا ہے۔ اعلان کے مطابق پہلی مرتبہ پاسپورٹ کی درخواست دینے والوں کو، جو آدھار کارڈ، ووٹر شناختی کارڈ، پین کارڈ اور ایک حلف نامہ داخل کرتے ہیں، کسی اضافی فیس کی ادائیگی کے بغیر زیادہ تیزی سے پاسپورٹ حاصل کرسکیں گے۔ اس پالیسی کے تحت پاسپورٹ پولیس کی تصدیق سے پہلے ہی جاری کئے جائیں گے۔ دوسرا اقدام پاسپورٹ درخواستوں کو پاسپورٹ سیوا کیندر میں داخل کرنے کیلئے آن لائن اپائنٹمنٹ سے متعلق ہے۔ نئے ضابطے کے مطابق درخواست گزار اپنی سہولت سے اپائنٹمنٹ حاصل کرسکتا ہے۔ ان سہولیات کو فراہم کرنے کیلئے کوئی اضافی فیس نہیں لی جاتی۔ وزیر موصوف نے ملک کی مختلف ریاستوں میں جاری کئے گئے پاسپورٹوں کی تعداد کی تفصیلات کے ساتھ یہ بھی بتایا کہ پورے ملک میں 2013 میں 7102718 پاسپورٹ جاری کئے گئے تھے۔ 2014 میں 8472570 پاسپورٹ جاری کئے گئے جبکہ 2015 میں 10538376 پاسپورٹ جاری کئے گئے۔

نریندر دیو

شمال مشرق میں زراعت

ماحول دوست کاشتکار کے ذریعہ پائیداری و خوشحالی

مشہور شاعر ٹی ایس ایلیٹ کے یہ الفاظ چاہے کسی اور سیاق و سباق میں کہے گئے ہوں لیکن ہندوستان کی دیہی شمال مشرقی علاقوں کے ضمن میں یہ بالکل صادق آتے ہیں جہاں ملک کے دور دراز علاقوں میں لوگ زراعت اور روایتی کاشتکاری پر منحصر ہیں۔ ان الفاظ میں وہ تبدیلی اور تغیر بھی پنہاں ہے جو گزشتہ دسیوں برسوں میں واقع ہوا ہے۔

شمال مشرقی ہندوستان میں لوگوں کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ اس لئے کاشت کاری کی کلیدی اہمیت کو تسلیم کرنا ناگزیر ہے۔ کاشت کاری کی ترقی میں حائل متعدد قدرتی اور کچھ انسان کی پیدا کردہ رکاوٹوں مثلاً تشدد کے رونما ہونے والے واقعات کو دور کر کے بھی ترقی کی رفتار کو مہمیز عطا کی جا سکتی ہے۔ تشدد کے ان واقعات سے دور دراز کے علاقے متاثر ہوتے ہیں۔ زراعت اروناچل پردیش، آسام، سکم، منی پور، میزورم، میگھالیہ، ناگالینڈ اور تری پورہ کی آٹھوں ریاستوں میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ اقتصادی سرگرمیوں کو ہر میدان میں متاثر کرتی ہے اور طرز زندگی کو بہتر بناتے ہیں، فعال کردار ادا کرتی ہے۔

لیکن شمال مشرقی علاقہ نسلی اعتبار سے ملک کے سب سے زیادہ متنوع علاقوں میں سے ایک ہے۔ سکم سمیت آٹھوں ریاستوں کی اپنی منفرد ثقافت اور طریقۂ کاشت کاری ہیں۔ ہم ہندوستانی متنوع ثقافت اور رنگا رنگ تہذیب کے معاملے میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ اس علاقہ میں کاشتکاری کے یکساں طریقوں کے رواج کا تصور فضول ہے۔ ہر علاقہ اور برادری کے لوگ علاقہ اور دستیاب قدرتی وسائل اور علاقائی ذرائع کے حساب سے بہتر سے بہتر نتائج کئے حصول کے لئے اپنی صلاحیتوں کا اس استعمال کرتے ہیں جس سے آبپاشی کے لئے دستیاب پانی کے قلیل ذرائع کی بھی بھرپائی ہو جاتی ہے۔

ہر قبیلے اور نسلی برادری کے پانی کے تحفظ کے اور کاشت کا منفرد روایتی طریقے ہیں۔ عام زبان میں کہہ سکتے ہیں اس علاقہ میں آبپاشی اور کاشت کاری کے روایتی طریقہ سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔

اس علاقوں میں رائج ان روایتی طریقوں میں آسام میں ڈونگ، میگھالیہ میں پالش کے ذریعہ تیار کردہ آبپاشی نظام، اروناچل پردیش زیرو گھاٹی میں مروج پانی میں چاول، کھیتی اور مچھلی کی افزائش بھی ناگالینڈ کے ریک ضلع میں چاکسنگھ ناگا قبیلے کے زیر استعمال زابو، نظام اور میروزم میں چھت پر جمع کئے گئے بارش کے پانی کے ذریعہ کاشت کاری کے طریقے شامل ہیں۔ سکم میں آرگینک کاشت کاری کی اپنی ایک شاندار مثال ہے۔

ہندوستان کے شمال مشرقی علاقوں میں کاشت کاری کا جانا پہچانا اور اہم طریقہ جھم کاشت کاری یا فصلوں کے تغیر و تبدیلی کا طریقہ بھی ہے۔ متعدد کاشت زراعت کے لئے طریقہ کا بھی استعمال کرتے ہیں جس میں فصلوں اور بیکار گھاس کو کاٹ کر وہیں جلا دیا جاتا ہے اور زمین کو اگلی فصل کے لئے تیار کر لیا جاتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق شمال مشرقی میں 85 فصلیں جھوم طریقہ کے استعمال سے ہی اگائی جاتی ہیں۔

زراعت کے لئے زمین کی بڑھتی ضرورت کی وجہ سے ماحولیاتی نظام کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے اور ماحول پر اس کی دوررس اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

ماحولیاتی نقطہ نظر سے شمال مشرقی کا تمام علاقہ گرم منطقائی علاقہ میں آتا ہے جہاں گرمیوں میں مانسون آتا ہے، وہاں مروج پانی کے تحفظ کا علاقائی نظام نہ صرف بہتر فصل دستیاب ہوتی ہے بلکہ اس سے مٹی کے زیاں کو روکنے اور زمین کی زرخیزی میں اضافہ کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

پانی کے تحفظ کے اختراعی طریقوں اس میں پنہاں

مضمون نگار اسٹیٹس مین دہلی میں خصوصی نمائندہ ہیں۔ وہ متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں جس میں 'Rainbows and Misty Sky: Windows to North East India' and 'The Talking Guns: North East India' شامل ہیں۔

بے پناہ صلاحیت کے باوجود زرعی معیشت میں مشرقی گراف کو زیادہ اہمیت حاصل نہیں ہے۔

تاریخی اور جزوی طور پر جغرافیائی تقاضوں کی وجہ سے شمال میں زرعی شعبے میں سرمایہ کی ہمیشہ کمی رہی ہے۔ موٹے طور پر شمال مشرقی ریاستوں میں کولڈ اسٹوریج سہولیات نصب کرنے اور مارکیٹ کو بہتر بنانے کے لئے خاصی توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ روزگار کے لئے مواقع پیدا ہوسکیں۔

حالیہ برسوں میں وزیر اعظم نریندر مودی کی زیر قیادت نئی سرکار آنے کے لئے بعد سے اس علاقے کے زرعی شعبے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے اور دوسرے سبز انقلاب کے تحت اٹھائے گئے اختراعی اقدامات اس سمت میں اٹھائے گئے درست معلوم ہوتے ہیں۔

لیکن موجودہ رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے اور ان کے سد باب کے لئے اقدامات کرنا ضروری ہے۔ شمال مشرقی ہندوستان میں معیشت پر زراعت کے انحصار کے باوجود اس خطے کے زرعی شعبے میں بہتر نتائج موقوف ہیں اور اس کی وجہ سے معیشت پر بھی اس کا اثر پڑ رہا ہے۔

البتہ یہ مقولہ تو درست ہے کہ خود بخود کچھ نہیں ہوتا۔ ان ریاستوں کی 75 فی صد آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے یا ان کی زندگی زراعت پر منحصر ہے لیکن یہاں زیر کاشت زمین صرف 20 فی صد ہی ہے جب کہ ہندوستان کے دیگر علاقوں میں یہ تناسب 45 فی صد ہے۔

شمال مشرقی علاقے فصل کے اعتبار سے ملک کے دیگر علاقوں کے مقابلے پچھڑے ہوئے ہیں (فصل کی مقدار کے لحاظ سے) اور یہاں مختلف زرعی اشیاء کی پیداوار بھی کم ہے۔ اسی وجہ سے اناج کی ضرورت پورا کرنے کے لئے اس علاقہ کو ملک کے دیگر علاقوں پر منحصر

رہنا پڑتا ہے اور اناج کے علاوہ پھلوں سمیت دیگر زرعی اشیاء کی بھرپائی دیگر علاقوں سے حاصل شدہ اشیاء سے کرنی پڑتی ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی نظرانداز نہیں کی جاسکتی کہ اس خطے میں باغبانی اور دیگر زرعی اشیاء کی پیداوار کی بے پناہ صلاحیت موجود ہے۔ شمال مشرقی ہندوستان خصوصاً آسام جیسی ریاستوں میں ہندوستان میں پیدا ہونے والی چائے، چاول، سروسوں، پٹسن، آلو، شکرقند، کیلا، پپیتا، موسمی جیسے متعدد پھل، ہری پتے دار سبزی، جڑی بوٹی اور مسالے کا ایک بڑا حصہ پیدا ہوتا ہے۔

میگھالیہ میں کاجو اور آلوچے جیسے پھل پیدا کرنے کی صلاحیت ہے تو ادرک، مرچ اور بانس سے متعلق مصنوعات پیدا کرنے کی زبردست صاحیت تریپورہ، میزورم اور منی پور میں موجود ہے۔ ناگالینڈ میں اناس جیسے پھل پیدا کرنے کی بڑی صلاحیت ہے۔

مشکلات اور دشواریوں کے صرف نظر اس علاقہ کی مجموعی صورت حال جس میں زرعی اور باغبانی دونوں شعبے شامل ہیں، کافی حوصلہ افزا اور شاندار ہے جس سے درخشاں مستقبل کی امید کی جاسکتی ہے۔

عوام کی صلاحیت

شمال مشرقی ریاستوں میں رہنے والے لوگ بنیادی طور پر دیہات سے جڑے لوگ ہیں، اس لئے یہاں کاشت کاری سے لوگوں کا جذباتی لگاؤ ہے۔ وہ لوگ بھی جو صنعتوں، سرکاری محکموں میں سفید کالر ملازمت کرتے ہیں، ان میں بھی زراعت کے لئے نرم گوشہ رہتا ہے۔ اس لگاؤ کی وجہ سے بھی کاشت کاری یا زراعت میں پائیداری اثاثے تخلیق کرنی میں مدد ملی ہے اور روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

اروناچل پردیش میں ہمارے یہاں پانی کے تحفظ کے روایتی نظام پانی میں چاول کی فصل اور مچھلی پالنے والے طریقے سے جس میں چاول بھی اگایا جاتا ہے اور مچھلی بھی پالی جاتی ہے اور جس سے پانی ضائع یا کثیف نہیں ہوتا، مروج ہے۔ یہ آرگینک کاشت کاری کی ایک مثال ہے۔

وزیر اعظم نریندر مودی نے 18 جنوری 2016 کو سکم کو ملک کی پہلی آرگینک ریاست ہونے وااعلان کیا ہے جو ایک مثبت قدم ہے۔

سکم میں گزشتہ دس برسوں میں جو اچھے کام کئے گئے ہیں، ان میں تقریباً 75000 ایکڑ زرعی اراضی پائیدار آرگینک کاشت کاری کی گئی ہے۔ اس وجہ سے اس ریاست میں زمین کی صحت میں بھی بہتری ہوئی ہے اور فصل کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اس کا مثبت اثر ریاست کی سیاحت کی صنعت پر بھی پڑنا لازمی ہے۔

ناگالینڈ کے پھیک ضلع میں زابو نظام کے تحت بالائی علاقوں میں کاشت کاری کی جاتی ہے جس میں پانی کو محفوظ رکھنے والی ٹینک وسط میں اور مویشیوں کو رکھنے کی جگہ اور چاول کے کھیت نیچے کی طرف ہوتے ہیں۔ یہاں ٹنکیوں سے پانی بہہ کر مویشیوں کے باڑے سے ہوتا ہوا چاول کے کھیت میں پہنچتا ہے جس میں اس سینچائی ہوتی ہے۔ اس طرح کے کھیت میں پہنچنے والی پانی میں مویشیوں

کا گوبر اور پیشاب ملا ہوتا ہے۔ یہ پانی بکس کی کھچیوں کے ذریعہ کھیت میں پہنچتا ہے۔اس طرح فصل کو اچھی غذا مل جاتی ہے۔

اس کے پس منظر میں ایک نظر اس حقیقت پر بھی ڈال لینی چاہئے کہ زراعت کے اس شعبے میں ہمہ جہت تعمیر میں کتنا اہم رول ہوتا ہے۔

اس میں شامل ہیں: اے۔ بے روزگاری اور خصوصاً قابلیت سے کم روزگار کے مسئلہ کو ختم کر رہا ہے۔

بی۔ پینے کے پانی، دیہی سڑکوں، ابتدائی تعلیم، حفظان صحت، بے گھر افراد کے لئے گھروں کی فراہمی، فصلوں کو غذائی اعتبار سے زیادہ مقوی بنانے کے لئے وافر اقتصادی امداد کی یقین دہانی کرائی ہے۔

سی۔ آمدنی اور دولت کے فرق کو خاطر خواہ کم کرنے میں مدد کی ہے۔

ڈی۔ اونچی شرح نمو اور مسلسل ترقی حاصل کرنے میں مدد کی ہے۔

اگر آسامی ادب میں زندگی کے فلسفے کا ذکر کیا جائے تو کسی بھی مقام اور عوام کی خوش حالی اس علاقہ میں مٹی میں پنہاں ہوتی ہے۔ زراعت وہ پیشہ ہے جو ان صلاحیتوں کے بھرپور استعمال کا موقع فراہم کرتا ہے۔

شمال مشرق کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اپنی تخلیق کی صلاحیت کی وجہ سے بھی زمین کو ماں کے نام سے سطح زمین کو ماں کی گود سے منسوب کیا جاتا ہے۔ان ریاستوں میں رہنے والے لوگ ماہر کاشت کار ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ ماں کا آشیرواد حاصل کرنے کے لئے اس کی دیکھ بھال کس طرح کرنی چاہئے، وہ جانتے ہیں کہ ایک ایسا زرعی نظام جو سب کو قابل قبول ہو اور ماحولیاتی طور سے پائیدار بھی ہو، کس طرح وضع کیا جاتا ہے۔

لوگوں کی دلچسپی اور قدرتی وسائل کے مناسب استعمال سے بھی پائیداری لائی جاسکتی ہے اور پائیداری ہوگی تو ترقی یقینی ہے۔

☆☆☆

شمال مشرقی ریاستوں میں اعلیٰ تعلیم کا منظر نامہ بیحد تابناک: صدر جمہوریہ

☆ صدر جمہوریہ نے سب سے اچھی یونیورسٹی کیلئے وزیٹر ایوارڈ تیج پور یونیورسٹی کو دیا جبکہ انہوں نے تحقیق اور اختراع کے لیے وزیٹر ایوارڈ جے این یو کے پروفیسر راکیش بھٹنا گر اور مولیکولر پاراسیٹولوجی گروپ، جے این یو کو دیا۔صدر جمہوریہ نے یہ ایوارڈ فروغ انسانی وسائل کی مرکزی وزیر محترمہ اسمرتی ایرانی مختلف یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر اور دیگر مندوبین کی موجودگی میں دیا۔اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے سب سے اچھی یونیورسٹی کے زمرے میں وزیٹرس ایوارڈ 2016 حاصل کرنے کے لیے تیج پور یونیورسٹی کو مبارکباد دی۔علاوہ ازیں انہوں نے جواہر لال نہرو یونیورسٹی (جے این یو) کے سائنسدانوں کو ریسرچ اور اختراع کے لیے مبارکباد دی۔انہوں نے کہا کہ یہ ایوارڈ ان کی برسوں کی پُرخلوص کوشش اور سخت محنت کے اعتراف میں دیا گیا ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ ان ایوارڈوں سے مرکزی یونیورسٹیوں اور ان کے اساتذہ اور طلبا کو مزید بہتر کرنے کیلئے تحریک ملے گی۔انہوں نے مرکزی یونیورسٹیوں سے کہا کہ وہ علم و آگہی کے مندر بننے کی سمت میں کام کرے۔صدر جمہوریہ نے کہا کہ تیج پور یونیورسٹی نے ان کے اعتماد کو مزید مستحکم کر دیا ہے کہ شمال مشرقی ریاستوں میں اعلیٰ تعلیم کا منظر نامہ بیحد تابناک ہے۔رفتہ رفتہ اب یہ حقیقت بنتی جارہی ہے۔انہوں نے کہا کہ انہیں یقین ہے کہ شمال مشرقی ریاستوں میں تعلیم و تعلم اور تخلیقی ماحول سے پورے خطے کو فائدہ حاصل ہوگا۔اس سے ان خطوں کی ترقی اور خوشحالی کے علاوہ ملک کی ترقی بھی ہوگی۔صدر جمہوریہ نے مزید کہا کہ جے این یو کے سائنسدانوں کو تحقیق اور اختراع دونوں شعبوں میں ایوارڈ ملنا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اس قابل احترام یونیورسٹی میں اختراع، تحقیق اور اشتراک و تعاون کے شعبے میں کتنی گہرائی ہے۔انہوں نے ایوارڈ جیتنے والی ٹیم کے اراکین کی تعریف کی اور انہیں ان کے بہترین کام کے لیے سراہا۔انہیں مستقبل میں بھی ریسرچ اور اختراع کے شعبے میں ترقی اور مزید کامیابی کے لیے اپنی نیک خواہشات پیش کیا۔

سوربھ کمار دکشت

شمال مشرقی ہندوستان :

عالمی سیاحت کے لئے ایک نادیدہ جنت

شمال مشرقی ہندوستان کو فطرت نے نوازا ہے اور یہ دنیا کے سب سے باثروت حیاتیاتی جغرافیائی علاقوں میں سے ایک کے وسط میں واقع ہے۔ شمال مشرقی ہندوستانی ریاستوں میں سیاحت آمدنی اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے بڑی مواقع رکھتی ہے کیوں کہ شمال مشرقی ہندوستان صرف پودوں اور پھولوں سے لیس نہیں ہے بلکہ یہ حیاتیاتی تنوع کے ذرائع کے لحاظ سے بھی مالا مال ہے۔ یہ مختلف اقتصادی وسائل کا خزانہ بھی ہے۔ اس کے پاس عظیم ثقافتی اور نسلی ورثہ ہے جو اسے ایک اہم سیاحتی مرکز بناتا ہے۔ شمال مشرقی ہندوستان کے قومی پارک اور وائلڈ لائف پناہ گاہیں دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ، چائے سیاحت، دیہی سیاحت اور گولف سیاحت کے ساتھ دوسرے پرکشش مقامات شمال مشرقی ہندوستان میں سیاحوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے والے دوسرے پہلو ہیں۔

نسلی اور لسانی تقسیم سمیت مختلف عوامل نے اس خطے کو آٹھ مختلف ریاستوں میں تقسیم کرنے کے راستے پیدا کیے جس کے سبب آسام، اروناچل پردیش، میگھالیہ، ناگالینڈ، منی پور، میزورم، تری پورہ اور سکم کا قیام عمل میں آیا۔ شمال مشرقی ہندوستان کئی طریقوں سے ہندوستان کے باقی حصوں سے بہت زیادہ مختلف ہے۔ یہ ایک ایسا خطہ ہے جس میں بڑی تعداد میں قبائلی لوگ بستے ہیں جو ایک سو مختلف بولیوں اور زبانیں بولتے ہیں۔ صرف اروناچل پردیش میں 50 مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہاں کے قبائلی عوام برما، تھائی لینڈ اور لاؤس میں پائے جانے والے قبائل سے بہت مماثلت رکھتے ہیں۔ اس خطے کی جغرافیائی ترتیب، مناظر، مختلف پودے پتے اور پرندوں کی حیات، نادر آرچیڈ اور تتلی، چمکیلے رنگوں میں رنگی گئی خانقاہیں، ندیاں، قدیم روایات اور طرز زندگی کی تاریخ، اس کے تیوہار اور دستکاری جیسی چیزیں اسے چھٹی کے دن گزارنے کے لیے ایک بہت ہی خوبصورت جگہ کے طور پر متعارف کراتی ہیں۔

وزارت سیاحت کے اعداد و شمار کے مطابق، شمال مشرقی ریاستوں میں غیر ملکی سیاحوں کی آمد میں 2011 کے بعد اضافہ کا رجحان رہا ہے اور 2013 میں ترقی کی شرح 2012 کے بالمقابل دوگنا سے بھی زیادہ تھی۔ 2012 میں شمال مشرقی ریاستوں میں غیر ملکی سیاحوں کی آمد میں 2011 کے بالمقابل 12.5 فی صد کی ایک لمبی چھلانگ لگائی گئی تھی۔ جس میں 2012 میں کے مقابلے میں 2013 میں سوفی صد سے زائد کی ترقی ہوئی۔ 2013 کے دوران 27.9 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔ 2011 میں شمال مشرقی ریاستوں میں آنے والے غیر ملکی سیاحوں کی تعداد 58 ہزار 920 تھی جس میں 2012 میں اضافہ ہوا اور یہ تعداد 66 ہزار 302 تک پہنچ گئی۔ 2013 کی یہ تعداد 66302 سے بڑھ کر 84820 ہوگئی اور 2014 میں اس سے بھی بڑھ کر ایک لاکھ اٹھارہ ہزار 552 ہوگئی۔ آسام جہاں 2014 میں غیر ملکی سیاحوں کی تعداد 2011 میں سولہ ہزار چار سو تھی، 2012 میں بڑھ کر سترہ ہزار 543 ہوگئی۔ 2013 میں یہ تعداد 17 ہزار 638 ہوگئی۔ ڈیٹا کے مطابق، سکم میں 2013 میں 31 ہزار 698 سیاحوں کی آمد ہوئی جب کہ 2012 میں یہ تعداد 26 ہزار 489 تھی اور 2011 میں غیر ملکی سیاحوں کی آمد سکم میں محض 23 ہزار 602 تھی۔

اس کی جغرافیائی پوزیشن کی وجہ سے قدرتی وسائل کے ثروت اور مشرق کے ساتھ جوڑنے پر بڑھتی توجہ سے یہ خطہ ملک کی ترقی کے لیے نیا انجن بن سکتا ہے۔ ہندوستان کے شمال مشرقی علاقے بڑے قدرتی وسائل سے لیس ہیں اور اسے ملک کی 'ایکٹ ایسٹ پالیسی' کے لیے مشرقی گیٹ وے کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ خطے میں سرحد پار تجارت کے اقدامات سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے خطے میں سیاحت کی صنعت کو ہمسایہ ممالک کے تعاون کی ضرورت ہے۔ اس خطے کی سرحدیں شمال میں چین سے، مشرق میں میانما سے جنوب مشرق میں بنگلہ دیش سے اور شمال مغرب میں بھوٹان سے ملتی ہیں۔ جب کہ زمینی رابطوں میں کمی ہندوستان کے باقی حصوں کے ساتھ جوڑنے میں رکاوٹ پیدا ہوتی رہی ہے، ایسی صورت میں خطے کی چار ہزار پانچ سو سے زائد کلومیٹر

مضمون نگار نارتھ ہلس یونیورسٹی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر اور ٹورزم اینڈ ہوٹل ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ ہیں۔

کے علاقے کی طویل بین الاقوامی سرحد ایک بڑی حصولیابی ہوسکتی ہے جس میں خطے کو تبدیل کرنے کی صلاحیت ہے۔

لہٰذا اس موقع پر زیر نظر مضمون میں شمال مشرقی ہندوستان کی سیاحتی قوت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس نے مجموعی طور پر معیشت کے معاملے میں اقتصادی ترقی کے ایک روشن امکان برقرار رکھا ہے۔ خطے کی وسیع سیاحت کی صلاحیت کو سمجھنے کے لئے، علاقے میں سیاحت کی موٹے طور پر درجہ بندی یوں کی جاسکتی ہے:

خوبصورت پہاڑی اسٹیشنوں:

ہندوستان کے کچھ ممتاز پہاڑی مقامات شمال مشرقی ہندوستان میں موجود ہیں۔ یہ پہاڑی مقامات اپنی ہندوستانی ثقافت اور پکوانوں کی وجہ سے بھی منفرد ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ اپنے اپنے الگ رنگ رکھتے ہیں۔ **گنگٹوک** سکم کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے جو خانقاہوں سے بھرا ہے۔ یہ مشرقی سکم ضلع کا صدر دفتر بھی ہے۔ گنگٹوک شمال مشرقی ہندوستان میں سب سے زیادہ مشہور سیاحتی مقامات میں سے ایک ہے۔ **ایٹانگر** 20 اپریل 1974 سے اروناچل پردیش کا دارالحکومت ہے۔ ایٹانگر ہمالیہ کی ترائی میں واقع ہے اور ان سیاحوں کے کے لیے بہترین جگہ ہے جو اپنے قدرتی رنگ میں موجود ہے۔

توانگ اروناچل پردیش کے شمال مغربی حصے میں تقریباً 3048 میٹر (10 ہزار فٹ) کی بلندی پر واقع ایک شہر ہے۔ توانگ کا تقریباً 2085 مربع کلومیٹر تک کا علاقہ شمال مشرق میں تبت، جنوب مغرب میں بھوٹان سے ملا ہوا ہے اور سیلا رینجز شمالی ہندوستان میں مغربی کامینگ ضلع سے اسے الگ کرتی ہیں۔ **شیلانگ**، میگھالیہ کا دارالحکومت ہے اور Mawsynram شہر جو دنیا کا سب سے آخری مغربی کنارہ ہے، سے 55 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ اسکاٹ لینڈ کے پہاڑوں کے ساتھ اس کی حیران کن مماثلت کی وجہ سے اسے اکثر 'مشرق کا اسکاٹ لینڈ' کہا جاتا ہے۔ سیاحوں کی دلچسپی کے خوبصورت اور تاریخی مقامات جیسے ڈان بوسکو میوزیم، بٹرفلائی میوزیم، بوٹینکل گارڈن، شیلانگ چوٹی، Umiam جھیل اور وارڈ کی جھیل اس شہر کا حصہ ہیں۔

غیر ملکی پھول پودے: ہندوستان کے شمال مشرقی علاقے ہندوستانیوں، انڈو ملایان اور انڈو چینی حیاتیاتی جغرافیائی علاقوں کے مابین ایک عبوری ژون کے طور پر کام کرتے ہیں اور یہ ہندوستان میں پھول پودوں کے لئے جغرافیائی 'گیٹ وے' ہے۔ نتیجہ کے طور پر یہ علاقے حیاتیاتی اقدار میں باثروت ہیں اور ان کے پاس نادر نسلوں کی ایک بڑی تعداد ہے جن پر اس وقت خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔

شمال مشرقی ہندوستان میں گرم جنگلوں کے اہم علاقے ہیں خصوصاً مختلف النوع نسلوں والے بارش والے جنگلات یہاں پائے جاتے ہیں۔ گرم نیم سدابہار اور اس خطے کے نشیب پائے جانے والے پت جھڑ والے جنگلات ہیں جن کا دائرہ پورے براعظم میں جنوب اور مغرب نیز مشرق تا جنوبی چین اور جنوب مشرقی ایشیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اس خطے کی عظیم قدرتی خوبصورتی، استحکام اور غیر ملکی پھول پودے یہاں ECO سیاحت کی ترقی کے لئے انمول وسائل ہیں۔ 13 اہم قومی پارک اور 30 وائلڈ لائف پناہ گاہیں شمال مشرقی ہندوستان کا خزانہ اور ورثہ ہیں۔ کنچن جنگا، Biosphere ریزرو (سکم)، Namdapha نیشنل پارک (اروناچل پردیش)، کازی رنگا اور مانس نیشنل پارک (آسام)، Keibul Lamjao نیشنل پارک (منی پور)، مرلین نیشنل پارک (میزورم) نٹانگکی نیشنل پارک (ناگالینڈ) اور نوکریک نیشنل پارک (میگھالیہ) کچھ پرکشش وائلڈ لائف مراکز ہیں جہاں سیاح آتے جاتے ہیں۔ ان دنوں ریاستی حکومتیں مقامی آبادیوں کو نامیاتی کاشت اور نامیاتی مصنوعات کے بارے میں تعلیم دے رہی ہیں، جو خطے میں نامیاتی کاشتکاری اور نسلی/دیہی سیاحت میں بہتری

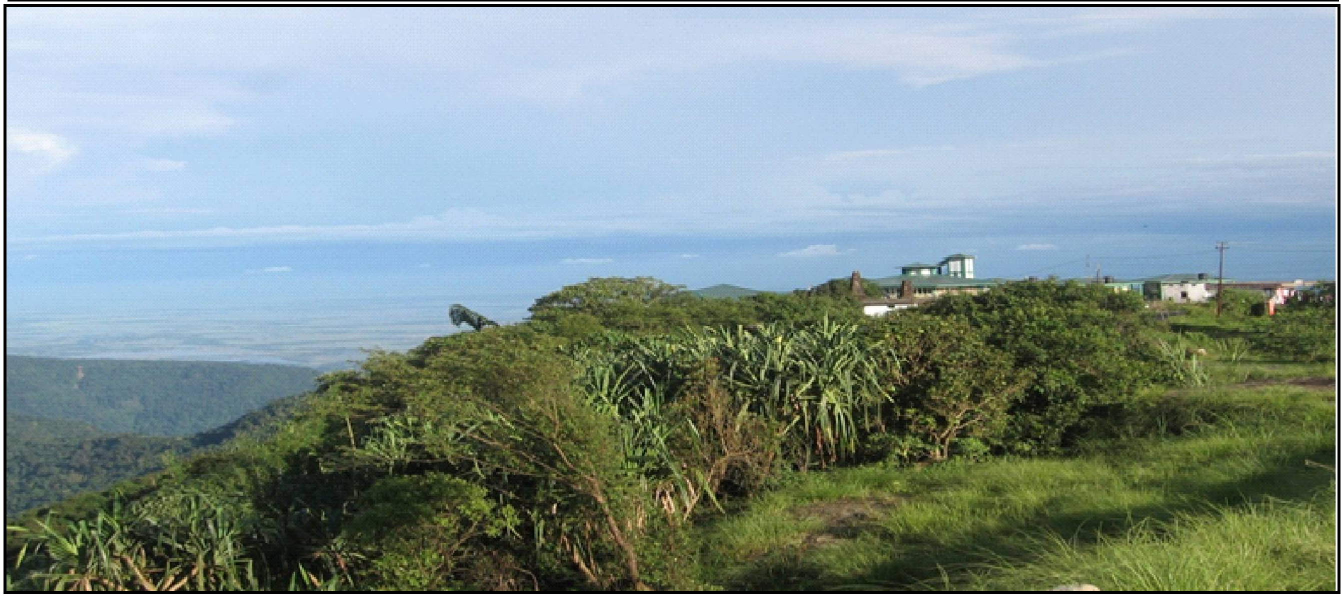

کے ضمن میں بہت بڑا کردار ادا کر رہی ہے۔

ثقافتی دلچسپیاں: ہندوستان کا نادیدہ آسمان اپنی مختلف النوع ثقافت اور روایتی طرز زندگی کے لئے جانا جاتا ہے۔ شمال مشرقی علاقے میں ہندو، عیسائیت، مسلمان اور بدھ مت کی ایک مخلوط ثقافت کا بسیرا ہے۔ بدھ ثقافت کو ایک اہم مقام حاصل ہے اور دیگر مذاہب کے مقابلے میں اس کے نسلی گروپوں کی بڑی تعداد ہے۔ ان ریاستوں میں موجود ہر قبائلی گروپ اپنے اپنے مخصوص قبائلی ثقافت، قبائلی لوک رقص، میلے، تیوہار، خوراک اور دستکاری میں اپنی الگ شناخت رکھتا ہے۔ میلے اور تیوہار روایتی رقص اور لوک موسیقی کے ساتھ سبھی قبائلیوں کی زندگی کا لازمی حصہ ہیں۔ یہاں سال بھر میں مختلف ریاستوں کے مختلف قبائل کی طرف سے مختلف تیوہار منائے جاتے رہتے ہیں۔ تیوہاروں کے موسم میں شمالی مشرقی ریاست جسے نادیدہ جنت کا نام دیا گیا ہے، کی ثقافت اور روایتی ملبوسات کو جاننے کا اچھا وقت ہے۔ شمال مشرقی ہندوستان کے اہم تیوہاروں میں بیہو، برہم پتر (آسام)، Hornbill سیکرینی (ناگالینڈ)، تورگیا خانقاہ فیسٹیول (اروناچل پردیش)، Monolith اور Behdienkhlam (میگھالیہ) Chapchar kut (منی پور)، Chakouba Ningol فیسٹیول (منی پور) اور Kharchi پوجا (تریپورہ) شامل ہیں۔

ان ریاستوں میں تمام جگہوں پر Hornbill نیشنل راک کنٹیسٹ اور لوک موسیقی اور قبائلی رقص کے مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں۔ شمال مشرقی ہندوستان کے قبائل موسیقی کے کچھ آلات استعمال کرتے ہیں جیسے Tamak لوک ڈھول، بانسری، Khamb اور Lambang جو بانس سے بنتا ہے۔ مقامی ثقافتوں کے لیے ڈان بوسکو سینٹر (شیلانگ)، Kamakhya مندر (گوہاٹی)، تریپورہ Sundari مندر (جنوبی تریپورہ ضلع)، سکم کی خانقاہوں، بھگوان کرشن مندر (امپھال)، کیتھولک گرجا (کوہیما) خطے کے اہم ثقافتی پرکشش مقامات ہیں۔

پکوان: شمال مشرقی ہندوستان کے پکوان مشرقی ہندوستان خطے کی ثقافت اور طرز زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ ملک کے اس حصے کی کھانے کی ثقافت ہندوستان

کے باقی حصوں سے، نسلی قبائلی آبادی کے روایتی کھانے کی عادات کی وجہ سے ہمیشہ مختلف رہی ہے۔ اس علاقے کے پکوانوں میں تیل یا مصالحے نہیں ہوتے لیکن پھر بھی وہ مزیدار ہوتے ہیں۔ مقامی طور پر بنائی گئی خوشبودار جڑی بوٹیاں انہیں زیادہ پرکشش بناتی ہیں۔ کھانوں کا بھاری نہ ہونا، انہیں تیار کرنے کی آسانی اور سادگی شمال مشرقی خوراک کی شناخت ہیں۔ آسامی، منی پوری، تریپوری، ناگا، اروناچلی، سکم، میزو اور میگھالیائی کھانے، غرض یہ کہ شمال مشرقی ہندوستان میں مختلف انواع اقسام کے کھانوں کا لطف اٹھایا جاتا ہے۔ ان ریاستوں کی مستقل خوراک خشک مچھلی، مسالیدار گوشت، مقامی جڑی بوٹیاں اور سبزیوں کے بہت سے پکوانوں کے ساتھ ساتھ چاول ہے۔ چکن، مٹن، بطخ، کبوتر، کتے رائس بیئر کے ساتھ شمال مشرق کے کچھ اہم نان ویج پکوان ہیں۔ شمال مشرقی ہندوستان کے مقبول کھانوں میں Jadoh، بائی، Momos، Ki Kpu، Aakhol Ghor، Tung-rymbai، Sawchair اور نمکین بانس کی ٹہنیاں ہیں۔

شمال مشرقی ہندوستان میں سیاحت کی ترقی کے لئے حکومت ہند کی پہل: حکومت ہند عالمی نقشے پر شمال مشرقی ہندوستان میں موجود سیاحتی مقامات کو فروغ دینے میں محنت کر رہی ہے۔ ملک میں سیاحت کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لئے، سیاحت کی وزارت نے دو نئی اسکیمیں 2014-15 میں شروع کی ہیں جن کا نام "خصوصی تھیم کے قریب سرکٹس کی مربوط ترقی کے لیے **سودیش درشن**' اور ''تجدید زیارت اور روحانی افزائس کے قومی مشن کے لیے **پرساد**'' ہے۔ انہوں نے ساحلی سرکٹ، بدھ سرکٹ، شمال مشرقی ہندوستان سرکٹ، ہمالیہ سرکٹ اور کرشنا سرکٹ کو ابتدائی طور Swadesh درشن سکیم کے تحت رکھا ہے۔ مزید سات سرکٹس یعنی صحرا سرکٹ، روحانی سرکٹ، رامائن سرکٹ، قبائلی سرکٹ، ایکو سرکٹ، وائلڈ لائف سرکٹ اور دیہی سرکٹ حال ہی میں اس سکیم کے تحت لائی گئی ہیں۔ پرساد اسکیم کے تحت 12 شہروں نشاندہی کی گئی ہے۔ آسام میں Kamakhaya شہر پرساد منصوبہ بندی کے تحت لایا ہے۔ حکومت ہند کی وزارت سیاحت، کی منصوبہ بندی دس فی صد کی الاٹمنٹ شمال مشرقی ریاستوں کے لیے ہے۔ وزارت کو الاٹ کیے گئے فنڈز میں سے، گزشتہ تین برسوں میں شمال مشرقی خطے پر خرچ کی گئی رقم حسب ذیل ہے:

سال	2012-13	2013-14	2014-15
پلان الاٹمنٹ	1050	950	980
10 فی صد شمال مشرق کے لیے دس فیصد مختص	105	95	98
جاری کی گئی رقم	145.93	113.72	149.16*
اوسط فی صد	13.89	11.97	15.22*

*: پرووِیژنل

ماخذ: پریس انفارمیشن بیورو، حکومت ہند، وزارت سیاحت

لہذا، شمال مشرقی علاقے میں سیاحت کو ترقی دینے سے صرف ہندوستان کی اقتصادی اکائی مستحکم نہیں ہوگی بلکہ یہ ملک کی ترقی کی کہانی میں اپنا کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو کہ وزیر اعظم کے اس خطے کی ترقی سے متعلق خیال سے ظاہر بھی ہوتا ہے۔ تاہم یہ خطے اب تک بنیادی ڈھانچے کی کمی، مناسب مارکیٹنگ اور برانڈنگ، سفری اجازت نامہ کے طریقہ کار، ہنر مند افرادی قوت کی کمی اور وسیع سیاحت پالیسی کی کمی کی وجہ سے اپنی مکمل صلاحیت حاصل کرنے سے محروم رہا ہے۔

☆☆☆

قلم کار حضرات توجہ دیں

قلم کار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ یوجنا کے معیار کے مطابق مضامین ارسال کریں۔

—ادارہ

این سی سکسینہ

شمال مشرقی ہند میں قبائلی ترقی

اگلی دہائی یا اس کے اندر اندر ملک میں شرح نمو اور مشرقی ہندوستان کے قبائلی علاقوں کے درمیان ترقی کے شعبے میں بڑھتی ہوئی خلیج کو کم کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے صرف خطے کے اقتصادی وسائل کے بہاؤ میں تیزی لانا نہیں بلکہ ترسیل اور حکومت میں ایک بڑے پیمانے پر بہتری کی لانے کی ضرورت ہے۔

ہندوستان میں کل قبائلی آبادی کا صرف 12 فی صد، شمال مشرقی 8 ریاستوں میں رہتے ہیں لیکن جہاں وہ تمام ریاستوں اقلیت میں ہیں وہیں وہ میزورم، میگھالیہ اور ناگالینڈ میں ریاست کی آبادی کا 80 فی صد ہیں اور اس وجہ سے انہیں بہتر سیاسی توجہ حاصل ہے۔ تاہم گزشتہ کئی دہائیوں سے، شمال مشرق میں کچھ ریاستوں کو ہمسایہ ریاستوں اور بنگلہ دیش سے مسلسل آنے والے اقتصادی مہاجرین کا سامنا ہے، نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آبادیاتی توازن مقامی آبادی کے برخلاف گر گیا ہے۔

تریپورہ میں 1951 میں قبائلی آبادی 56 فی صد تھی جو 2001 میں 30 فی صد سے بھی کم ہو گئی۔ اروناچل پردیش میں قبائلی آبادی 1991 کے 90 فی صد سے کم ہو کر 64 فی صد سے بھی کم ہو گئی۔ بوڈو، آسام کے میدانی قبائل بوڈو خود مختار کونسل کے کئی اضلاع میں اقلیت میں آ گئے اور مسلمان مہاجرین کے لیے اپنی زمین کھو دینی پڑیں جس کی وجہ سے کبھی کبھی بڑے پیمانے پر تشدد کے واقعات سامنے آتے ہیں۔

آبادی ڈویژن کا ایک پہلو قبائلیوں اور غیر قبائلیوں (Ahoms آسام میں، منی پور میں Meities اور تریپورہ میں بنگالی) کے درمیان غیر مساوی طاقت کے تعلقات ہیں، جو سیاسی اور اقتصادی طاقت میں غلبہ حاصل کرنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ قبائل کے اندر اندر تنوع کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ شمال مشرقی ہندوستان میں 220 نسلی گروپ ہیں، ان کی اپنی تہذیب اور قبائلی روایتیں ہیں اور وہ سب کے سب اپنی قبائلی زبانیں بولتے ہیں۔ شمال مشرقی ہندوستان کی یہ ثقافتی رنگارنگی بھی کئی ریاستوں میں اندرون قبائل تنازعات کی جانب لے جاتا ہے جس سے امن اور ترقی کا عمل متاثر ہوتا ہے۔

چھٹا شیڈول: **ہندوستان** کے آئین کا چھٹا شیڈول اس لیے نافذ کیا گیا تھا تاکہ وہ قبائل جو 1960 کے بڑے غیر منقسم ریاست آسام میں اقلیت میں تھے، اپنے ترقی کے ماڈل کا فیصلہ کر سکیں اور اپنے روایتی طور طریقوں کی حفاظت کر یں جو انہیں ایک منفرد شناخت بخشتی ہیں۔ ناگالینڈ، میزورم، اور میگھالیہ جیسی قبائلی اکثریتی ریاستوں کی تشکیل کے ساتھ، سیاق وسباق بدل گیا ہے۔ ناگاؤں نے ریاستی درجہ حاصل کرنے کے بعد اس سے دوری اختیار کر لی۔ Mizos صرف میزورم کی ریاست کے اندر اقلیتی قبائل کے سلسلے میں چھٹے شیڈول کو نافذ کرتے ہیں۔ تاہم میگھالیہ خود مختار ضلع کونسلوں (ADCs) کا سلسلہ ایک دوسرے سیاسی ادارے کے طور پر برقرار رکھے ہوئے ہے جو ماتحت مقنّنہ کی طرح محسوس ہوتا ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں جو لوگ ریاست کی مقنّنہ میں ناکام رہتے ہیں انہیں عارضی امداد ملتی ہے۔ یہ کونسل اس وقت بامعنی تھیں جب میگھالیہ آسام کا حصہ تھا، تاکہ قبائلی علاقے خود مختاری کا ایک تصور رکھ سکیں اور ایک بڑی غیر قبائلی اکثریت کی طرف سے گھرے ہونے کی وجہ سے کھو نہ جائیں۔ اب جبکہ میگھالیہ 85 فی صد سے زائد والی علیحدہ قبائلی ریاست ہے تو قبائلی خدشات مکمل طور پر ریاستی اقتدار کے ڈھانچے میں پیش کیے جا رہے ہیں اور

مصنف پلاننگ کمیشن کے سکریٹری رہ چکے ہیں۔
naresh.saxena@gmial.com

خودمختار ضلع کونسلوں کے ساتھ سلسلے کو جاری رکھنا صرف الجھنیں اور کنفیوژن ہی پیدا کرتا ہے۔

چھٹے شیڈول کے علاقوں میں ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ یہاں کونسل کی سطح سے نیچے کوئی دوسری اختیاری باڈی نہیں ہے۔ عوام کی سطح پر منتخب باڈیز کے نہ ہونے کی وجہ سے دور دراز کے دیہی علاقوں کی ترقی پر اثر پڑتا ہے۔ خودمختار کونسلوں کے نیچے گاؤں کی سطح پر روایتی اداروں کا وجود ہے لیکن وہ فطری طور پر جمہوری نہیں ہیں اور وہ برادری کی بنیاد پر نمائندگی کرتے ہیں جیسے میگھالیہ میں Syiem، جو Khasi کے موروثی چیف سردار ہیں۔ یہاں بھی دوسری ریاستوں کے گاؤں پنچایتوں کے طرح عوام کی سطح کے منتخب اداروں کو لانے کی ضرورت ہے۔ تاہم، اس معاملے میں اتفاق رائے ابھی باقی ہے۔

اقتصادی عدم مساوات: قبائلی لوگ زیادہ تر پہاڑیوں اور جنگل کے علاقوں میں رہتے ہیں اور کماتے ہیں۔ زراعت کے ساتھ ساتھ، ان کا انحصار بنائی اور بالوں والے جانوروں کے پالنے پر بھی ہوتا ہے۔ شمال مشرق میں زیادہ تر پہاڑی کمیونٹیز میں شفٹنگ کاشت کرتی ہیں اور ان کی سماجی و سیاسی زندگی کو روایتی قوانین اور طریقوں ذریعہ دیکھا گیا ہے۔ تاہم، دہائیوں کے دوران مارکیٹ کی رسائی کی وجہ سے، کئی پہاڑی طبقے کاشت کے بندوبست کو لے لیا ہے، اور ذرائع پیداوار پر کمیونٹی کی ملکیت کو بتدریج انفرادی ملکیت میں تبدیل کر دیا گیا، جس کی وجہ سے اقتصادی عدم مساوات پیدا ہوئی۔ باہر والوں کے خلاف مقامی لوگوں کی حفاظت کے لئے قوانین موجود ہیں، لیکن وہ ان کے اندر بڑھتے ہوئے درجاتی تفریق کو روک نہیں سکتے۔ آج، پہاڑی برادریوں میں کچھ لکھ پتی ہیں جبکہ کچھ لوگوں کے پاس کھیتی کے لیے ایک ایکڑ زمین بھی نہیں ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے، نوامیر قبائلی اشرافیہ مقامی حقوق کو یقینی بنانے کے لیے واویلا کناں ہیں، کمیونٹیز کے اندر سب سے غریب لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے نہیں بلکہ ان کے اپنے مفادات کو فروغ دینے اور استحصال کے شکار غریبوں کو اپنے ماتحت رکھنے کے لیے۔ فرقہ وارانہ زمینوں کی نجکاری کبھی کبھی تجارتی باغبانی اور دوسری فصلوں کے دائمی فروغ اور اسی طرح شہروں کے قریب اور شاہروں سے متصل زمینوں کی بڑھتی قیمتوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ تاہم ابھرتی ہوئی قبائلی اشرافیہ کے پاس صنعت قائم کرنے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے، اور اکثر سرمایہ کاری صرف رئیل اسٹیٹ میں ہے۔

عورتوں پر منفی اثرات: نجکاری نے خواتین سے متعلق خطرات میں اضافہ شروع کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر، ناگا روایتی قانون کے مطابق، عورتوں کو زمین، جائیداد یا وراثت کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ زمین پر قبضہ حاصل کرنے کرنے کی کوشش کریں تو انہیں چوڑیل کا نام دیا جاتا ہے اور ان پر کمیونٹیز کو نقصان پہنچانے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ ان عورتوں کو جسمانی اور ذہنی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ایسے ثبوت ہیں کہ کچھ عورتوں کو دفن کر دیا گیا اور کچھ کو زندہ جلا دیا گیا۔ ڈائن شکار کے واقعات بنیادی طور پر گول پاڑہ، بونگائی گاؤں، کوکراجھار، نلباڑی اور دھبری اضلاع سے رپورٹ کی گئی ہیں۔ وسائل پر کنٹرول، کمیونٹی کے طاقتور افراد کے ساتھ ذاتی دشمنی اور توہمات ڈائن کے طور پر شکار ہونے کے اہم عوامل ہیں۔

زمین کے ریکارڈ کی عدم دستیابی: ناگالینڈ، اروناچل پردیش، میزورم، میگھالیہ، منی پور کے پہاڑی علاقوں اور آسام کے کچھ قبائلی علاقوں میں زمین کے ریکارڈ کا کوئی تحریری نظام نہیں ہے اور نہ ہی زمین کی آمدنی میں سے کسی کی کوئی ادائیگی ہے۔ زمین کے ریکارڈ کی عدم موجودگی نے، بڑھتی ہوئی کرایہ داری اور زمینوں کے نہ ہونے کی وجہ سے غریب لوگوں کے اندر مدت ملازمت کے عدم تحفظ میں اضافہ کیا ہے۔ چند لوگوں کے ہاتھ میں زمین کی ملکیت کو قید رکھنے پر توجہ مرکوز کرنے میں اضافہ ہوا، اور شفٹنگ کاشت کے نتائج میں کمی آئی ہے۔ ڈھانچہ جاتی صورت حال جس کے تحت کھیتی کی گئی زمین (کھلی رسائی یا 'سبھی کے لئے مفت') اس حقیقت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے کہ اشرافیہ سب سے زیادہ سرکاری فنڈز حاصل کرنے کے اہل ہیں اور اس کی وجہ سے ان ریاستوں میں غربت اور عدم مساوات تیزی آئی ہے۔ انکلوزر کے ذریعہ اشرافیہ کی طرف سے زمین کی نجکاری کو بمشکل ہی ایک مثبت قدم کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے کیونکہ زرعی تعلقات پر اس کے اثرات معکوس ہیں۔ اسی وجہ سے مربوط سماجی تعلقات، بڑھتے ہوئے اقتصادی تفاوت کے ساتھ موجود ہیں۔

فنڈز کو خرچ کرنے کی معمولی صلاحیت: ADCs کو مسائل سے نمٹنے میں خود مختاری کے کچھ ضابطوں کے تحت آئینی درجہ حاصل ہے۔ تاہم انہیں مناسب فنڈنگ انتظامات کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ اس نے ان کونسلوں کو بے اطمینانی کے نتیجے میں خصوصی معاملوں سے نمٹنے میں غیر مؤثر بنا دیا ہے۔ مرکزی حکومت خصوصی پیکیج کے تحت کونسلوں کے لیے ایڈہاک گرانٹ فراہم کرکے یا ریاست کے منصوبہ جاتی رقوم میں فنڈز مختص کر ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تاہم، کونسل اور اسی طرح ریاستی حکومت کی فنڈز کو خرچ کرنے کی خستہ حال صلاحیت تمام اخراجات معمولی رہ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، مرکزی وزارتوں کے بجٹ کا کم از کم 10 فی صد شمال مشرقی ریاستوں کی ترقی کے لیے خرچ کیے جانے کے مختص ہے، اور خرچ نہ کی جانے والی رقم ایک غیر ختم ہونے والے پول کو منتقل کی جاتی ہے۔ تاہم، اصل پریکٹس میں، پول میں دستیاب کل فنڈز تسلی بخش نہیں ہے۔ ریاستیں انتظامی وزارت کو اچھی تجاویز بھیجنے کے قابل نہیں ہیں، یا غیر اطمینان بخش نتیجے کو دیکھتے ہوئے ان کے حساب سے فنڈز کو خرچ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

اسی طرح بہت سے بیرونی منصوبے، مختلف فارملیٹیز (تحویل اراضی، ماحولیاتی کلیئرنس، وغیرہ) کی تکمیل نہ ہونے کے باعث بیکار ہو رہے ہیں، اس کی وجہ سے ان منصوبوں میں کل اخراجات کی صورت حال اچھی نہیں ہے۔ یوٹیلائزیشن سرٹیفکیٹس کو جمع نہ کرنا، منصوبے کی تفصیلات یا ایکشن پلان کو جمع نہ کرنا، ریاست کی سطح پر

منظوری کمیٹی کے اجلاسوں کے انعقاد میں تاخیر، وغیرہ کم فنڈز الاٹ کرنے کی عام وجوہات ہیں۔ فنڈز کی یوٹیلائزیشن کے لیےصرف فیلڈ افسران کو بروقت ریلیز کی ضرورت ہی نہیں ہوتی ہے، بلکہ ایک ہی وقت میں کئی سارے اقدامات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس میں عہدوں کو منظور کیا جانا ہے، مواد کی خریداری اور منتقل کرنے کی ضرورت ہے، جس کے لئے خریداری اور ٹھیکوں کے عمل کو وقت میں مکمل کیا جائے وغیرہ شامل ہیں۔منی پور اور ناگالینڈ جیسی ریاستوں میں نریگا فنڈز کی کم دینے کی اہم وجوہات میں سے ایک وجہ خراب نیٹ ورک کی وجہ سے ضلع کی سطح پر اعداد وشمار کو آن لائن جمع کرانے میں دشواری ہے۔

متحرک پلاننگ محکمے: اگر ریاستیں اپنے منصوبہ بندی کے محکموں کو مضبوط کریں تو اس طرح تاخیر سے بچا جا سکتا اور طریق کار میں تیزی لائی جاسکتی ہے۔ برہنہ حقیقت یہ ہے کہ ریاستی پلاننگ محکمے بیرونی امداد کے لئے یا حکومت ہند کی جانب سے مزید فنڈز حاصل کرنے کے لئے اچھی تجاویز تیار کرنے کی معمولی صلاحیت رکھتے ہیں۔اور اسی لیے بیرونی یا مرکزی مدد سے محروم رہ جاتے ہیں۔

ایک حوصلہ افزا پلاننگ ڈپارٹمنٹ کو قبائلیوں کی ضرورت اور خواہشوں کو دھیان میں رکھنا چاہیے اور وسیع فریم ورک کے تحت ریاست کی جامع ترقی کے لیے طویل مدتی ترقی کی حکمت عملی اور ترجیحات کو بھی دھیان میں رکھنا چاہیے، محکمے کو سالانہ اور پانچ سالہ منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور کارروائیوں کی باقاعدہ نگرانی کرنی چاہیے اور پلان کے پروگراموں کے نفاذ کا جائزہ لینا چاہیے اور منصوبوں میں جسمانی مواد اور وسائل الاٹمنٹ کی شرائط میں ضروری ایڈجسٹمنٹ کرنے چاہیے تاکہ پلان کے مقاصد کا زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کو یقینی بنایا جاسکے۔

دیگر نظامیاتی مسائل: نہ صرف قبائلی علاقوں، بلکہ سکم کے علاوہ سبھی شمالی مشرقی خطوں میں کم فی کس آمدنی، نجی سرمایہ کاری کی کمی، کم سرمایہ تعمیر، ناکافی بنیادی ڈھانچے کی سہولیات، جغرافیائی علاحدگی اور ترسیلی رکاوٹیں موجود ہیں۔

اس خطے کو رابطے میں ہونے والے پریشانیوں کی وجہ سے بھی نقصان پہنچتا ہے، یعنی، سڑک، ریل اور فضائی رابطوں میں دشواریوں کی وجہ سے بھی یہ خطہ نقصان میں ہے۔ بجلی ایک بڑی رکاوٹ ہے، اس لیے مائیکرو ہائیڈل پاور اور قابل تجدید توانائی کو خطے میں فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے اپنے ٹیکس کی وصولی اور داخلی وسائل خطے کو معمولی فائدہ دیتے ہیں اور اس کا مکمل انحصار مرکزی منتقلی پر ہے۔ مقامی قبائلی اشرافیہ لینڈیڈ پراپرٹی میں سرمایہ کاری کو ترجیح دیتے ہیں اور پرخطر منصوبوں میں سرمایہ کاری سے بچتے ہیں۔

حکومت ہند کی طرف سے مجموعی طور پر سرمایہ کاری میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ ریاستوں کے لیے ضروری ہے کہ حکمرانی کو بہتر بنائیں اور سہولیات کو لوگوں تک پہنچائیں۔ گروپ سی اور ڈی کے بہت سے سرکاری عملے کے ساتھ، شمال مشرقی ریاستوں کے غیر منصوبہ اخراجات وہ کافی زیادہ ہیں اور داخلی آمدنی کم ہے، اس کے نتیجہ میں ان ریاستوں کے پاس لبرل مرکزی منتقلی کے باوجود منصوبہ اخراجات کے لئے ناکافی فنڈز ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، 15-2014 کے لئے آسام کا فی کس منصوبہ پانچ ہزار 775 تھا جب کہ اسی طرح کی غریب آبادی والے چھتیس گڑھ کی فی کس منصوبہ 12 ہزار 807 تھا۔

اس کے علاوہ، ان ریاستوں کو نتائج کی نگرانی کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ ان نتائج کے لئے سرکاری عملے کو جوابدہ ہونا ہوگا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حکومت کا عملہ ان کی کوتاہیوں کو چھپانے کے لئے بے کار رپورٹوں کے ساتھ خود کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چناں چہ ریاستی حکومتوں کے مطابق شمال مشرقی ریاستوں میں شدید تغذیہ کی کمی کے شکار بچوں کا تناسب ایک فی صد بھی کم ہے جبکہ یونیسیف کی طرف سے کیے گئے ایک سروے کے مطابق یہ اعداد وشمار منی پور میں تین اعشاریہ پانچ فی صد اور میگھالیہ اور تریپورہ میں تقریباً 16 فی صد ہے۔ اعداد وشمار کے ان دو نمبروں میں دوری کو کم کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ اس عمل میں اصلاحات کی ضرورت ہے کیونکہ اس میدان کے اعداد وشمار مستند، قابل اعتماد اور اندازہ کے اعداد وشمار سے میل کھاتے ہیں۔

اگلی دہائی یا اس کے اندر اندر ملک میں شرح نمو اور مشرقی ہندوستان کے قبائلی علاقوں کے درمیان ترقی کے شعبے میں بڑھتی ہوئی خلیج کو کم کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے صرف خطے کے اقتصادی وسائل کے بہاؤ میں تیزی لانا نہیں بلکہ ترسیل اور حکومت میں ایک بڑے پیمانے پر بہتری کی لانے کی ضرورت ہے۔ اب یہ مالی وسائل کی دستیابی نہیں بلکہ شمال مشرقی علاقے میں اداروں اور افراد کی صلاحیت کو دستیاب وسائل ترقی کے لئے موثر استعمال کے قابل بنانے کا معاملہ ہے جو ترقی کی راہ میں اہم رکاوٹ ثابت ہو رہا ہے۔ اداروں کی تعمیر ریاستی محکموں اور ایجنسیوں کو مضبوط بنانے کی ضرورت پر زور دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ سول سوسائٹی اور ریاستی حکومتوں کے درمیان نتیجہ خیز شراکت داری کو فروغ دینے کی دعوت دیتی ہے۔ مقامی حکومت کے اداروں کی مضبوطی خاص طور پر اہم ہے۔

☆☆☆

ریلوے سہولیات کا جائزہ

☆ ریلوے کے وزیر مملکت نسٹر منوج سنہا نے ایک سوال کے تحریری جواب میں لوک سبھا کو مطلع کیا کہ ہندوستانی ریلوے نے یکم جولائی، 2015 سے تمام میل ایکسپریس اور سپر فاسٹ ٹرینوں کے مسافروں سے پلیٹ فارموں پر صفائی ستھرائی، ٹرینوں کے وقت کی پابندی، ایئر کنڈیشن کی کولنگ، بستر، کھانے کے معیار اور گاڑیوں کے اندر صفائی ستھرائی کے بارے میں ردعمل سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے آئی آر سی ٹی کے ذریعہ انٹر ایکٹیو وائس رسپانس سسٹم (آئی وی آر ایس) متعارف کرایا ہے۔ ان گاڑیوں کے مسافروں سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اپنا ردعمل (i) اچھا (ii) اطمینان بخش (iii) خراب کے طور پر ظاہر کرسکتے ہیں۔

ڈاکٹر اروپ کمار مصرا

شمال مشرق کی حیاتیاتی گونا گونی

ماحولیاتی نظام، اقسام اور جینیاتی فرق کا خزانہ

ماہرین نے مختلف ملکوں یا خطوں کی حیاتیاتی گونا گونی کے مطابق نامیاتی دنیا کی درجہ بندی کی ہے۔ اس فہرست میں 'بڑی گونائی' کے حامل 12 ملک ہیں، جن میں تمام سطحوں پر تمام رنگوں کے نباتات اور حیوانات کی زیادہ سے زیادہ اقسام پائی جاتی ہیں۔ ہندوستان، برازیل، کولمبیا، چین ، میکسیکو، جنوبی افریقہ، روسی فیڈریشن، انڈونیشیا، وینزوئیلا، امریکہ، ایکواڈور اور آسٹریلیا کے ساتھ اس گروپ کا ایک نمایاں رکن ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ خود ہندوستان کے اندر جغرافیائی اور موسمی فرق اتنا زیادہ ہے کہ ہندوستان میں عالمی حیاتیاتی گونا گونی کے معاملے کا ایک بڑا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ برف سے ڈھکے ہوئے ہمالیائی پہاڑوں سے لے کر سطح سمندر پر میدانوں تک، جزائر اور گرم بارانی جنگلات سے لے کر گرم ریگستانوں اور سیلابی میدانوں تک، تقریباً اقسام کی خصوصیات اس برصغیر میں ایک ساتھ واقع ہے۔ ہندوستان کے اس متواتر متغیر پذیر منظر میں شمال مشرقی خطہ ماحولیاتی نظام کی حیاتیاتی گونا گونی کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوجاتا ہے۔ آسام، اروناچل پردیش، میگھالیہ، منی پور، میزورم، ناگالینڈ، تری پورہ اور سکم پر مشتمل یہ خطہ درحقیقت دنیا میں تین بڑی حیاتیاتی وجغرافیائی مملکتوں یعنی ہند۔ملایائی، ہندچینی اور ہندوستانی مملکتوں کا ایک سنگم ہے۔ تمام ضروری موسمی اور ارتقائی فرق موجود ہونے کی وجہ سے اس خطے کے نباتاتی اور حیواناتی گونا گونی کو بین اقوامی طور سے سراہا جاتا ہے۔ شمال مشرق کا تقریباً 70 فی صد حصہ پہاڑیوں اور پہاڑوں کے تحت آتا ہے جب کہ بقیہ 30 فی صد حصہ برہم پتر اور براک وادی کے نظاموں کے تحت آتا ہے جو ایک ساتھ مل کر ایک حیرت انگیز حیاتیاتی گونا گونی کی پرورش کرتے ہیں۔ اس خطے کے ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کی گونا گونی کے ایک مثال ذیل میں دی گئی ہے:

وادی برہم پتر کی حیاتیاتی گونا گونی

مشرقی اور ایشیائی حیوانی جغرافیائی مملکتوں کے تغیر پذیر منطقے میں واقع ہونے کی وجہ سے وادی برہم پتر گرم بارانی جنگلات، عارضی جنگلات، دریائی چراگاہوں، بانسوں کے باغات اور متعدد نم زمینوں سے متصف ہے۔ برہم پتر ارضیاتی طور سے دنیا میں بڑے دریاؤں میں سے سب سے کمسن ہے۔ یہ کم سن ہمالیائی سلسلے میں اپنے منبع سے 2880 کلومیٹر تک جاتا ہے نیز تبت اور ہندوستان سے ہوکر بہتا ہے۔ یہ دریا بالآخر بنگلہ دیش میں سمندر میں ضم ہوجاتا ہے۔ یہ کچھ علاقوں میں حیرت انگیز طور سے چوڑا ہے۔ خاص طور سے ڈبروگڑھ کے قریب اوپری آسام میں یہ دریا 16 کلومیٹر چوڑا ہے جب کہ نچلے آسام میں گوہاٹی کے مقام پر یہ دریا محض 1.2 کلومیٹر چوڑا ہے۔ برہم پتر زیادہ تر برف پر مبنی دریا ہے۔ اسے صرف امیزون کے بعد ڈیلٹا میں پانی کی دوسری سب سے زیادہ پیداوار اور گاد کی سب سے زیادہ پیداوار کرنے والا دریا ہونے کا امتیاز بھی حاصل ہے۔

وادی کے برہم پتر زیادہ تر ایک سیلابی میدانی علاقہ ہے جس کا کل تخمینہ شدہ رقبہ 5633900 مربع کلومیٹر ہے۔ اس رقبے میں سے ایک بڑا حصہ اوپری طاس میں جنگلات کی کٹائی کی وجہ سے گذشتہ برسوں میں ضائع ہوگیا ہے جس کے نتیجے میں کنارے کا شدید کٹاؤ ہوا ہے۔ اس کے باوجود بھی چار ممیز قدرتی یونٹ، یعنی شمالی پہاڑی ترائیاں، شمالی اور جنوبی میدانی علاقے، سیلابی میدانی علاقہ اور چار علاقے (دریائی کنارہ) اور جنوبی پہاڑی ترائیاں حیاتیاتی گونا گونی اور بڑی مخصوصیت کی ایک نادر اور نایاب تصویر پیش کرتی ہیں۔ آسام کی نباتاتی اور حیواناتی گونا گونی کا بہترین مظاہرہ قاضی رنگا، مانس، ڈبرو۔سائی کھوا اور انگ اور نمیری میں اس کے پانچ قومی

مضمون نگار گوہاٹی میں آسام سائنس ٹکنالوجی اور انوائرنمنٹ کونسل کے ڈائریکٹر ہیں۔

پارکوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اول الذکر دو جگہیں اس وادی میں یونیسکو کی عالمی ورثہ جاتی جگہیں بھی ہیں۔ اس کے علاوہ پوبیٹورا، گرم پانی، گبون، بوراساؤپری، چکرشلا، سونائی، روپائی، بورنوڈی، لاؤکھووا، جوئے ڈیہنگ، پانی ڈیہنگ وغیرہ میں جنگلی جانوروں کی پناہ گاہیں بہت سی

بدیسی اقسام اور موسمی پرندوں کے لئے مشہور ہیں۔ قاضی رنگا رائیل بنگال شیروں، مختلف قسم کے ہرنوں، جنگلی بھینسوں، چڑیوں اور دیگر طیور کا مسکن ہے۔ مانس ہندوستان میں ایک منفرد جگہ ہے جہاں سنہرا لنگور، پست قد خنزیر، ہولوک بندر، مختلف قسم کے پھول، ایک قسم کے تعلق پرندے، ایک قسم کے طوطے، ایک چھوٹی قسم کے بگلے، بڑے بگلے، ماہی خور اور مچھلیوں کا شکار کرنے والے عقاب جیسی بہت سی ایسی اقسام سیاحوں کے ذریعہ اکثر دیکھی جاتی ہیں جن کے معدوم ہوجانے کا خطرہ لاحق ہے۔ مانس دریا ہندوستان اور بھوٹان کو الگ الگ کرتا ہے جس میں گنگائی ڈالفن مچھلیاں اب بھی پائی جاتی ہیں۔ نمیری نے دنیا کی آخری سفید پروں والی جنگلی مرغابیوں کے ایک غول کے حامل ہونے کی وجہ سے بین اقوامی شہرت حاصل کی ہے۔ اسی طرح سے وادی کا ہر ایک مخصوص کردہ علاقہ اور غیر آباد جگہیں کچھ قدرتی حیرت انگیز چیزوں پر مشتمل ہے۔ ڈیپور بیل (گوہاٹی کی شہری حدود کے اندر ایک رام سرجگہ) سفید ٹوپی در سرخ دموں (ایک گانے والا پرندہ)، فوک ٹیلوں، ماہی خوروں، سرخ رنگوں کی جنگلی بطخوں، تعلق سے مشابہ پرندوں وغیرہ جیسے موسمی پرندوں کی ایک جنت ہے۔

آسام میں عمارتی لکڑی اور بانسوں کے بڑے وسائل کے حامل بہت مالا مال جنگلات تھے۔ لیکن کچھ علاقوں میں غیر منصوبہ بند استحصال اور سرکشی کی وجہ سے یہ جنگلات ختم ہوگئے ہیں، جس کے نتیجے میں 1990 کے دہے کے آخر میں سپریم کورٹ آف انڈیا نے درختوں کے کاٹے جانے مکمل پابندی لگادی ہے۔ پلائی ووڈ کی سینکڑوں صنعتیں بند ہوگئی ہیں جس سے گزشتہ دو دہوں میں ریاست کی معیشت متاثر ہوئی ہے۔ اس کے باوجود بھی یہ وادی سال کے درختوں کے جنگلات، نادر وکمیاب باغات، بانسوں کی مالا مال اقسام نیز پھل دار اور غیر پھل دار درختوں کے لئے مشہور ہے۔ ناہر، سائی، میکائی، چام، بانسوم، باکل، ٹیک، سلی کھا، بھومورا، ارجنا، سونار در، کدم، گماری، اگارو غیرہ آسام میں دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں نیز ان کی بہتات ہے۔ بانس، ناہر، باکل، چام، آم وغیرہ جیسے ہمیشہ سرسبز وشاداب درخت نیز نیم سرسبز وشاداب ٹرینالیا اقسام کے جنگلات کے لئے ہمیشہ سرسبز وشاداب ایک چھتری کا کام دیتی ہیں۔ اس کے برخلاف برہم پتر کا نچلا دریائی منطقہ ساونا قسم کی خالص وانچی چراگاہوں سے متصف کیا جاتا ہے۔

وادی باراک کی حیاتیاتی گونا گونی

وادی باراک آسام کے جنوبی ترین حصے میں تین انتظامی اضلاع (کچار، کریم گنج اور ہائیلا کنڈی) پر مشتمل ہے۔ اس کا تعلق مالا مال حیاتیاتی گونا گونی کی حامل ہند-برما جوش انگیز جگہ سے ہے۔ وادی برہم پتر کی مانند، باراک بھی ایک سیلابی وادی ہے جس سے پودوں اور جانوروں کی وسیع گونا گونی کو مدد ملتی ہے۔ وادی برہم پتر کی طرح یہاں بھی چائے کے بہت سے باغات ہیں اور یہ سبزے کی روئیدگی میں کافی مدد کرتی ہے۔ اس وادی کا کل رقبہ تقریباً 6992 کلومیٹر ہے اور یہ سی تتر بتر چھوٹی پہاڑیوں (زیادہ سے زیادہ 100 میٹر) سے متصف ہے جنہیں ''ٹیلے'' کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف اس وادی کے وسطی حصے میں متعدد دلدلی زمینیں اور جھیلیں ہیں جو اس

ریاستیں	دودھ پلانے والے جانور	پرندے	رینگنے والے جانور	خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے جانور	مچھلیاں
اروناچل پردیش	241	738	78	39	143
آسام	841	192	128	67	232
منی پور	69	586	19	14	141
میگھالیہ	139	540	94	33	152
میزورم	84	500	71	13	89
ناگالینڈ	92	492	62	10	108
سکم	92	612	31	21	64
تری پورہ	54	341	32	20	129

ماخذ: آسام سائنس ٹکنالوجی اور انوائرنمنٹ کونسل نیز ای این وی آئی ایس سینٹر، آسام کے ذریعہ شائع کردہ، آسام کے ریڑھ کی ہڈی والے جانور، 2015

خطے کی مخصوص نم زمینیں ہیں۔ اصل دریائے باراک کی طرح اس کی معاون ندیاں مثلاً جیری، مدھورا، جٹنگا، لارنگ، سونائی، رکنی، گھاگرا، ڈھلیسوری اور کٹاکھل بھی ہے۔ وادی باراک میں ماحولیاتی آفات کے ساتھ ماحولیاتی مسائل وادی برہم پتر کے مسائل سے مختلف نہیں ہیں۔

شاندار ماحولیاتی گونا گونی سے جنوبی آسام کو قوت پہنچاتی ہیں۔ سب سے زیادہ قابل ذکر طور سے آکس بو جھیلیں باراک کے دونوں کناروں پر موجود ہیں۔

وادی باراک کے زمینی استعمال، زمینی احاطے (ایل یو ایل سی) والے علاقے کو ہمیشہ سرسبز و شاداب جنگلات ہمیشہ نیم سرسبز و شاداب جنگلات، ملے جلے مرطوب عارضی جنگلات، جھاڑ جھاڑی والے جنگلات، پامال جنگلات، زرعی زمینوں اور چائے کے باغات کا ایک مالامال امتزاج قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس وادی میں 14 مخصوص کردہ جنگلات اور جنگلی جانوروں کی ایک پناہ گاہ ہے جسے برائیل ڈبلیو ایس کہا جاتا ہے۔ حالاں کہ ایک اور پناہ گاہ ''ڈھلیسوری'' منظوری کی منتظر ہے۔ یہ جنگلا اور پہاڑیاں شیروں، ہاتھیوں، مالایائی ٹوپی والے لنگوروں، ہولوک بندروں وغیرہ کا مسکن ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی اور انسانی غارت گری کی وجہ سے درحقیقت وادی باراک کے نباتات اور حیوانات کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ مشہور ایشیائی ہاتھی تقریباً معدوم ہوگئے ہیں۔ جب کہ ایک زمانے میں بڑی تعداد میں پائے جانے والے ہولوک بندروں، فائیرے کے لیف بندروں، خنزیر کی دم والے لنگوروں، ٹھنٹھ جیسی دم والے بندروں، نقاب والے فن فوٹوں کی بہت کم آبادی ان جنگلات میں باقی

مجولی جزیرے کی حیاتیاتی گونا گونی

مجولی ایک زمانے میں دنیا کا سب سے بڑا دریائی جزیرہ تھا۔ جس کا رقبہ 1250 مربع کلومیٹر تھا اور جو 1.5 لاکھ سے زیادہ کی آبادی کو رکرتا تھا۔ لیکن جنوبی کنارے میں کنارے کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے کٹاؤ اور جنوبی کناروں پر نہر میں رکاوٹوں کی توسیع کی وجہ سے سولہویں صدی عیسوی کی ثقافت کے مالامال ورثے والے آسام میں ''وشنوازم کے اس مرکز کے لئے خرابی

پیدا ہوگئی ہے۔ آج ہمارے پاس 60 سے 85 میٹر سطح سمندر سے اوپر جزیرے کی بلندی والا صرف تقریباً 425 مربع کلومیٹر کا رقبہ ہے۔ تین اہم دریا یعنی شمال میں کھیر کٹیا سوتی، سبن سیری، اور جنوب میں برہم پتر مجولی کے لئے ایک دائرہ بناتے ہیں جو بدلے میں راحت کی یکسانی کو ختم کرنے کے لئے تقریباً 155 چھوٹی اور بڑی بیلون (نم زمینوں) کو تقویت پہنچاتا ہے۔ مجولی پرندوں کا نظارہ کرنے والے لوگوں کی جنت ہے جہاں لق لق، ماہی خور پرندوں اور سیٹی بجانے والی چھوٹی چھوٹی بطخوں کی مالامال گونا گونی ہے۔ ان جزائر میں کچھ مخصوص مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ مسنگ، نیپالی، دیوری، کچاری اور کوچ فرقوں میں مختلف بیماریوں کا علاج کرنے کے لئے مچھلیوں کی پندرہ مختلف ادویاتی اقسام کی نشاندہی کی گئی ہے۔

مجولی کی نم زمین والی مٹی میں وادی برہم پتر کی چاول وای معیشت اور ارضیاتی ماحول اس خطے میں ایک منفرد تصویر پیش کرتا ہے۔ یہاں چاول کی 100 سے زیادہ اقسام کی کاشت کی جاتی ہے۔ تقریباً سبھی اقسام کی کاشت کسی بھی کیمیائی کھاد یا کیڑے ماردوا کے بغیر کی جاتی ہے۔ خود سے مجولی ریاست آسام میں ایک آزاد اور جداگانہ شناخت ہے جو حیاتیاتی گونا گونی کے اپنے بقیہ قطعات کی وجہ سے بڑی تعداد میں ہندوستانی اور غیر ملکی سیاحوں کو راغب کرتا ہے۔ پرندوں کی انواع، عادات، ساخت وغیرہ کے علم کے ماہرین نے مجولی میں پرندوں کی 250 سے زیادہ اقسام درج کی ہیں۔ سب سے زیادہ وسیع طور سے دیکھی گئی اقسام اسپاٹ چونچ والے ماہی خور، چھوٹا سارس، بڑا سارس، بنگال، فلوریکین، سفید کمر اور پتلی چونچ والا گدھ وغیرہ ہیں۔

☆☆☆

نٹالی ویسٹ کھر کونگور

شمال مشرق میں تعلیم اور روزگار

آگے کا راستہ

شمال مشرق میں جو کہ 8 ریاستوں پر مشتمل ایک خطہ ہے، مارچ 2011 میں خواندگی کی شرح 77.76 فی صدفی صد تھی، جو 74.04 فی صد کے قومی اوسط سے زیادہ ہے۔ خواندگی کی زیادہ شرح ہونے کے باوجود شمال مشرقی ہندوستان میں تعلیمی نظام غیر منظم ہے نیز خاص طور سے تکنیکی شعبے میں متعدد حدود/ چیلنجوں سے متاثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے اعلی تعلیم کے متمنیوں کی بڑی تعداد خطے سے باہر چلی جاتی ہے۔ زیادہ تر تعلیمی نظام ریاستی حکومتوں کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے جو کہ قومی سطح کے مساوی نہیں ہے۔ ریاستیں اب بھی تعلیم دینے کے روایتی طریقے پر عمل کر رہی ہیں۔ اس طرح کے ایک رسمی تعلیمی ڈھانچے کی وجہ سے نہ صرف خطے سے طلبا کا بڑا انخلا ہوا ہے بلکہ پہلی کلاس سے لے کر آٹھویں کلاس کے درمیان طلبا کی تعلیمی سلسلہ چھوڑ دینے کی شرح 2011-12 کے دوران 40.8 فی صد کی قومی شرح کے مقابلے میں 50.05 فی صد ہوگئی۔

تکنیکی/عملی مظاہرے کے فقدان کے ساتھ کتابی علم سے متعلق نصاب تعلیم کی وجہ سے ملازمت کے قابل ہونے کی صلاحیت کی کمی اور بے روزگاری واقع ہوتی ہے۔ ہمارے پاس بہت زیادہ ہائی اسکول گریجویٹس، ڈگری/ ڈپلومہ حاملین، پوسٹ گریجویٹس ہیں جو یا تو بے روزگار ہیں یا کم روزگار والے ہیں۔ اس کے علاوہ بقیہ ملک کے مقابلے میں شمال مشرق میں معیاری تعلیمی مواقع اور پیشہ ورانہ اداروں کا فقدان ہے۔ شمال مشرق میں تعلیمی نظام نہ صرف اپنی جبلی منفی خصوصیات سے متاثر ہے بلکہ بند اور ہڑتالوں جیسے باہری عناصر متاثر ہوا ہے۔ ایسے معاملات تھے جہاں ایک سال میں تقریباً 100 دنوں کے لئے کلاسیں منعقد نہیں ہوئی تھیں۔ اس کی وجہ سے بہت سے والدین، بعض اوقات بڑے نجی نقصان، مثلاً بچوں کی خرید و فروخت پر اپنے بچوں کو خطے سے باہر بھیجنے کے لئے مجبور ہوگئے ہیں۔ یہ ان عناصر میں سے ایک عنصر ہے جس کی وجہ سپریم کورٹ نے 12 سال سے کم عمر کے بچوں کو ریاست منی پور چھوڑنے سے روکنے کا ایک حکم صادر کیا ہے۔

غیر اطمینان بخش تعلیمی نظام کے علاوہ سرکشی ایک عنصر ہے جس کی وجہ سے طلبا شمال مشرق چھوڑ کر دوسری جگہوں پر جا رہے ہیں۔ شمال مشرق میں تقریباً تمام ریاستیں یا تو براہ راست یا غیر براہ راست طور سے سرکشی سے متاثر ہیں۔ اس سلسلے میں آسام میں الفا اور کربی۔ انگلونگ تنازع، ناگالینڈ میں ناگالم مسئلہ اور ناگا۔کوکی تنازع، اروناچل پردیش میں چکما ہاجونگ اور اروناچلی تنازع اور تمام دیگر شمال مشرقی ریاستوں میں اندرونی لوگوں کے مقابلے میں باہری لوگوں کے مسئلے کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ سرحد پار سے اسمگلنگ، دہشت گردی نیز دہشت گردوں اور فوج کے درمیان جاری لڑائی کی وجہ سے شمال مشرق کی کچھ ریاستوں میں زندگی بہت دشوار اور تکلیف دہ ہوگئی ہے۔ اس خطے میں سماجی اور سیاسی بے چینی گزشتہ کئی دہوں سے اس خطے میں ہوئی ہے جس میں ملی ٹینٹوں کے گروپوں کا فروغ، خوں ریزی، بار بار واقع ہونے والی عوامی ہڑتالیں، مسلح افواج کے خصوصی اختیارات سے متعلق قانون اور سرکاری مشینریوں کی بدعنوانی شامل ہیں۔ خطے کے کچھ حصوں میں زندگی ایک بھیانک خواب ہے۔ ایک سال میں 100 دنوں کی عوامی ہڑتالیں، دکانوں اور اسکولوں کا بند رہنا اور عوامی ٹرانسپورٹ سڑکوں سے غائب رہنا۔ بہت سے علاقوں میں بجلی مشکل سے دو گھنٹے آتی ہے، ہفتے میں ایک بار یا دو بار پانی سپلائی کیا جاتا ہے، شام میں چار بجے کے بعد بازار اور دکانیں بند ہو جاتی ہیں اور رات کو بجے کے بعد سڑکیں سنسان نظر آتی ہیں، خطے کی کچھ ریاستوں میں رات کو گشت لگانے والی پولیس یا ملی ٹینٹوں کے ذریعے کسی کو بھی ہراساں کیا جا سکتا ہے، اٹھایا جا سکتا ہے، اغوا کیا جا سکتا ہے یا جان سے مارا جا سکتا ہے۔

شمال مشرق کے لوگ برسوں سے ان تمام بے چینیوں کے ہوتے ہوئے اپنے گاؤوں، قصبوں، شہروں میں رہ رہے ہیں اور لوگوں نے اس وقت تک اپنی

ایسوسی ایٹ پروفیسر معاشیات

ریاستوں سے باہر جانے کی خواہش نہیں کی تھی جب تک کہ عالم کاری کا عمل ہندوستان کے بڑے شہروں میں نہیں پہنچا تھا۔ عالم کاری کے فوائد کی کشش نے شمال مشرق کی نوجوان نسل کو راغب کیا ہے جس نے خاص طور سے بی پی او، شاپنگ مالس اور مہمان نوازی کی صنعت میں روزگار کی تلاش میں نقل مکانی کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری اور دونوں طرح کے روزگار کے مواقع کے فقدان نے شمال مشرق کے نوجوانوں کو روزگار کی تلاش میں خطے سے باہر جانے پر مجبور کر دیا ہے۔

مختلف کمیونٹیوں میں فرقہ وارانہ تنازعات اور سرکشیوں نے سیکٹر گاؤوں کو تباہ برباد کر دیاہ ے، بہت سے لوگوں کو جان سے مار دیا ہے نیز بہت سے لوگوں کو بے گھر اور یتیم بنا دیا ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگ اندرونی طور سے منتقل ہو گئے ہیں، بہت سے لوگوں نے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ نقل مکانی کرنے کا خطرہ اٹھایا ہے نیز دہلی، کولکاتا، ممبئی اور بنگلور جیسے بڑے شہروں میں بس گئے ہیں۔

مزید برآں چھوٹے اور بڑے دریاؤں کی حامل شمال مشرقی ریاستیں وقتاً فوقتاً سیلابوں اور پانی جمع ہونے سے برباد ہو گئی ہیں۔ بڑے علاقوں میں طغیانی کی وجہ سے نقل و حمل اور مواصلات سے متعلق بہت زیادہ مسائل ہیں جن کی وجہ سے آمدنی کا ذریعہ ختم ہو گیا ہے۔ چناں چہ وطن میں روزگار کے مواقع نہ ہونے کی وجہ سے لائق اور باصلاحیت طلبا باہر جانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ بجلی اور انٹرنیٹ جیسی جدید سہولیات کا فقدان ہے۔ ایک زمانے میں مقامی اخبارات تک بھی دور دراز جگہوں پر پہنچ نہیں پاتے تھے۔ پرنٹ اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ میں خطے کے بارے میں کافی احاطہ نہ ہونے کی وجہ سے مسائل میں صرف اضافہ ہی ہوا ہے۔ لہٰذا بیشتر معاملات میں دہلی کو شمال مشرق سے نقل مکانی کرنے والے لوگوں کو پناہ اور روزی روٹی دینے کے لئے سب سے زیادہ موزوں جگہ سمجھا جاتا ہے۔

شمال مشرق سے ملک کے دیگر حصوں کے لئے نقل مکانی میں کمی لانے کی غرض سے تعلیمی نظام میں پورے طور سے ایک مثالی تبدیلی کرنی ہوگی۔ صنعت کی تربیت، تعداد کے مقابلے میں معیار، تحقیق پر توجہ مرکوز کی جانی چاہئے نیز صنعت کارانہ اور کاروبارانہ سوچ کی اسی طرح سے حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے جس طرح سے ترقی یافتہ ریاستوں (صنعت پر مبنی) میں کی جاتی ہے۔ ملازمت کے قابل ہونے کی صلاحیت کی شرح میں اضافہ کرنے کے لئے سی ایس آر اقدام کے تحت تکنیکی اور غیر تکنیکی اداروں کو آراستہ کرنے کے سلسلے میں کمپنیاں بھی آگے آسکتی ہیں۔

ہندوستان میں بناؤ کے ماڈل اور اسٹارٹ اپ ماڈل کا فائدہ اٹھاتے ہوئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی غرض سے شمال مشرق میں ریاستوں کو (معدنیات، جنگلات، پٹرولیم اور قدرتی گیس، پانی، مچھلی پالن، ریشم سازی، سیاحت وغیرہ پر مبنی، ابتدائی، ثانوی اور خدماتی شعبے) روزگار کی مستقبل میں مانگ نیز روزگار (ورک فورس کا سائز) کی مستقبل میں فراہمی کے بارے میں تیار اعداد و شمار کا حامل ہوتا ہے۔ موخر الذکر کے لئے نصاب تعلیم، اساتذہ کی کارکردگی، چھٹیوں کے دوران تربیت (اساتذہ اور طلبا دونوں کی) تربیت کے اختراعی سازو سامان اور ہنرمندی پر مبنی تعلیم پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہوگی۔

شمال مشرقی ریاستوں کی طاقتوں مثلاً انگریزی بولنے والی بڑی آبادی، طلبا کے ثقافتی طور سے گونا گوں امتزاج اور خواندگی کی زیادہ شرح کو پورے طور سے یکجا کرنا ہوگا۔ اس کے لئے ایک اور مطالبے کی بجائے عمل کی ضرورت ہے۔ برسوں سے بہت سی ایجنسیوں کے ذریعہ کئے گئے بہت سے مطالعات، کانفرنسوں، سیمینار، ورکشاپوں، سمپوزیموں، جلسوں اور تبادلہ خیالات کے فوروں کے اب مطلوبہ نتائج برآمد ہیں ہیں اور ان سے وسائل کا ضیاع نہیں رکا ہے۔ جس چیز کی اب ہمیں ضرورت ہے، وہ صحیح نظریہ اور صحیح حکمت عملی ہے۔ مختلف سطحوں پر سرکاری محکموں، آئی سی سی، فکّی، نائیز اور سول سماج کو شمال مشرق کو دنیا کا ایک تعلیمی اور سیاحتی مرکز بنانے کے سلسلے میں پورے طور سے دماغ لگانا ہوگا۔ ہم سیاحتی شعبے میں شمال مشرق کی صلاحیتوں کے بارے میں بہت زیادہ باتیں کر چکے ہیں۔ اب ہمیں منصوبہ بنانے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ بڑے سیاحتی مقامات کو جوڑنے والے بنیادی ڈھانچے کے پروجیکٹوں پر عمل درآمد کے کام میں تیزی لانے کے لئے ایک کثیر اور وسیع نظریہ اختیار کیا جانا چاہئے۔ سیاحوں اور ماحولیاتی سیاحت کے لئے پیدل چلنے کو فروغ دینے کی غرض سے وائی ایچ اے جیسی پیدل چلنے سے متعلق ایجنسیوں کو ترغیب دی جانی چاہئے۔ اسی طرح مہماتی کھیلوں کے سلسلے میں تربیت اور اچھا تجربہ فراہم کرنے کی غرض سے پیشہ ورانہ لوگوں کا استعمال کر کے مہماتی کھیلوں کے لئے ایک مرکز قائم کیا جانا چاہئے۔ پائیدار سیاحت کو فروغ دینے کے لئے نیز شمال مشرق کو گوا اور کیرالہ کے

مساوی بنانے کے لئے اتنی ہی اہم بات شمال مشرق سے متعلق سیاحتی پالیسی ہے۔

ادارہ جاتی مسائل ہونے کی وجہ سے ایک ایسی حکمت عمل کی ضرورت پیدا ہوتی ہے، جس سے موثر کریڈٹ ڈیلوری سسٹم کے لئے کمیونٹی مبنی کولیسٹرول کو فروغ دیا جائے تاکہ مقام برتریوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ یہ خطہ مشرق میں بڑی ریاستوں سے قربت نیز بنگلہ دیش اور میانمار جیسے متعلق ملکوں کے ساتھ ساتھ مشرقی ہندوستان کی روایتی گھریلو مارکیٹ تک رسائی کے ساتھ حکمت عملانہ طور سے واقع ہے۔ یہ خطہ جنوب۔ مشرقی ایشیائی ملکوں کے لئے ایک برتری داخلہ پوائنٹ بھی ہے۔ یہ مالی اداروں کا کام ہے کہ وہ یہاں موقع تلاش کریں نیز بینکنگ کے لئے لین دین کے لئے ذریعے روزگار کی سہولیات پیدا کرنے کے سلسلے میں مدد کریں۔

خطے کے اندر ایس ای زیڈ قائم کئے جاسکتے ہیں تاکہ خاص طور سے چائے، کافی، خوشبودار اور ادویاتی پودوں نیز باغباتی کی پیداوار کے سلسلے میں اقتصادی فوائد حاصل کئے جائیں۔ چھوٹے پٹہ داروں کے لئے سازگار، مانگ پر مبنی ٹکنالوجیاں تیار کرنے کے لئے آر اینڈ کے سلسلے میں مدد کا ایک ٹھوس نظام ناگزیر ہے۔ مارکیٹ کے موثر نظام کے لئے، سپلائی کے سلسلے کا ایک موثر ماڈل آئی آئی ایم شیلانگ جیسے مخصوص مہارات والے ادارے کی مدد سے شروع کئے جانے کی ضرورت ہے۔

ان سب سے بڑھ کر سیاسی خواہش، نوکر شاہوں کی مدد اور عہد، اچھی حکمرانی، کاروبانی کرنے میں آسانی نیز پی پی پی (نجی سرکاری عوامی شرکت) ماڈل اہمیت کے حامل ہیں۔ موجودہ تعلیمی نظام کو مستحکم بنانے نیز روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے تمام تر کوششیں ایک ساتھ کرنی ہوں گی جس سے شمال مشرق سے دیگر جگہوں کے لئے نقل مکانی کرنے میں کمی آئے گی اور سرکشی کا مسئلہ بھی حل ہوجائے گا۔ ☆☆☆

گواہاٹی اور شیلانگ میں ٹیکھور پارک قائم کئے جائیں گے

☆ بارہویں جنوب ایشیائی کھیلوں کی منتظمہ کمیٹی نے گواہاٹی اور شیلانگ میں ٹیکھور (کھیل کود کا قومی علامتی نشان) پارک قائم کئے جانے کے لئے دو کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ یہ ٹیکھور پارک منتظمہ کمیٹی کی منفرد پیش رفت کے نتیجے میں قائم کئے جارہے ہیں، جن کا مقصد گواہاٹی اور شیلانگ میں حال ہی میں اہتمام کئے جانے والے بارہویں جنوب ایشیائی کھیلوں کی روایت کو محفوظ کرنا ہے۔ یہ ٹیکھور پارک گواہاٹی یونیورسٹی اور شیلانگ کے این ای ایچ یو میں قائم کئے جائیں گے۔

بارہویں جنوب ایشیائی کھیل 2016 کی مجلس عاملہ نے گواہاٹی میں اپنے اجلاس کے دوران طے کیا ہے کہ کھیلوں کی روایت اور وضع داری کی حفاظت کی جانی چاہیے اور یہ ٹیکھور پارک گواہاٹی یونیورسٹی اور این ای ایچ یو شیلانگ میں کھیلوں کی ان ہی روایتوں کے تحفظ کے تعلق سے قائم کئے جارہے ہیں۔ مندرجہ بالا فیصلوں کی عمل آوری کے طور پر یہ بھی طے پایا کہ جنوب ایشیائی کھیل 2016 کے بچت سرمائے سے دو کروڑ روپے کی رقم ان ٹیکھور پارکوں کے قیام کے لئے دستیاب کرائی جائے۔ (اس رقم میں مرکزی کاروباری اداروں سے حاصل ہونے والی اشترا کی رقوم بھی شامل ہیں۔ بارہویں جنوب ایشیائی کھیلوں کی منتظمہ کمیٹی کے چیرمین اور نوجوانوں کے امور کے محکمے کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب سروننداسونووال نے اس کی منظوری دے دی ہے۔

حکومت نے ، مدھیہ پردیش ہائر ایجوکیشن کوالٹی امپرووومنٹ پروجیکٹ کے لئے عالمی بینک کے ساتھ 300 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری معاہدے پر دستخط کئے

☆ مدھیہ پردیش ہائر ایجوکیشن کوالٹی امپروومنٹ پروجیکٹ کے لئے عالمی بینک کے ساتھ 300 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری معاہدے پر کل دستخط کئے گئے۔ اس معاہدے پر آئی ڈی اے قرض کے طور پر دستخط کئے گئے ہیں۔ سرمایہ کاری کے اس معاہدے پر حکومت ہند کی جانب سے معاشیاتی امور کے محکمے کے جوائنٹ سکریٹری جناب راج کمار اور عالمی بینک کی ہندوستانی شاخ کے کنٹری ڈائریکٹر اونو رول نے عالمی بینک کی جانب سے دستخط کئے۔ اس موقع پر مدھیہ پردیش کے سرکار کے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے پرنسپل سکریٹری جناب کے کے سنگھ اور عالمی بین کے کنٹری ڈائریکٹر جناب اونو رول نے ایک منصوبہ جاتی معاہدے پر بھی دستخط کئے۔ یہ منصوبہ نتائج کی بنیادی بنیاد پر کی جانے والی سرمایہ کاری کے طور پر تیار کیا گیا ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ اس کے تحت سرمایہ خصوصی کامیابیوں پر یا سرمائے کی تقسیم کے اشاریوں کی بنیاد پر جاری کیا جائے گا۔ ان ڈی ایل آئی اداروں کو اس لئے تشکیل دیا گیا ہے کہ کل وقتی طلبا؟ کی تعداد میں اضافہ، شرح منتقلی میں اضافہ، این اے اے سی کی اسناد کے دائرہ کار کی کامیابی سے متعلق نتائج کو یقینی بنایا جاسکے۔

نیوکلیائی ری ایکٹروں کیلئے آلات

☆ شمال مشرقی خطے کی ترقی کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) وزیر اعظم کے دفتر اور عملے، عوامی شکایات اور پنشن کی وزارت، ایٹمی توانائی اور خلا کے محکمے کے وزیر مملکت ڈاکٹر جتندر سنگھ نے لوک سبھا میں ایک سوال کا تحریری جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ملک میں تیار کردہ ری ایکٹروں کیلئے کل پرزے اور آلات ہندوستان میں ہی تیار کئے جارہے ہیں۔ ایسے آلات اور کل پرزے جو بیرونی ملکوں کے تکنیکی تعاون سے حاصل کئے گئے ہیں، ان کے بارے میں حکومت بین الاقوامی ساجھیداروں کے ساتھ صلاح و مشورہ کر کے انہیں ملک میں ہی تیار کرنے پر زور دیتی ہے اور اس سلسلے میں کچھ معاہدے بھی کئے جارہے ہیں۔

سنجیو دگل

شمال مشرق میں اسکل مشن

شمال مشرق ہند وقت کی ضرورت ہے:

- ☆ شمال مشرق کی تمام ریاستوں میں ہنرمندی کو منظّم کرنے کے لئے رابطہ کے لئے خصوصی سرکاری سنگل پوائنٹ (ایس پی او سی)
- ☆ عمل درآمد کرنے والے پارٹنرز (این ایس ڈی اے، این ایس ڈی سی وغیرہ) سے ہر ریاست کے لئے خصوصی پروجیکٹ
- ☆ مرکزی اور ریاستی اسکیموں یا فنڈ کا موثر استعمال

ہندوستان کو ہنر مند بنانے کی وزیراعظم نریندر مودی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ملک کے تمام حصوں میں اس مشن کا نفاذ شروع ہو چکا ہے۔اور چوں کہ شمال مشرقی خطے پر مرکزی حکومت کی طرف سے خصوصی توجہ دی جا رہی ہے اس لئے یہ امر ناگزیر ہے کہ حکومت ہند کے اہم مشنوں میں سے ایک یعنی اسکل انڈیا مشن بھی وہاں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔شمال مشرقی خطے میں نہ صرف خود پائیدار اقتصادی یونٹ کے طور پر ڈویلپ کرنے کی صلاحیت ہے بلکہ یہ ملک کی مجموعی اقتصادی ترقی میں بھی تعاون کر سکتا ہے۔مرکز نے حال ہی میں اسکل انڈیا کے اقدامات کو شمال مشرقی خطے میں بڑے پیمانے پر نافذ کرنے کا اعلان کیا ہے اور اس کے لئے نئی اضلاع میں اسکل ڈویلپمنٹ سنٹر اور انڈسٹریل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (آئی ٹی آئی) قائم کئے جا رہے ہیں۔اسکل ڈویلپمنٹ اور انٹرپرینورشپ کے مرکزی وزیر راجیو پرتاپ روڈی نے شمال مشرقی خطے کی صنعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس خطے کے اسکل ڈویلپمنٹ میں سرگرمی سے شامل ہوں اور فیڈریشن آف انڈسٹری اینڈ کامرس آف نارتھ ایسٹرن ریجن (ایف آئی این ای آر) سے تمام چالیس سیکٹر اسکل کاونسلوں کے لئے کم از کم ایک ممبر کی سفارش بھی کریں۔وزیر موصوف نے نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این ایس ڈی سی) کی تشکیل نو اور اس میں ایف آئی این ای آر کو رکن کے طور پر شامل کرنے کی بھی تجویز پیش کی ہے۔

شمال مشرق کی آٹھ ریاستیں-اروناچل پردیش، آسام، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ ، سکم اور تریپورا۔۔کافی تیزی سے ترقی کر رہی ہیں، ہندوستان کے بقیہ حصوں کے مقابلے اپنے لوگوں کو زیادہ تیزی سے تعلیم یافتہ کر رہی ہیں، زراعت پر ان کا انحصار کم کر رہی ہیں اور خوشحالی کی طرف گامزن ہیں۔لیکن بدقسمتی سے اس ترقی کے باوجود ملازمت اور ذریعہ معاش کے زیادہ مواقع پیدا نہیں ہو رہے ہیں، جس کی وجہ سے بڑے کافی عدم تفاوت ہے۔خطے کے ڈویلپمنٹ کے چیلنجز، بشمول انفرااسٹرکچر کا سامنا کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے 2004 میں شمال مشرقی خطے کی ترقی کی وزارت قائم کی تھی اور 2015-16 میں اس وزارت کو 2362 کروڑ روپے الاٹ کئے۔

اپنے اسٹریٹیجک محل وقوع کی وجہ سے یہ خطہ کئی خصوصی فوائد کا حامل ہے۔یہاں سے مشرقی ہندوستان کی روایتی گھریلو مارکیٹ تک رسائی کافی آسان ہے۔اس کے علاوہ چونکہ مشرق کی کئی بڑی ریاستوں کے قریب ہے اور بنگلہ دیش اور میانمار جیسے ممالک اس کے نزدیک واقع ہیں اس لئے اس خطے کو جنوب مشرقی ایشیائی مارکیٹ کا داخلی دروازہ ہونے کا فائدہ بھی حاصل ہے۔وسائل سے مالا مال شمال مشرق اپنی زرخیز زمین اور وافر صلاحیتوں کی مدد سے ہندوستان کے سب سے خوشحال خطوں میں سے ایک بن سکتا ہے۔

اس خطے میں جو اقتصادی صلاحیتیں موجود ہیں ان سے استفادہ کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ یہاں کی آبادی

مسٹر سنجیو دگل، ٹریننگ اور اسکل کمپنی سینٹم لرننگ کے سی ای او اور ایم ڈی ہیں۔

سے فائدہ اٹھایا جائے اور مارکیٹ سے مربوط اسکل ڈویلپمنٹ پر توجہ دی جائے۔تاہم یہاں کے منفرد چیلینجز کی وجہ سے روایتی مارکیٹ پر مبنی حل یہاں مفید نہیں ثابت ہوسکیں گے۔ یہاں جو چیلنجز درپیش ہیں ان میں خراب انفرااسٹرکچراور کنکٹی ویٹی، بے روزگاری، کم اقتصادی ترقی اورامن وقانون کے مسائل وغیرہ شامل ہیں۔

گوکہ ہندوستان کو نوجوان افرادی قوت کے لحاظ سے برتری حاصل ہے، ہنرمندی کا معیار اب بھی ایک چیلنج ہے۔2014میں کئے گئے ایک سروے سے یہ انکشاف ہوا تھا کہ جن آجرین کا سروے کیا گیا ان میں سے 78فیصد کا کہنا تھا کہ ہندوستان میں اسکل کا گیپ کافی تیزی سے بڑھ رہا ہے جب کہ 57فیصد کا کہنا تھا کہ انہیں جس اسامی کے لئے افرادی کی قوت کی ضرورت ہوتی ہے اس کے مطابق تعلیم یافتہ امیدوار نہیں ملتے ہیں۔افرادی قوت میں ہرسال شامل ہونے والے چودہ ملین افراد میں سے صرف دوملین ہی باضابطہ تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔اسکل ڈیولپمنٹ اور انٹرپرینیورشپ کی وزارت کے اعدادوشمار سے پتہ چلتا ہے کہ ہر 100 میں سے صرف 4.5 فیصد افراد ہنرمند ہیں۔تازہ ترین نیشنل سیمپل سروے کے مطابق شمال مشرق میں یہ فی صد اور بھی کم ہے۔کوریا میں 96فی صد افرادی قوت تربیت یافتہ ہے جب کہ جاپان میں تربیت یافتہ افرادی قوت کی تعداد 80فی صد ہے۔

ہنرمندی کے ایسے ماڈلس کی کمی ہے جو مفید مطلب ہوں اور جن پر عمل کیا جاسکے اور یہ اس خطے میں اسکل ڈیولپمنٹ کی کوششوں کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔یہ کہا جاتا ہے کہ گوکہ بہت سی ایجنسیاں مختلف طریقوں سے اسکل ڈیولپمنٹ کا کام کررہی ہیں لیکن ان میں سے بیشتر میں اختراع کی کمی ہے اور وہ معیاری نہیں ہیں۔

شمال مشرق میں ہنرمندی کا چیلنج

شمال مشرق میں ایک 'اسکل یونیورسٹی' کے قیام کی فوری ضرورت ہے کیوں کہ ہندوستان کے نوجوانوں کی امنگوں کو پورا کرنا بہت بڑا چیلنج ہے۔ بڑے مراکز میں 'مائیگریشن سپورٹ سینٹر' کا قیام امیدواروں کے لئے بہتر موقع اور کیریئر کے مواقع فراہم کرسکتا ہے۔یہ کام شمال مشرق، پہاڑی ریاستوں اور تشدد زدہ (بشمول بائیں بازو کی انتہا پسندی سے متاثرہ) اضلاع) سے آنے والوں کی تربیت کے لئے زیادہ ضروری ہے۔

میگھالیہ میں اگر کے درختوں کی شجرکاری سے روزگار کے مواقع اور ذریعہ معاش کے مواقع پیدا کئے جاسکتے ہیں۔جنوب مشرقی ایشیائی ملکوں کے بزنس ماڈل پر ان علاقوں میں بھی شجرکاری کے ذریعہ تجارت کے مواقع پیدا کئے جاسکتے ہیں اور اگر کے درختوں سے کئی طرح کی مصنوعات بالخصوص کافی مہنگے عود کا تیل حاصل کیا جاسکتا ہے۔

شمال مشرقی خطے میں 2011 اور 2021 کے درمیان ترقی اور روزگار کے مواقع سے متعلق کئے گئے ایک مطالعہ کے مطابق اس خطہ میں صرف 2.6 ملین ملازمتوں کے مواقع ہوں گے اور ان میں سے بھی نصف کی مانگ صرف آسام میں ہوگی جو کہ تقریباً بارہ لاکھ 34 ہزار 357 ہوگی۔اتنی کم مانگ کے مقابلے میں 2011-2021 میں افرادی قوت کی تعداد 17ملین ہوگی۔یعنی ملازمت کی تعداد کے مقابلے ملازمت کے خواہش مند افراد کی تعداد 14ملین زیادہ ہوگی۔خطے میں 2.6 ملین ملازمت کے مواقع ہوں گے جب کہ مین پاور کی سپلائی 16.8 ملین ہوگی۔اس لئے اسکل ڈیولپمنٹ کے لئے دو نوں طرح کے اپروچ کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک مقامی روزگار کے لئے اور دوسرا ان کے لئے جو نقل مکانی کرنا چاہتے ہیں۔

اسکل ڈیولپمنٹ سے متعلق کسی بھی اسکیم کے نفاذ اور اس پر عمل درآمد کے سلسلے میں دوسرا سب سے بڑا چیلنج یہ ہوتا ہے کہ اصل گروپ تک کیسے پہنچا جائے، ملک کے دیہی اور دور افتادہ علاقوں میں نوجوانوں کو کیسے تعلیم دی جائے اور انہیں کیسے آمادہ کیا جائے۔لرننگ اینڈ ڈیولپمنٹ میں پچھلے تیس برس کے تجربات کی بنیاد پر ہم نے دیکھا ہے کہ کارپوریٹ سیکٹر میں ملازمین کی صلاحیت کو بڑھانے کا واحد راستہ ہے کہ انہیں اختراعی تربیتی طریقہ کار کے ذریعہ تربیت دی جائے، جسے مسلسل اپ گریڈ کیا جانا چاہئے۔

میں مختلف پلیٹ فارموں پر اپنی بات کرتا رہا ہوں کہ حکومت ان خواتین کے لئے جو کل وقتی تعلیم حاصل نہیں کررہی ہیں ووکیشنل ایجوکیشن کو کیسے لازمی بنا سکتی ہے۔ ہندوستان میں ملازمت اور نوکری کو 'تعلیم کی بنیاد' کے بجائے 'ہنر کی بنیاد' میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔حکومت کی طرف سے 'بیٹی بچاو، بیٹی پڑھاؤ' اور 'ڈیجیٹل انڈیا' جیسی اسکیموں کے آغاز کے بعد نوجوانوں اور بالخصوص خواتین کے لئے کمپیوٹر کے استعمال (ہر شعبہ میں) کی تعلیم لازمی کردینی چاہئے اور انہیں اس کی تربیت دی جانی چاہئے۔حکومت کو معذور افراد کے لئے بھی خصوصی اقدامات کرنے چاہئیں اور آجرین اور انڈسٹری گروپوں کے ساتھ مل کر ان کے لئے ملازمت کے مواقع پیدا کرنے چاہئیں۔ اگر حکومت درج بالا گروپ کے ایک بڑے حصے کو اپنے پروگراموں کے تحت لانے میں کامیاب ہوگئی تو انہیں بااختیار بنانے اور ان کی زندگیوں کو تبدیل کرنے خواب بڑی حد تک حقیقت میں تبدیل ہوسکتا ہے۔

خلیج کو دور کرنا

شمال مشرقی ریاستوں کے لئے ملٹی اسکلنگ انسٹی ٹیوٹ کھولنے کی فوری ضرورت ہے۔اس کے ساتھ اس خطے میں اعلی تعلیم کو اپرنٹس شپ سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔کام پر مبنی تعلیم سے کیریئر کا راستہ ہموار ہوگا۔ اسکلنگ کو پرکشش، بامعنی اور ضرورت کے مطابق بنانے کی بھی ضرورت ہے تاکہ یہ نقل مکانی کرنے والوں کی بڑی اکثریت کی ضرورتوں کو پورا کرسکے۔

شمال مشرق میں ہنرمندی کی کوششوں کو ایک مختلف روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔اس خطے کی اکثریتی آبادی زرعی ذہنیت کی حامل ہے۔شمال مشرق میں موقع اور ضرورت کی بنیاد پر اسکل ڈیولپمنٹ اور انٹرپرینیورشپ

شمال مشرقی کونسل (این ای سی) اور شمال مشرقی خطے کی ترقی کی وزارت (ڈی او این ای آر) کے ذریعہ مقرر کردہ ویژن 2020

☆2007-09 اور 2019-20 کے درمیان 11.64% سی اے جی آر کے ساتھ مجموعی جی ایس ڈی پی ترقی۔

☆2007-09 اور 2019-20 کے درمیان مجموعی فی کس آمدنی میں 12.95% کا اضافہ۔

ویژن 2020 کی مدد کے لئے شمال مشرقی خطے کی ترقی کی وزارت (ڈی او این ای آر) نے جو اسٹریٹیجک پلان (2010-16) تیار کیا ہے اس کی اہم باتیں:

☆ خطے میں اہم شعبوں میں صلاحیت اور مسابقت سازی۔

☆ اہم شعبوں میں صلاحیت اور مسابقت سازی کے لئے ایکشن پلان تیار کرنا۔

☆ خطے میں تربیت دینے اور صلاحیت سازی کے لئے اداروں اور تنظیموں کی نشاندہی کرنا۔

☆ خطے میں اہم شعبوں میں لائن وزارتوں، این ای سی یا ریاستوں کے ذریعہ تربیتی اداروں کا قیام۔

☆ شمال مشرقی ریاستوں میں موجودہ تربیتی اداروں کی صلاحیت میں اضافہ کرنا۔

☆ اسکل کو اپ گریڈ کرنے کے لئے آئی ٹی کو آلہ کے طور پر استعمال کرنا۔

کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اس خطے کی نوجوان آبادی سب سے بڑا اثاثہ ہے اور خطے کی اقتصادی امکانات سے بھرپور استفادہ کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ آبادی کے اس گروپ کی صلاحیتوں کا مناسب استعمال کیا جائے اور انہیں مارکیٹ سے مربوط اسکل ڈیولپمنٹ کی ترقی دی جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ شمال مشرق میں لوگوں کو روزگار کے لائق بنانے کے مسائل کو حل کیا جائے اور صلاحیت سازی اور اسکل اپ گریڈیشن کے لئے روڈ میپ تیار کیا جائے تاکہ وہاں موجود صلاحیتیں بہترین مواقع حاصل کرسکیں اور انہیں روزگار کے لئے نقل مکانی نہ کرنی پڑے۔ اس خطے میں کئی سیکٹر روزگار کے اہم ذرائع کے طور پر ابھر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے متعلقہ تعلیمی اسٹریم کی شناخت کرنا اور ہنرمندی کے طریقہ کار کو بروئے کار لانا ضروری ہے۔ جس سے خطے کے لوگوں کے اندر روزگار حاصل کرنے کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوسکے۔ شمال مشرق میں کئی نایاب قسم کے پھل اور دیگر فصلیں بھی پائی جاتی ہیں اور یہ فوڈ پروسیسنگ انڈسٹری کا ایک بڑا مرکز کے طور پر ابھر سکتا ہے، جس سے بڑے پیمانے پر ملازمت کے مواقع بھی پیدا ہوں گے۔ روزگار کے بڑے مواقع والا ایک اور ممکنہ سیکٹر ہے ہینڈلوم۔ ہینڈلوم پر تیار ہونے والا کپڑا نہ صرف مقامی ضرورتوں کو پورا کرسکتا ہے بلکہ اسے ملک بھر میں سپلائی بھی کیا جاسکتا ہے۔ مناسب تکنیکی معلومات فراہم کرکے خطے کی مقامی ثقافت کو محفوظ رکھتے ہوئے بھی ہمہ جہت ترقی کے راستے کھولے جاسکتے ہیں۔ بالخصوص شمال مشرق میں اسٹارٹ اپ کمپنیوں کو فروغ دینے اور انٹرپرینورشپ ڈیولپ کی کوششوں کے نتیجے میں شمال مشرق میں انٹرپرینورشپ کے منظر نامہ میں خاطر خواہ تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ اسٹارٹ اپ کے لئے مناسب ایکو سسٹم قائم کرنے کی ضرورت ہے جس میں مناسب اسکل، اسمارٹ سرمایہ، نیٹ ورکنگ، ایکسچینج، انٹرپرینوریل کلچر اور ٹھوس مارکیٹنگ اسٹریٹیجی شامل ہوں۔ اس خطے میں روزگار اور ہنرمندی کی صورت کو تبدیل کرنے والے دیگر شعبوں میں ہوٹل اور ہاسپیٹلیٹی مینجمنٹ، میڈیکل اور پیرامیڈیکل ڈگریاں، ایگری بزنس مینجمنٹ، ITeS، بی پی او اور کے پی او ہنرمندی، انجینئرنگ ڈگریاں، بزنس مینجمنٹ، آٹوموبائل، تعمیرات، الیکٹرانکس، پلمبنگ، ٹکسٹائل اور اپریل وغیرہ سے متعلق ووکیشنل اسکل شامل ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ بڑی سرمایہ کاری سے صورت حال یکسر بدل سکتی ہے تاہم دیہی کمیونٹی کو پائیدار اداروں کی تشکیل کے لئے بااختیار بنانا بھی ضروری ہے تاکہ وہ مائیکرو فائنانس، ذریعہ معاش اور قدرتی وسائل کے نظم و نسق جیسی عوامی سرگرمیوں کو سنبھال سکیں۔ اقتصادی بااختیاری اور پارٹنرشپ ڈیولپمنٹ میں تال میل ضروری ہے کیوں کہ ان اقدامات کے لئے پبلک اور پرائیوٹ دونوں سیکٹر کی مخلصانہ کوششوں سے ہی قابل ذکر اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔

☆☆☆

تھوریم سے متعلق تحقیق و ترقی کا کام اعلیٰ ترجیحات میں شامل

☆ شمال مشرقی خطے کی ترقی کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) وزیر اعظم کے دفتر اور عملے، عوامی شکایات اور پنشن کی وزارت، ایٹمی توانائی اور خلا کے محکمے کے وزیر مملکت ڈاکٹر جتندر سنگھ نے لوک سبھا میں ایک سوال کا تحریری جواب دیتے ہوئے بتایا کہ تھوریم کو استعمال کرنے سے متعلق تحقیق و ترقی کا کام ایٹمی توانائی کے محکمے کی اعلیٰ ترجیحات میں شامل ہے۔ البتہ تھوریم کی ساخت سے متعلق خصوصیات کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہے کہ صرف تھوریم سے چلنے والا ایک نیوکلیائی ری ایکٹر تعمیر کیا جائے۔ تھوریم کو ایندھن کے طور پر استعمال کرنے سے پہلے اسے ایک ری ایکٹر میں یورینیم 233 میں تبدیل کرنا ضروری ہے۔ ان خصوصیات کے پیش نظر بھارت کے نیوکلیائی بجلی پروگرام کے آغاز سے ہی ایک تین سطحی نیوکلیائی بجلی کا پروگرام مرتب کیا گیا تاکہ اس میں تھوریم کو نیوکلیائی ایندھن کے طور پر ایک متبادل کی طرح استعمال کیا جاسکے۔ تین سطحی نیوکلیائی بجلی پروگرام کا مقصد قدرتی یورینیم کو شدید دباؤ والے ہیوی واٹر ری ایکٹروں میں استعمال کے ساتھ استعمال شدہ ایندھن سے پلوٹونیم کو حاصل کرکے فاسٹ بریڈر ری ایکٹروں میں استعمال کرنا ہے۔ تھوریم کا بڑے پیمانے پر استعمال بعد میں یورینیم-233 تیار کرنے کیلئے کیا جائے گا جسے فاسٹ بریڈر ری ایکٹروں میں استعمال کیا جاسکے گا۔ بھارت میں تھوریم کے وسائل لامحدود مقدار میں ساحلی ریت میں معدنی مونازائٹ کی شکل میں مشرقی اور مغربی ساحلوں پر دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ اس کی بڑی مقدار کیرالہ، تمل ناڈو، اڈیشہ، آندھرا پردیش، مغربی بنگال، جھارکھنڈ اور چھتیس گڑھ کے اندرونی علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ بھارت کے مونازائٹ میں تقریباً 9 سے 10 فیصد تک تھوریم اکسائیڈ پایا جاتا ہے۔

☆☆☆

ڈاکٹر ارونا بھٹاچاریہ چکرورتی

صحت اور صنف کے نقطہ نظر سے

ترقی کے بارے میں رائے زنی

ترقی کے بارے میں تبادلہ خیالات میں اس کی مختلف جہتوں، کلیدی اجزا، ان کے ماخذ نیز مختصر مدت اور طویل مدت میں ان کے اثر کی مفاہمت شامل ہونی چاہئے۔ یہ درحقیقت ایک پیچیدہ شعبہ ہے نیز مہارت اور دوراندیشی کا متقاضی ہے تاکہ صحیح وقت پر اور صحیح جگہوں پر صحیح چیزوں کا منصوبہ بنایا جایا اور انہیں حاصل کیا جائے۔

ہندوستان جیسے ملک کے لئے جہاں زیادہ تر نوجوان آبادی ہے، تعلیم اور صحت ترقی ظاہر کرنے کے کلیدی اجزا ہیں۔ چناں چہ یہ ایسے شعبے ہیں جن پر طویل عرصے میں غور کئے جانے کی ضرورت ہے۔ اس بات کی گونج نوبل انعام یافتہ امرتیہ سین کے الفاظ میں بھی سنائی دیتی ہے۔ آپ کو "اقتصادی ترقی برقرار رکھنے کے لئے ایک تعلیم یافتہ، صحت مند ورک فورس کی ضرورت ہے"۔ درحقیقت اگر ہندوستان اپنے طویل مدتی ترقیاتی نشانوں کے سلسلے میں کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اسے اپنی نوجوانوں نسل کو معیاری صحتی دیکھ بھال اور تعلیم فراہم کرنے کے سلسلے میں اپنے وسائل کا دانش مندی سے استعمال کرنا ہوگا۔

شمال مشرق پر توجہ: اگرچہ ترقی کی جہتیں شمال مشرقی ہندوستان میں نظریاتی طور سے کوئی مختلف نہیں ہیں لیکن تبادلہ خیالات اس وقت ایک منفرد موڑ اختیار کر لیتا ہے۔ جب ہم توجہ اس خطے پر منتقل کرتے ہیں۔

سات ریاستیں یعنی اروناچل پردیش، آسام، منی پور، ناگالینڈ اور تری پورہ اس خطے کی تشکیل کرتی ہیں جو ایک پیچیدہ جغرافیائی و سیاسی زون میں واقع ہے اور بھوٹان چین، میانمار اور بنگلہ دیش کے ساتھ سرحدوں کی ساجھے داری کرتا ہے جو 2000 سے زیادہ کلومیٹر کے رقبے پھیلی ہوئی ہیں نیز ایک تنگ 20 کلومیٹر وسیع زمینی راہداری کے ذریعے بقیہ ہندوستان سے جڑا ہوا ہے۔

ہر ایک ریاست اپنی مخصوص ثقافت اور روایت کی حامل ہونے کے ساتھ ہندوستان میں سب سے زیادہ نسلی طور سے اور لسانی طور سے گوناگوں خطوں میں سے ایک خطہ، شمال مشرقی ہندوستان زبانوں کے ایک وسیع سلسلے کے ساتھ 166 سے زیادہ نسلی گروپوں کا مسکن ہے۔ اس کے مناظر کی افراط، فرقوں کا سلسلہ نیز جغرافیائی اور ماحولیاتی گوناگونی شمال مشرق کو برصغیر کے دیگر حصوں سے کافی مختلف بنا دیتی ہے۔ جغرافیائی اور سیاسی عناصر کے ساتھ ساتھ جائے وقوع، آبادی، زبان کے لحاظ سے یہ گوناگونیاں اس خطے کو خاص خطۂ سرزمین ہندوستان سے منفرد اور مختلف بناتی ہیں۔ ان سے وہ فرق پیدا ہوتے ہیں جو اس خطے میں نیز ہندوستان بھر میں ترقی کو متاثر کرنے والی بہت سی سطحوں میں پائے جاتے ہیں۔

شمال مشرق کے لئے کیا چیز تکلیف دہ ہے؟

اس خطے میں سست رفتار ترقی کا سبب ہمیشہ ہی یہ دشوار گذار خطہ اور رسائی کے مسائل قرار دیئے گئے ہیں۔ لیکن مزید تفصیل میں جانے پر ایسی بہت سی وجوہات سامنے آئی ہیں جو ترقی کی اس سست رفتار کے لئے ذمہ دار ہیں۔ اس خطے کے اندر اور اس سے آگے پیدا ہونے والی، سماجی اور سیاسی وجوہات نے اسے اس کے خوب صورت خطے کے باوجود شمال مشرق میں سرمایہ کاری کرنے کے سلسلے میں صنعتوں کے لئے غیر دلچسپ بنا دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں بنیادی ڈھانچے کی خراب سہولیات سامنے آئی ہیں۔ حالاں کہ یہ سہولیات پائیدار ترقی کے لئے بنیادی اولین شرط ہوتی ہیں۔

شمال مشرق میں ترقی کے سلسلے میں مثبت اقدامات کرنے میں سیاسی بے حسی کے نتیجے میں بنیادی ڈھانچے کی کمی واقع ہوئی ہے جس کی وجہ سے عمدگی پس پشت چلی گئی ہے اور معمولی چیزوں کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ اصل دھارے کی سیاسی طاقتوں کے ذریعے مظاہرہ کردہ بناوٹی نظریے کے نتیجے میں قانون اور امن کی خراب صورت

مصنفہ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ، دہلی پبلک ہیلتھ فاؤنڈیشن آف انڈیا میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔

حال پیدا ہوئی ہے۔ بدعنوانی پھیلی ہے اور سماجی انصاف مسخ ہوا ہے۔ اس طرح کے حالات سے آبادی، خاص طور سے نوجوانوں اور ان کے زود اثر پذیر ذہنوں پر منفی اثر پڑتا ہے۔ پڑول ایس بک (ادب میں ایک نوبل انعام یافتہ) کے مطابق ''کیوں کہ'' نوجوان لوگ مصلحت اندیش ہونے کے لئے کافی نہیں جانتے ہیں، اس لئے وہ ناممکن کی کوشش کرتے ہیں اور نسل در نسل اسے حاصل کر لیتے ہیں''۔

خطے میں منشیات کا استعمال:
بین اقوامی سرحدوں کی ساجھے داری کرنے کی اس کی ناموافق صورت حال نیز بدنام ''سنہری مثلث'' سے اس کی قربت ہونے کی وجہ سے شمال مشرقی خطہ ملک میں کسی بھی دیگر خطے کے مقابلے میں منشیات کی لعنت سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے (اور اب بھی متاثر ہو رہا ہے)۔ حالیہ برسوں میں انجکشن کے ذریعہ منشیات کے استعمال کنندگان ایچ آئی وی کی سب سے زیادہ موجودگی والی ایک ایسے گروپ کے طور پر ابھرے ہیں جسے زیادہ خطرہ لاحق ہے۔

منشیات کا استعمال ایک پیچیدہ موضوع ہے۔ انجیکٹنگ نیٹ ورکوں اور جنسی نیٹ ورکوں کے درمیان ایک اوور لیپ موجود ہے۔ منشیات کے استعمال کے نیٹ ورکوں کے اندر، ہر ایک پہلو یعنی استعمال کردہ اشیاء کی قسم، اشیا کی حصولی، نیز نقصان میں کمی لانے والی خدمات اور رسائی کی خدمات کے بارے میں بیداری سے لے کر سماجی، ڈھانچہ جاتی، سیاسی و قانونی رکاوٹوں کے تفاعل تک ان میں سے ہر ایک میں منشیات کا استعمال کرنے والے کی زندگی میں منشیات کے استعمال کی پیچیدہ جہت کے سلسلے میں تعاون کرنے کی صلاحیت ہے۔ ہندوستان انجکشن کے ذریعہ منشیات کا استعمال کرنے والی 180,000 سے زیادہ لوگوں کا مسکن ہے جن سے ایک بڑے حصے کا تعلق اس خطے سے ہے جو سوئیوں اور سرنچوں کی ساجھے داری جیسے انجیکٹنگ کے غیر محفوظ طریقے استعمال کرتا ہے۔ آگے چل کر اس گروپ کو غیر محفوظ جنسی تعلقات کی وجہ سے خطرہ بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ ان طریقوں اور متعلقہ پرخطر تعلقات کی وجہ سے ایچ آئی وی کی تیزی سے اور بڑے پیمانے پر منتقلی ہوئی ہے۔

صنف، منشیات اور صحت: سردار خاندان والے سماجی ڈھانچے، خاص طور سے سماج میں خاتون کی حیثیت کی وجہ سے خواتین کے لئے ان مسائل پر توجہ دینا اور ان سے نمٹنا بہت پر چیلنج ہو جاتا ہے جو منشیات کے استعمال کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ خواتین کے لئے محفوظ جنسی تعلق کو یقینی بنانے والے حالات میں سماجی شرکت کے تعلق سے مردوں اور عورتوں کے ذریعے شمولیت اور حاصل کردہ اختیار کے درمیان ایک بڑا فرق موجود ہے۔ کمیونٹی میں اس وقت دستیاب آئی ای سی/ بی سی سی (معلومات ۔تعلیم ۔ ترسیل اور رویہ۔ تبدیلی۔ ترسیل) کی سطح ان انتخابات تک رسائی کے لئے خواتین کو ساز و سامان مہیا نہیں کرتی ہے جن سے خود ان کے لئے نقصان میں کافی کمی آئے گی۔ نقصان میں کمی لانے کے تحت، آئی ای سی/ بی سی سی کی ایسی حکمت عملیاں وضع کرنے کا کافی موقع ہے جن سے جنسی طور سے منتقل شدہ انفیکشن (ایس ٹی آئی)/ ایچ آئی وی اور جنسی تولیدی صحت (ایس آر ایچ) دونوں کے تعلق سے تحفظ کے سلسلے میں خواتین کی ضروریات کافی طور سے پوری کی جاسکیں گی۔

جو کچھ پہلے بتایا جا چکا ہے، اس کے علاوہ انجکشن کے ذریعے منشیات کا استعمال کرنے والی خواتین (ایف آئی ڈی یو) اور خاتون جنسی کارکنان (ایف ایس ڈبلیو) اضافی بدنامی اور امتیاز سے دوچار ہیں۔ اگر ایک کل انداز میں کمیونٹی میں نقصان میں کمی لانے والی خدمات پر عمل درآمد کو ممکن بنانا ہے تو ایف آئی ڈی یو سے خصوصی طور سے تعلق رکھنے والے امور کے بارے میں کمیونٹوں، خدمات فراہم کرنے والے لوگوں اور دیگر متعلقہ لوگوں کو بیدار کرنا ضروری ہوگا۔

اس صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے کیا کیا جاسکتا ہے؟ منشیات کے استعمال کے بارے میں بیداری اور عوامی بحث مباحثے، انجکشن کے ذریعے منشیات کا استعمال کرنے کے سلسلے میں نیز جنسی نیٹ ورکوں میں عوام کے ذریعے صحتی بنیادی ڈھانچے تک رسائی کی سفارش کی جاتی ہے۔

انجکشن کے ذریعے منشیات کا استعمال کرنے کے لئے نقصان میں کمی لانے کے سلسلے میں ایسی مداخلتوں کے ذریعے ایک کثیر پہلوئی نظریے کی ضرورت ہے جو کلینکی، نفسیاتی اور سماجی امور پر توجہ دینے کے لئے مخصوص ہوں۔ کسی بھی دیگر طریقے کی مانند، انجکشن کے ذریعہ منشیات کا استعمال کرنے کے سلسلے میں ایک کلی مفاہمت کی ضرورت ہے جس کی وجوہات (الف) ہر ایک انفرادی اور متاثر کرنے والے عناصر میں منشیات کا استعمال (ب) محفوظ طریقہ اختیار کرنے کے لئے دستیاب انتخابات اور مواقع، نیز (ج) غیر رائے والی اور حساس کنبہ جاتی / کمیونٹی حمایت ہیں۔

انجکشن کے ذریعے منشیات کے استعمال کے سلسلے میں میں نقصان میں کمی لانے کے پروگراموں میں اکثر ''ردعمل کرنے والے'' اقدامات سے کام لیا جاتا ہے۔ تاہم منشیات کے استعمال کے سلسلے میں شامل پیچیدہ جہتوں پر اور وابستہ کمزوریوں پر نظر ڈالتے ہوئے یہ بات لازمی ہو جاتی ہے کہ پروگرام شروع کرنے والے لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ایک انسدادی طریقہ (ابتدائی روک تھام) ایک علاجی طریقے کے مقابلے میں زیادہ موثر ہے۔

نوجوانوں کو قابل اور با اختیار بنانا نیز نوعمر لوگوں میں ابتدائی روک تھام کا طریقہ استعمال کرنا۔ چناں چہ یہ بات اہم ہے کہ نوعمر لوگوں اور نوجوانوں کے گروپوں کے سلسلے میں انسدادی کوششوں پر براہ راست طور سے توجہ مرکوز کی جائے۔ یہ بات استعمال کنندگان کے کنندگان کے کنبوں کے سلسلے میں خاص طور سے سچ ہے کیوں کہ کنبے کے یہی اراکین انجیکٹنگ طریقے شروع کرنے کے سلسلے میں سب سے زیادہ جراحت پذیر ہیں۔

اختتام: شمال مشرقی خطے میں ترقی کے بارے میں تبادلہ خیالات کے لئے کثیر نظریوں، کثیر متعلقین، ایک ٹھوس او وقف کردہ سیاسی منشور نیز خطے کے لوگوں کے ساتھ ایک مسلسل بات چیت کی ضرورت ہے۔ شرکت کرنے سے لوگ با اختیار بنتے ہیں نیز ایک با اختیار آبادی ترقی کی کلید ہے۔

☆☆☆

ڈاکٹر کرشن دیو

شمال مشرق میں

بنیادی ڈھانچے کی صورت حال

ترقی پر خاص توجہ، مقامی ہنر مند افراد کی شراکت اور حمایت سے پروجکٹوں کی مقررہ وقت پر تکمیل سے نہ صرف ترقی میں کمی کا ازالہ ہوسکے گا بلکہ الگ تھلگ ہونے کے گہرے احساس کو بھی دور کیا جاسکے گا۔

مضمون نگار ٹرانسپورٹ سیکٹر کے ماہر ہیں۔
kd.krishnadev@gmail.com

شمال مشرق میں بنیادی ڈھانچے کا مسئلہ 1947 کی تقسیم کے نتیجہ میں پیدا ہوا جس نے اس علاقے کو ملک کے دیگر حصوں سے علیحدہ کردیا۔ آزادی سے قبل شمال مشرق پوری طرح سے ہندستان کے باقی حصوں سے مربوط تھا کیونکہ اس وقت بنگلہ دیش کا علاقہ بھی ہندستان کا حصہ تھا۔ مشرق میں اس کی سرحدیں برما (اب میانمار) سے ملتی تھیں۔ اس وقت بھی سڑکوں اور ریلوں کے بنیادی ڈھانچے کی حالت بہت اچھی نہیں تھی لیکن صورت حال اس سے بہت زیادہ بہتر تھی۔ اس علاقے کو ہندستان کے باقی حصوں سے جوڑنے والا حصہ صرف 27 کلومیٹر چوڑا اسلی گوڑی کوریڈور ہے۔ سرحدوں کے بند ہونے سے چاٹگام بندرگاہ تک رسائی بھی بند ہوگئی جس سے یہ خطہ سمندری راستوں سے محروم ہوگیا۔ اس کی وجہ سے شمال مشرق میں بازار اور پیداواری مراکز سیاسی سرحد کی وجہ سے الگ ہوگئے جس نے پورے خطے کے عوام کی روزی روٹی پر کافی منفی اثر ڈالا۔

اس وقت شمال مشرق کی پوری سرحد (96 فی صد) بین الاقوامی سرحد ہے جو شمال میں چین اور بھوٹان مشرق میں میانمار، جنوب اور مغرب میں بنگلہ دیش اور سکم کے مغرب میں نیپال سے ملتی ہے۔ جغرافیائی اور سیاسی اعتبار سے یہ خطہ اصل بازار اور تجارتی گزرگاہوں سے دور ہوگیا جس کی وجہ سے اس کی معیشت خراب ہوگئی اور اسے زبردست نقصان پہنچا۔

آج دنیا ابھرتی ہوئی معیشت کے اہم مقام یعنی مشرق سے رابطہ پر غور کررہی ہے اور یہ شمال مشرقی ہندستان ہے جہاں سے جنوب مشرقی ایشیا کا خطہ شروع ہوتا ہے۔ سماجی اور معاشی نقل پزیری اور بازار کو مربوط کرنے کے لئے ٹرانسپورٹ کو بہتر بنانے اورر دیگر بنیادی ڈھانچے کے فروغ کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی، جب کہ بین علاقائی، درون علاقائی اور ہندستان کے اصل خطہ سے ربط سازی ضروری ہے۔ ربط سازی کو بہتر بنانے کا معاملہ سفارتی ہے اور سرحدی بنیادی ڈھانچہ اور پڑوسی ممالک کے ساتھ تجارت کے اعتبار سے کافی اہم ہے۔

اس علاقے کی معیشت بنیادی طور پر زرعی ہے اور صنعتی ترقی خاص طور سے چائے، پٹرولیم (خام)، قدرتی گیس، کانکنی اور اسٹیل شعبے میں ہوئی ہے لیکن جتنے امکانات ہیں اتنی نہیں ہوسکی ہے۔ ناکافی صنعتی ترقی کی وجہ سے علاقے میں موجود بڑے پیمانے پر وسائل کا استعمال نہیں ہو پا رہا ہے اور روزگار کے لئے خدمات کے شعبے پر دباؤ ہے۔ ٹرانسپورٹ رابطے سے متوازن ترقی کو فروغ دیگر اس دباؤ کو کم کیا جاسکتا ہے۔

مختلف حکومتوں نے اہم اقدامات کئے ہیں۔ ان میں لک ایسٹ پالیسی، 1991، نارتھ ایسٹ انڈسریل اور انویسٹمنٹ پرموشن پالیسی (این ای آئی پی پی)

2007 اور این ای آر ویژن 2020 جو کہ 2008 میں جاری کیا گیا، شامل ہیں۔ یہ صحیح سمت کی جانے والی کوششیں ہیں لیکن مربوط کوششوں کے ذریعہ اس میں تیزی لانے کی ضرورت ہے۔ ماضی میں منصوبہ جاتی سرمایہ کاری کے باوجود شمال مشرق میں بنیادی ڈھانچہ کی ترقی کوئی خاص نہیں رہی جس کا ذکر این ای آر ویژن دستاویز میں بھی کیا گیا ہے کہ یہ تیز رفتار ترقی میں سب

سے بڑی رکاوٹ ہے۔

موجودہ حکومت نے ہندستان کی لک ایسٹ پالیسی کو کافی اہمیت دی ہے۔ وزیر اعظم نے میانمار میں نومبر 2014 میں منعقدہ ہند۔آسیان چوٹی کانفرنس میں اپنے افتتاحی خطبہ میں معاشی ترقی، تجارت، سرمایہ کاری اور صنعت کاری کے نئے عہد میں 10 رکنی جنوب مشرقی ایشیائی گروپ کی اہمیت پر زور دیا تھا۔ کامرس، ثقافت اور ربط سازی پالیسی کے تین ستون ہیں۔ انھوں نے دنیا کو بتایا کہ ہندستان محض ''مشرق کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا ہے '' بلکہ مشرق تئیں عمل بھی کر رہا ہے اس لئے اس نے عنوان تبدیل کر کے اسے ''ایکٹ ایسٹ پالیسی'' کر دیا ہے۔ ایکٹ ایسٹ پالیسی کا مقصد ایشیا بحر الکاہل خطے کے ملکوں ساتھ دو طرفہ، علاقائی کثیر جہتی سطحوں پر مسلسل روابط کے توسط سے اقتصادی تعاون، ثقافتی رشتوں کو فروغ دینا اور اسٹریٹجک تعلقات قائم کرنا ہے اور اس طرح سے اروناچل پردیش سمیت شمال مشرقی ریاستوں کی معاشی علیحدگی کو ختم کرنا ہے۔

پڑوسی ممالک اور شمال مشرقی ریاستوں کے مابین ارتباط قائم کرنا اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی ایکٹ ایسٹ پالیسی کا ایک اہم حصہ ہے۔ جب تک پڑوسی ملکوں اور شمال مشرقی خطہ میں بنیادی ڈھانچہ (سڑک، ریل، درون ملک آبی نقل وحمل، ٹیلی کام، ایئر پورٹ، بجلی وغیرہ) کو پوری طرح سے مربوط نہیں کیا جاتا، پالیسی کے مائیکرو اور میکرو فوائد کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔

''میک ان انڈیا'' پہل سے حوصلہ پا کر ''میک ان نارتھ ایسٹ'' کے عنوان سے ایک کانسپٹ پیپر تیار کیا گیا ہے۔ میک ان نارتھ ایسٹ پہل سے نہ صرف شمال مشرق کے لئے آمدنی کا ذریعہ پیدا ہوگا بلکہ روزگار کے مواقع بھی پیدا ہونگے جس سے نوجوانوں کی ہجرت کو روکا جا سکے گا جو کہ اس علاقے سے ملک کے دیگر حصوں میں ہو رہی ہے۔ اس پہل سے نہ صرف صنعت و کاروبار کو فروغ دینے میں مدد ملے گی بلکہ نفسیاتی رکاوٹیں بھی دور ہونگی اور شمال مشرق کو ہندستان کی ترقی میں شراکت دار بنایا جا سکے گا۔

مزید برآں شمال مشرق نئے ''اسٹارٹ اپ'' کے لئے ایک مقام کے طور پر ابھر رہا ہے۔ شمال مشرقی علاقے کی ترقی کی وزارت کی طرف سے دو سال کے لئے ٹیکس سے مستثنیٰ سہولت اور تین ماہ کی اگزٹ میعاد اس منصوبے کی انوکھی خصوصیات ہیں۔ مالی قرضوں سے راحت دینے کے لئے نئے کاروباریوں کے لئے ''وینچر'' فنڈ کی شکل میں یہ ایک اضافی ترغیب ہے۔ اس سے شمال مشرقی علاقے میں روزگار اور محصول کو تقویت ملے گی بلکہ ترغیبات کی وجہ سے ملک کے دیگر حصوں کے نوجوان شمال مشرقی ریاستوں میں آئیں گی اور وہ ان کی ترقی میں حصہ دار بنیں گے۔

شمال مشرقی علاقے میں سڑک، ریلوے، شہری ہوا بازی اور آبی گزرگاہوں کے اعتبار سے ارتباط کے لئے شروع کئے گئے پروجیکٹوں اور اسکیموں کی صورت حال مندرجہ ذیل ہے:

سڑکیں

اے۔شمال مشرق کے لئے اسپیشل ایکسلریٹیڈ روڈ ڈیولپمنٹ پروگرام

شمال مشرق کے لئے اسپیشل ایکسلریٹیڈ روڈ ڈیولپمنٹ پروگرام کا مقصد شمال مشرقی خطے کے دور دراز علاقوں کو ریاستی راجدھانیوں اور ضلع صدر مقام سے سڑکوں کے توسط سے جوڑنا ہے۔ یہ تین مرحلوں میں مکمل ہونے والا پروجکٹ ہے۔ اس سے شمال مشرقی ریاست کے 88 ضلع صدر مقام کو قریب کی قومی شاہراہوں سے جوڑنے میں مدد ملے گی۔ شمال مشرقی خطے میں سڑکوں کو فروغ دینے کا یہ انتہائی اہم پروگرام ہے۔ این ایچ اے آئی ریاستی تعمیرات عامہ اور بارڈر روڈ آرگنائزیشن پر اس پروگرام کو نافذ کرنے کی ذمہ داری ہے۔

اس کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ریاستی راجدھانیوں کو جوڑنے والی قومی شاہراہوں کو دو/چار لین کرنا۔

☆ شمال مشرقی خطے کے تمام 88 ضلع ہیڈکوارٹر قصبوں کو دو لین کی سڑکوں سے جوڑنا۔

☆شمال مشرقی خطے کے پسماندہ اور دور دراز کے علاقوں کو سڑکوں سے جوڑنا۔

☆سرحدی علاقوں میں اسٹریٹجک اعتبار سے اہم سڑکوں کو بہتر بنانا۔

☆پڑوسی ملکوں کے ساتھ سڑک رابطہ بہتر کرنا۔

یہ پروگرام تین حصوں پر مشتمل ہے۔

1۔حکومت کے ذریعہ منظور شدہ ایس اے آر ڈی پی۔این ای کے مرحلہ 'اے' میں تقریباً 4099 کلو میٹر سڑکوں (2041 کلومیٹر قومی شاہراہیں اور 2058 کلومیٹر ریاستی سڑکوں) کو بہتر کرنے کی بات کہی گئی ہے۔ اگست 2015 تک 2989 کلومیٹر کی منظوری دی گئی اور 1565 کلومیٹر سڑک کی تعمیر مکمل ہوئی۔توقع ہے کہ ایس اے آر ڈی پی۔این ای کے مرحلہ 'اے' کا کام مارچ 2017 تک مکمل ہوجائے گا

2 ۔ایس اے آر ڈی پی۔ این ای کا مرحلہ 'بی' 3723 کلومیٹر (1285 کلومیٹر شاہراہ اور 2438 کلومیٹر ریاستی سڑکیں) سڑکوں کا احاطہ کرتا ہے۔مرحلہ 'بی' ایس اے آر ڈی پی۔این ای کا کام مرحلہ 'اے' کا کام مکمل ہونے کے بعد شروع ہوگا۔

3۔سڑکوں اور شاہراہوں کے لئے حکومت نے اروناچل پیکیج کو منظوری دی ہے۔اس کے تحت 2319 کلومیٹر کی سڑکوں کو فروغ دیا جائے گا (1472 کلومیٹر قومی شاہراہ او 847 کلومیٹر کی ریاستی / جنزل اسٹاف / اسٹریٹجک سڑکیں)۔اگست 2015 تک 21552 کلومیٹر طویل سڑکوں کی منظوری دی گئی او 230 کلومیٹر سڑک کی تعمیر کا کام مکمل ہوگیا ہے۔ پورے اروناچل پردیش پیکج کا کام مارچ 2018 تک مکمل کرنے کا نشانہ ہے۔

بی۔مشرق مغرب کوریڈور

ایس اے آر ڈی پی۔این ای کے علاوہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی آف انڈیا این ایچ اے آئی سری رام پور (آسام / مغربی بنگال سرحد) سے آسام کے سلچر تک 670 کلومیٹر طویل سڑک کو چار لین کرنے والے ایسٹ ویسٹ کوریڈور اور این ایچ ڈی پی۔iii تحت میگھالیہ میں جوائی سے رتیچیرا تک (104 کلومیٹر) سڑک کو دو لین کی کرنے کے پروجکٹ پر عمل درآمد کر رہی ہے۔ دسمبر 2014 تک اس کوریڈور کا کام مکمل ہونا تھا۔آسام میں ایسٹ ویسٹ کوریڈور پروجکٹ مسائل کی وجہ سے سست ہوگیا ہے جن میں تحویل اراضی، درختوں کی کٹائی، بار بار کے بند، امن وقانون کی خراب صورت حال، کچھ خاص

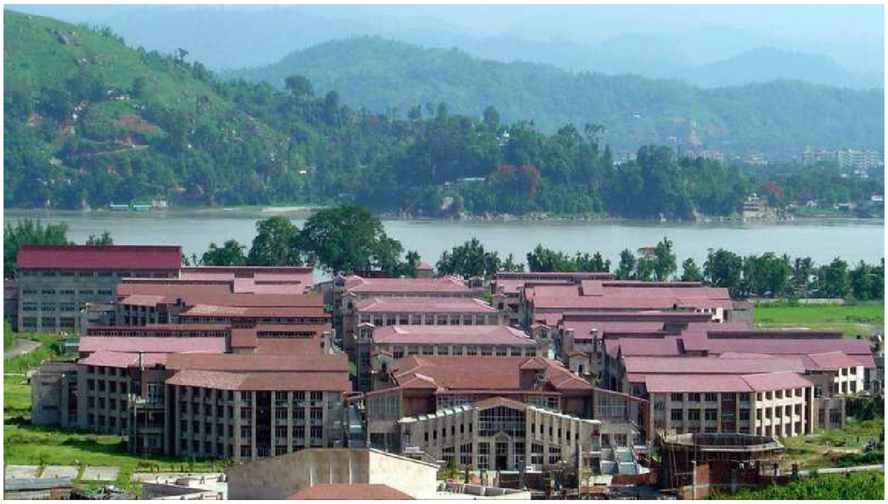

معاملوں میں ٹھیکہ داروں کے ذریعہ افرادی قوت اور مشینری کی ناکافی تعیناتی اور تعمیراتی ساز و سامان کے حصول میں مقامی انتظامیہ کے ذریعہ بار بار عائد کی جانے والی بندیشیں شامل ہیں۔آسام میں ایسٹ ویسٹ کوریڈور کی مجموعی لمبائی تقریباً 670 کلومیٹر ہے اس میں 580 کلومیٹر کی تعمیر پہلے ہی مکمل ہوچکی ہے۔دسمبر 2016 تک باقی حصہ کی تعمیر کا کام مکمل ہوجائے گا۔

ریلوے

شمال مشرقی خطے میں ریل نیٹ ورک (یکم اپریل 2012 تک) 2661 کلومیٹر پر مشتمل ہے۔جس میں 1601 کلومیٹر (60 فیصد) براڈ گیج ہے (گیج تبدیل ہونے کے بعد) اگر آج گیج تبدیل ہونے کا کام مکمل ہوجائے تو صرف 20 کلومیٹر کی میٹر گیج لائن باقی بچے گی۔

شمال مشرقی ریاستوں میں ماحولیات سے ہم آہنگ سیاحت اور تعلیمی سیاحت پر زور دینے کے ساتھ ہی ریل ٹورزم کی راہ ہموار ہورہی ہے۔خصوصی مذہبی یاترا یا زیارتی سرکٹس کی شناخت کی گئی ہے جیسے دیوی سرکٹ، جیوترلنگ سرکٹ، جین سرکٹ، کرسچین سرکٹ، صوفی سرکٹ، سکھ سرکٹ، بدھ سرکٹ اور مندر سرکٹ۔ ان سرکٹس کے لئے خصوصی پیکج ٹرینوں کی تجویز ہے اور پرائیوٹ شراکت داری کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

شمالی مشرقی ریاستوں میں ریلوے کے بنیادی ڈھانچے کے فروغ کے لئے وضع کئے گئے ماسٹر پلان میں تمام ریاستی راجدھانیوں کو جوڑنا، خطے میں یونی گیج براڈ گیج نیٹ ورک، مستقبل میں بڑھتے ہوئے ٹریفک کے لئے نیٹ ورک کی صلاحیت بڑھانا۔خطے کے ان علاقوں میں نیٹ ورک کی توسیع کرنا جہاں ریل لائن نہیں ہے، بین الاقوامی سرحدوں کو مضبوط کرنا اور پڑوسی ممالک کے ساتھ تجارت اور ارتباط کو بہتر بنانا شامل ہے۔

11 اگست 2014 کو دوبھونی۔مینڈی پاتھر لائن کے تکمیل کے ساتھ میگھالیہ ریل سے جڑ گیا۔خطے میں اس سال مزید تین لائینیں مکمل ہوجائیں گی۔جنوبی آسام جلد ہی براڈ گیج نیٹ ورک کے تحت آجائے گا کیونکہ 210 کلومیٹر طویل لمڈنگ اور سلچر کے درمیان گیج کو تبدیل کرنے کا کام شروع ہوگیا ہے۔

شمال مشرقی ریاستوں میں نئی لائن، لائن کو ڈبل کرنے اور گیج تبدیلی کے لئے 20 اہم بنیادی ڈھانچے کے پروجکٹوں کو منظوری دی گئی ہے اور ان پر عمل درآمد ہورہا ہے۔ان میں 10 قومی پروجیکٹ ہیں۔مجموعی طور پر یہ پروجکٹ 2919 کلومیٹر کا احاطہ کرتے ہیں جن پر

38310 کروڑ روپئے خرچ ہونگے۔ امید ہے کہ مارچ 2020 تک ریلوے شمال مشرق کی تمام ریاستوں تک پہنچ جائے گی۔

ھوابازی: شمال مشرقی خطے میں اس وقت بارہ ایئر پورٹ ہیں جو کام کررہے ہیں اور اتنے ہی نان

آپریشنل ہیں۔ اس خطے میں زیادہ سے زیادہ فضائی خدمات پہنچانے کے لئے مختلف سطحوں پر کوششیں جاری ہیں۔ شمال مشرقی کونسل، شیلانگ نے ایئر انڈیا کی ذیلی ایئر لائنز الائنس ایئر کو 2002 سے 2011 تک فنڈ فراہم کیا تھا تاکہ وہ اے ٹی آر۔42 ایئر کرافٹ کو آپریٹ کرسکے اور شمال مشرقی خطے کے اندر مختلف مقامات کو جوڑا جاسکے، خاص طور سے ان مقامات کو جہاں تجارتی خدمات ناکافی ہیں۔ اس وقت تیز پور، دیما پور، اور لیلا باڑی میں صرف ایئر انڈیا/الائنس ایئر کی خدمات ہیں۔ اب شمالی مشرقی کونسل نے فنڈنگ بند کردی ہے۔ این ای سی نے اگست 2013 میں بارہ پانی کے ساتھ ساتھ ان ایئر پورٹوں پر پھر سے خدمات شروع کرنے کے لئے فنڈ فراہم کرنے کی پیش کش کی تھی۔

حکومت نے حال ہی میں ملک میں بین الاقوامی اور علاقائی ہوا بازی کے مراکز قائم کرنے سے متعلق پالیسی کو منظوری دی ہے۔ اس نے شہری ہوابازی کے سکریٹری کی چیئر مین شپ میں ایک بین وزارتی کمیٹی تشکیل دیئے جانے کی بھی منظوری دی ہے تاکہ ہندستان کے مختلف ایئر پورٹوں پر ہوابازی کے مراکز کے فروغ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے تجاویز حاصل کی جاسکیں۔

نئی پالیسی میں نہ صرف ہندستان میں عالمی مراکز کے فروغ پر توجہ مرکوز کی گئی ہے بلکہ گھریلو علاقائی مراکز قائم کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے تاکہ دور دراز علاقوں کے چھوٹے شہروں کے بڑھتے ہوئے فضائی ٹریفک سے خوش اسلوبی سے نپٹا جاسکے ان میں شمال مشرق بھی شامل ہے۔ حکومت ملک کے دور دراز، دشوار گزار اور اندرونی علاقوں کو فضائی خدمات سے جوڑنے پر زیادہ توجہ دے رہی ہے اور ٹائر۔2 اور ٹائر۔3 شہروں میں ایئر پورٹ کی تعمیر اور جدیدکاری کو اہمیت دے رہی ہے۔

اندرون ملک آبی گزرگاھیں: ان لینڈ واٹر ویز اتھارٹی آف انڈیا (اے ڈبلیو اے آئی) کو قومی گزرگاہوں کو فروغ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ ان میں قومی آبی گزرگاہ۔2 (دریائے برہمپتر) بنگلہ دیش سرحد سے (ڈھبری کے قریب) سعدیہ تک شامل ہے جس کا مقصد درون ملک آبی نقل وحمل اور لکھی پور سے بھنگا تک (121 کلومیٹر) بارک ندی کو قومی آبی گزرگاہ کے طور پر فروغ دینا ہے۔ داخلی آبی گزرگاہ کے نیٹ ورک کو قومی آبی گزرگاہ۔2 تک توسیع دینے اور بندرگاہ کی سہولت کو بہتر بنانے کے لئے بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینے سے متعلق تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس طرح کے اقدامات سے این ڈبلیو۔2 کے ساتھ متعدد کارگو روٹس اور فیری سروس روٹس کو مزید فروغ دینے میں مدد ملے گی۔

قومی آبی گزرگاہ۔ 2 کے علاوہ کئی دیگر آبی گزرگاہیں بھی ہیں جنھیں فروغ دیا جانا ہے جو شمال مشرق میں معاشی ترقی میں معاون ثابت ہونگی اور ہندستان اور میانمار کے درمیان سرحد پار تجارت کو فروغ دیں گی۔

ہند۔ بنگلہ دیش پروٹوکول: ان لینڈ واٹر ٹرانزٹ اینڈ ٹریڈ روٹس سے متعلق ہند۔ بنگلہ دیش پروٹوکول (1700 کلومیٹر) این ڈبلیو۔1 (گنگا) کو این ڈبلیو۔2 (برہمپتر) اور مجوزہ این ڈبلیو۔6 (بارک) سے جوڑتا ہے۔ اس روٹ کے فروغ سے سندر بن اور بنگلہ دیش کے راستے شمال مشرق اور ہندستان کے جزیرہ نما والے علاقے تک اشیاء کی نقل وحمل کے متبادل بڑھیں گے۔ اس سے شمال مشرقی علاقے تک رسائی بہتر ہوگی۔

کلادان ملٹی ماڈل ٹرانسپورٹ پروجیکٹ: اس پروجیکٹ کا تصور وزارت خارجہ نے پیش کیا ہے جس کا مقصد میانمار کے دریائے کلادان کے توسط سے میزروم کو کولکاتہ / ہلدیہ بندرگاہوں تک ایک متبادل روٹ فراہم کرنا ہے۔ اس میں ساحلی جہازرانی ہلدیہ سے ستوے، آئی ڈبلیو ٹی میانمار میں ستوے سے پلیتوا اور اس کے بعد پلیتوا سے سڑک کے راستے میزروم تک بحری جہازرانی کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ اس پروجیکٹ کو تجربے کے طور پر وزارت خارجہ نے شروع کیا ہے اور اسے فنڈ بھی فراہم کررہی ہے۔ اس نے آئی ڈبلیو اے آئی کو پروجیکٹ کے فروغ کے لئے صلاح کار کے طور پر مقرر کیا ہے۔ ستوے بندرگاہ کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

ترقی پر خاص توجہ، مقامی ہنرمند افراد کی شراکت اور حمایت سے پروجیکٹوں کی مقررہ وقت پر تکمیل سے نہ صرف ترقی میں کمی کا ازالہ ہوسکے گا بلکہ الگ تھلگ ہونے کے گہرے احساس کو بھی دور کیا جاسکے گا۔

☆☆☆

کے رامانا تھن

شمال مشرق میں بجلی کی فراہمی:

چیلنج اور مواقع

شمال مشرقی خطے میں بجلی کے شعبے کی پائیدار ترقی و فروغ سے بہت سے مواقع اور چیلنج سامنے آئے ھیں۔ ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے اور ان مواقع سے استفادہ کرنے کے لئے ایک کثیر پہلوئی حکمت عملی کی ضرورت ھے۔

مضمون نگار انرجی اور ریسورسز انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی میں ممتاز فیلو ہیں۔

دنیا کے کسی بھی حصے میں ایک خطے کی سماجی و اقتصادی ترقی کے لئے بجلی ایک مستحکم شعبہ لازمی ہوتا ہے۔ یہ بات خاص طور سے شمال مشرقی خطے کے معاملے میں زیادہ مطابقت رکھتی ہے جو آج فی کس آمدنی، بجلی کی کھپت، صنعت کاری وغیرہ جیسے متعدد سماجی و اقتصادی مظاہر کے لحاظ سے ملک کے باقی خطوں سے پیچھے چل رہا ہے۔ سکم کو چھوڑ کر اس خطے کی تمام ریاستیں قومی اوسط سے کہیں زیادہ توانائی کی قلتوں کا سامنا کر رہی ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر مذکورہ بات متضاد معلوم ہوسکتی ہے کہ یہ خطہ پن بجلی اور دیگر قابل احیا توانائی (آر ای) کے مالا مال وسائل سے سرفراز ہے، یہاں خواندگی شرح زیادہ ہے اور یہ فنڈ کی امداد کے سلسلے میں خصوصی زمرے والے درجے کا حامل ہے۔ اس خطے میں بجلی کے شعبے کی پائیدار ترقی و فروغ اس سیاق وسباق میں خصوصی اہمیت کی مستوجب ہے۔

لیکن توانائی کی پائیداری کو یقینی بنانا آسان کام نہیں ہے۔ اس سیاق وسباق میں مواقع اور چیلنجوں کے ایک عملی جائزے پر مبنی ایک کثیر پہلوئی حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ کچھ کلیدی شعبوں میں جن پر توجہ مرکوز کئے جانے کی ضرورت ہے، توانائی کے ایسے قابل استحصال وسائل کی تیز رفتار ترقی و فروغ، جن کو ابھی تک بروئے کار نہیں لایا گیا ہے، خطے کے اندر مانگ میں اضافے اور برآمدات کی صلاحیت کے طریقوں کا تعین، ترسیل اور تقسیم (ٹی اور ڈی) کے نظام نیز کنٹرول کی سہولیات کی توسیع، کارکردگی میں بہتریاں، پالیسی اور ضابطہ جاتی ڈھانچہ، حکمرانی ڈھانچہ اور انسانی وسائل کا فروغ شامل ہیں۔

پن بجلی کا تیز رفتار فروغ

اس خطے کی تخمینہ شدہ 56000 میگاواٹ سے زیادہ پن بجلی کے 90 فی صد حصے کو ابھی بروئے کار لایا جانا باقی ہے۔ اس توانائی کے پائیدار فروغ سے نہ صرف اس خطے کی توانائی کی ضروریات کا ایک بڑا حصہ پورا کرنے میں بلکہ ملک کے بقیہ خطوں کی سبز اور لچک دار ضروریات پوری کرنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

پن بجلی تیار کرنے کے سلسلے میں جن چیلنجوں کا اکثر تجربہ ہوا ہے، ان میں سرمائے کے زیادہ اخراجات، طویل حاملانہ مدت، آبی علاقوں میں تبدیلی کی تشویشات، آبی مسکنوں پر اثر، صحت عامہ اور زلزلوں سے متعلق نقصانات، بحالی اور باز آبادکاری کے مسائل وغیرہ شامل ہیں۔ قانون اور امن کی تشویشات اور ساحلی مسائل نیز زمینی ریکارڈوں کی عدم دستیابی جن کے نتیجے میں پروجیکٹ سے متاثرہ لوگوں کی صاف طور سے نشاندہی کرنے میں دشواریاں پیش آتی ہیں، منظوریاں حاصل کرنے میں تاخیرات، خراب سڑک راستہ جیسے عناصر کی وجہ سے بھی اکثر

پروجیکٹوں کی تکمیل کی مدت اور اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اس عمل میں سرمایہ کاروں کی دلچسپیاں بھی مضر طور سے متاثر ہوتی ہیں۔ پروجیکٹ ڈیولپروں میں سے ایک ڈیولپر کے لے ٹی ای آر آئی کے ذریعے کئے گئے ایک حالیہ مطالعے سے اپنی ثقافت اور روایات کھودینے کے سلسلے میں مقامی لوگوں کے ڈر، نیم مونیٹائزڈ سے مونیٹائزڈ معیشت میں تبدیلی کے بارے میں تشویشات وغیرہ کا پتہ چلا تھا۔ یہ اکثر بہت حساس امور ہوتے ہیں۔ دستیاب آبی اعداد وشمار کی بنیاد پر وضع کردہ پروجیکٹوں کی پائیداری بھی ان آبی و موسمیاتی تبدیلیوں کے سیاق وسباق میں ایک تشویش ہے جو آب وہوا میں تبدیلی کے نتیجے میں دیکھنے میں آ رہی ہیں۔

مذکورہ بالا چیلنج پیچیدہ اور سماجی وسیاسی طور سے حساس ہیں۔ اس سلسلے میں حکمت عملی میں ان امور پر توجہ مرکوز کی جانی چاہئے: (الف) طاس وار منصوبوں کی تشکیل اور تال میل کردہ عمل درآمد (ب) وسائل کی جراحت پذیری کی جامع نقشہ سازی، (ج) مقامی ضروریات کے سلسلے میں بین اقوامی پن بجلی ایسوسی ایشن کے معاہدے کو موزوں طور سے اپنا کر تمام متعلقہ مرحلوں پر پروجیکٹوں کی پائیداری کا تعین (د) ماحولیاتی اثر کے تعین کے سلسلے میں شفاف اور پیشہ ورانہ مطالعات (ہ) منظوریوں کے عمل کو آسان بنانا اور اس میں تیزی لانا اور (و) پبلک اور سول سماج کے ساتھ معاہدے کے لئے ایک سرگرم نظریہ اپنانا۔ وفاقی اور ساحلی مسائل کے لئے سیاسی طور سے قابل قبول حل کو بھی مثبت توجہ دی جانی چاہئے۔

دیگر آر ای وسائل کا فروغ

چھوٹی پن بجلی (ایس ایچ پی) بائیو ماس، شمسی وغیرہ جیسے دیگر آر ای وسائل بھی بجلی کی دستیابی کو بہتر بنانے اور دور دراز گھروں تک رسائی کے امکانات کے حامل ہیں۔ یہ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ اس خطے میں اب بھی 2200 میگاواٹ کی صلاحیت والے 1000 سے زیادہ ایسے چھوٹے پن بجلی پروجیکٹ ہیں جنہیں ابھی بروئے کار لایا جانا باقی ہے۔ وہاں بائیو ماس کی مالامال صلاحیت بھی موجود ہے جسے اگر عملی طور سے بروئے کار لایا جاتا ہے تو اس سے دیہی برق کاری میں بہت زیادہ مدد مل سکتی ہے۔ شمسی بجلی کے استعمال سے بھی روشن امکانات فراہم ہوتے ہیں۔ نئی اور قابل احیا توانائی کی وزارت کے شمسی شہر ترقیاتی پروگرام کے ایک حصے کے طور پر آٹھ شہروں کے لئے ماسٹر پلان پہلے ہی تیار کئے جا چکے ہیں۔ اگرتلہ اور ایزول کو تجرباتی شمسی شہروں کے طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔

ان وسائل کے تیزی سے فروغ کی راہ میں حائل بڑی رکاوٹیں ان پروجیکٹوں کی دور دراز جائے وقوع اور اخراج، کے دانستہ مسائل، عمل درآمد کرنے کے لئے سرمایہ کاروں کی دلچسپی نیز کاروباری ماڈلوں کا فقدان ہیں۔ اس سیاق وسباق میں قابل استحصال وسائل کے ایک جامع تعین اور مقامی لوگوں کی توانائی کی ضروریات کے عملی انداز کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ پروجیکٹوں کو آف گرڈ یا جوڑے ہوئے گرڈ کے طور پر وضع کیا جا سکتا ہے جس کا انحصار جغرافیہ، آبادی کے گھنے پن اور بجلی کی مختلف ضروریات نیز گرڈ سے قربت/ اس تک رسائی پر ہو۔ مناسب کاروباری ماڈلوں کو فروغ دینے پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔

کنٹرول کرنے کی مناسب سہولیات کے ساتھ ترسیل اور ٹی و ڈی کے بخوبی تیار کردہ نظام کا فروغ

اس خطے میں پھیلے ہوئے اور اس خطے سے آگے مانگ کے مراکز کے لئے دور دراز علاقوں میں واقع پروجیکٹوں سے بجلی کے اخراج کے سلسلے میں ٹی اور ڈی نظام کی بہت زیادہ توسیع کرنے نیز بڑے پیمانے پر سرمایہ کاریاں کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ شروع کے برسوں میں اس نظام کا استعمال کم ہو، جس کے نتیجے میں زیادہ محصولات عائد کرنے پڑیں۔ صلاحیت میں اضافہ کرنے کے سلسلے میں غیر یقینی صورت حال، دشوار گزار جغرافیہ علاقہ، راستے کا حق حاصل کرنا اور کام کرنے کے سیزن کی مدت بھی ایسے عناصر ہیں جن پر غور کیا جانا ہے۔

چناں چہ ٹی اور ڈی منصوبہ بندی کے سلسلے میں ان امور پر خصوصی زور دیا جانا چاہئے: (الف) پیداوار کی توسیع کے طویل مدتی منصوبے (ب) مانگ میں اضافہ کرنے کا طریقہ اور مارکیٹ کے ارتقا کے رجحانات (ج) طاس وار ترقیاتی منصوبوں کا فروغ، (د) راستے کا حق حاصل کرنے کی راہ میں رکاوٹیں (ہ) نقصان میں کمی (و) اسمارٹ گرڈ ٹکنالوجیوں کی شمولیت سمیت ٹکنالوجی کی ترقی اور (ز) صورت حال پر مبنی تجزیہ۔ بڑے پیمانے پر آر ای کی گرڈ ہم آہنگی کے سیاق وسباق میں گرڈ میں اضافہ کرنے کے امکانی ضروریات پر توجہ دینا بھی ضروری ہوگا۔ نظام کو کنٹرول کرنے والے بخوبی لیس مرکزوں کے قیام کا معاملہ بھی اس سیاق وسباق میں اہمیت کا

حاصل ہوجاتا ہے۔

کارکردگی میں بہتری

بجلی کے کسی بھی نظام کے زیادہ سے فروغ اور کارکردگی کی کلید مانگ اور سپلائی کے سلسلے کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مضمر ہے۔ بجلی سے متعلق قانون، توانائی کے تحفظ سے متعلق قانون اور توانائی کی زیادہ کارکردگی سے متعلق قومی مشن اس سلسلے میں مطلوبہ قانونی منشور اور مدد فراہم کرتے ہیں۔ اس خطے میں کارکردگی کو بہتر بنانے کی کافی گنجائش ہے نیز اس لئے یہ عمل کے لئے ایک ترجیحی شعبہ ہوگا۔ اس سیاق و سباق میں موزوں کاروباری ماڈلوں کو فروغ دینا اور عوامی بیداری پیدا کرنا اہم ہوگا۔

پالیسی اور ضابطہ جاتی مدد

پائیدار ترقی وفروغ کے لئے اولین شرط امدادی پالیسیاں اور ضوابط نیز حکمرانی کا ایک اچھا نظام ہے۔ اس لئے کثیر پہلوئی حکمت عملی میں ان پر خصوصی توجہ دیئے جانے کی ضرورت ہے۔ جہاں کہیں ضرورت ہے، پالیسیوں سے نجی اور سرکاری شرکت کے سلسلے میں سہولت مہیا ہونی چاہئے۔ اس سے مالیہ اکٹھا کرنے اور انتظامی کارکردگیوں کو بہتر بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔ پالیسی اور ضابطوں کے اثر کے تعین کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً مطالعات بھی اس بات کو سمجھنے کے لئے اہم ہیں کہ قطعی مقاصد کیسے حاصل کئے جارہے ہیں۔ یہ مطالعات جہاں کہیں ضروری ہے، ترمیمات کرنے کے سلسلے میں بھی اہم ہیں۔

انسانی وسائل کا فروغ

کافی ہنرمند افرادی طاقت کی دستیابی کا ایک اور شعبہ ہے جس پر توجہ مرکوز کئے جانے کی ضرورت ہے۔ انجینئرنگ کے مختلف شعبوں میں صلاحیت سازی، پروجیکٹوں کے انتظام وانصرام نیز ضابطہ جاتی پہلوؤں پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔

کافی ہنرمند افرادی طاقت کی دستیابی کا ایک اور شعبہ ہے جس پر توجہ مرکوز کئے جانے کی ضرورت ہے۔ انجینئرنگ کے مختلف شعبوں میں صلاحیت سازی، پروجیکٹوں کے انتظام و انصرام نیز ضابطہ جاتی پہلوؤں پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔

اختتام

شمال مشرقی خطے میں بجلی کے شعبے کی پائیدار ترقی وفروغ سے بہت سے مواقع اور چیلنج سامنے آئے ہیں۔ ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے اور ان مواقع سے استفادہ کرنے کے لئے ایک کثیر پہلوئی حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ جن کلیدی شعبوں پر توجہ مرکوز کی جانی ہے، ان میں سے کچھ شعبے یہ ہیں: پن بجلی اور قابل احیا توانائی کے دیگر وسائل کا تیز رفتار فروغ، مارکیٹ کے مواقع کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹی اور ڈی نظام کی بڑے پیمانے پر توسیع، کارکردگی میں بہتری، سازگار پالیسی وضابطہ جاتی ڈھانچہ اور حکمرانی کا ایک موثر نظام تیار کرنا نیز انسانی وسائل کا فروغ۔ گرین ہاؤس گیس میں کمی کے نشانے حاصل کرتے ہوئے نیز شمسی اور ہوائی بجلی کی بڑے پیمانے پر گرڈ ہم آہنگی کے لئے مدد فراہم کرتے ہوئے ملک میں توانائی کی سیکورٹی کے نقطہ نظر سے اس خطے میں بجلی کے شعبے کی پائیداری ترقی وفروغ بھی اہمیت کی حامل ہے۔

☆☆☆

غالب پر ہماری اہم مطبوعات

خزینۂ غالب	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	130/=
سفینۂ غالب	ادارہ	95/=
آئینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	75/=
گنجینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	60/=
غالب بہ صد انداز	تشکیل: برجندر سیال	1000/=

غالب بصد انداز میں غالب کے منتخب اشعار کا ہندی اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ غالب کے اشعار کو پتھروں کے مرقعوں میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ اپنے آپ میں ایک انوکھی پیشکش ہے جسے باذوق حضرات اپنی لائبریری اور اپنے ڈرائنگ روم میں رکھنا پسند کریں گے۔

نوٹ: کتابیں منگوانے کے لئے رقم بشکل ڈرافٹ بنام ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن پیشگی ارسال کریں۔
کتابیں کسی بھی صورت میں وی پی سے نہیں بھیجی جائیں گی۔

ملنے کا پتہ: بزنس منیجر، پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، نئی دہلی۔ 3

فہیم احمد

آسام میں سیاحت کے امکانات

شمال مشرقی ریاستوں اور بالخصوص آسام میں سیاحت کو ایک صنعت کے طور پر فروغ دینے کے وسیع تر امکانات ہیں۔ حکومت نے ابھی تک اس سلسلہ میں جو اقدامات کئے ہیں' ان پر موثر طریقے سے عمل درآمد کی ضرورت ہے۔ یہاں کے قدرتی حسن سے معمور مقامات پر عالمی معیار کی سہولیات فراہم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ملک و بیرون ملک سے زیادہ سے زیادہ سیاح یہاں کے مسحور کردینے والے قدرتی مناظر اور تہذیب و تمدن سے لطف اندوز ہوسکیں۔

مضمون نگار یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا (یو این آئی) میں سینئر سب ایڈیٹر ہیں۔

جنوبی ایشیا میں ماحولیات سے سب سے زیادہ ہم آہنگ وقدرتی مناظر سے مالا مال ہونے کے باوجود سیاحت کے مقصد سے شمال مشرقی ہند کی ریاستیں پوری طرح دریافت نہیں کی جاسکی ہیں۔ قدرتی وثقافتی وراثت سے مالا مال یہ علاقہ سیاحوں کے لئے جنت سے کم نہیں ہے۔ یہاں کی سب سے خاص بات یہاں کی فطری خوب صورتی ہے۔ یہاں آنے والے سیاحوں کو بالکل نیا تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ ہمالیہ کے دامن میں اس کی موجودگی' سبزہ زاروں' گھنے جنگلوں' دلکش وادیوں' آبشاروں اور بل کھاتی ندیوں نے اس کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

یہاں کے قومی پارکوں جیسے مانس قومی پارک اور کاجی رنگا پارک کو عالمی وراثت کا درجہ ملا ہوا ہے۔ یہ پارک ملک کے بہترین وائلڈ لائف پارکوں میں سے ہیں۔ یہ سیکڑوں نباتات وحیوانات کا قدرتی مسکن ہیں۔ دور دور تک پھیلے پہاڑی سلسلے' ندیاں اور جنگلات مہم جوئی کی بہترین مواقع فراہم کرتے ہیں۔ مہم جوئی سے متعلق کھیل جیسے ٹریکنگ' ریورڈ رافٹنگ' کوہ پیمائی اور جنگلوں کا سفر قدرتی حسن سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے کسی انعام سے کم نہیں۔ یہاں متعدد خوب صورت ہل اسٹیشن بھی ہیں۔ اپنے شاندار قدرتی مناظر اور خوش گوار آب و ہوا کی وجہ سے یہ ہل اسٹیشن سیاحوں کے لئے تعطیلات گزارنے کے پسندیدہ مقامات بن گئے ہیں۔ آبادی کم ہونے کی وجہ سے یہاں تعطیلات گزارنے کا الگ ہی لطف ہے۔

شمال مشرقی ہندوستان میں تقریباً 166 مختلف قبائل رہتے ہیں' اس لئے یہاں کی ثقافت کافی متمول ہے۔ یہاں آنے والے سیاح قبائلی تہواروں' زبانوں' مختلف طرح کے کھانوں اور آرٹ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

آسام

اپنی قدرتی خوب صورتی اور سیاحت کے بے پناہ امکانات کے سبب شمال مشرقی ریاستوں میں آسام کو نمائندہ ریاست کا درجہ حاصل ہے۔ آسام میں سیاحت ملازمت کا اہم ذریعہ بن سکتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اندرون ملک ہر سیاح بالواسطہ یا بلاواسطہ تین افراد کی ملازمت کا ذریعہ بن سکتا ہے اور غیر ملکی سیاح کے معاملہ میں یہ تعداد بڑھ کر سات تک ہوسکتی ہے۔

جنگلی حیات

آسام میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے پانچ قومی پارک اور پرندوں وجنگلی جانوروں کے لئے گیارہ مخصوص کردہ علاقے (Sanctuaries) ہیں۔ 5 قومی پارک کاجی رنگا' مانس' نمیری' اورانگ اور ڈبرو سائیکھوا 1561.14 کلومیٹر علاقے کا احاطہ کرتے ہیں جب کہ سینکچوریز 492.97 کلومیٹر علاقے میں پھیلی ہیں۔ کاجی رنگا پارک آسام کے وسط میں دریائے برہم پتر کے کنارے واقع ہے۔ یہ پارک خاص طور سے گینڈوں کے لئے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ بھی یہاں بہت سے جانور پائے جاتے ہیں' جن میں شیر' ہاتھی' چیتے

، بھالو اور ہزاروں قسم کے پرندے شامل ہیں۔ یہ پارک 430 مربع کلومیٹر میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ علاقہ دلدلی ہے، جس میں اونچی اونچی گھاس پائی جاتی ہے، جو گینڈوں کے رہنے کے لئے موزوں ہے۔

آسام کی سب سے اہم خصوصیت یہاں کی جنگلی حیات ہے۔ کچھ جنگلی اقسام صرف اسی ریاست میں پائی جاتی ہے۔ یہاں جنگلی حیات کے لئے محفوظ علاقوں اور قومی پارکوں میں پائی جانے والی نباتات وحیوانات کے تحفظ کے لئے آسام نیشنل پارک ایکٹ 1968 کا قیام عمل میں آیا اور آسام فوریسٹ پروٹیکشن فورس ایکٹ 1986 بھی بنایا گیا۔ اس کے باوجود غیر قانونی شکار کی وجہ سے گینڈے جیسے جنگلی جانوروں کا وجود خطرے میں ہے۔

فطری ماحول سے ہم آہنگ سیاحت

ریاست آسام بنیادی طور پر فطرت سے قریب سیاحت کا موقع فراہم کرتی ہے۔ ریاست کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیاحوں کے لئے قدرتی مناظر بھرے پڑے ہیں، جہاں جنگلی حیات کی ایسی اقسام ہیں، جن کا دنیا میں ثانی نہیں۔

فطری ماحول سے ہم آہنگ سیاحت کا تصور بالکل نیا ہے۔ اس طرح کی سیاحت میں فطری حسن کے حامل مقامات کا سفر، وہاں سیر و تفریح کرنا اور اس طرح کے ماحول میں کچھ دنوں تک قیام کرنا شامل ہے۔ اس کے دو مقاصد ہیں۔ پہلا ماحولیات کا تحفظ اور دوسرا مقامی لوگوں کی فلاح بہبود۔ آسام میں فطری ماحول سے ہم آہنگ سیاحت کے کافی امکانات ہیں۔ یہ ریاست صنعتی آلودگی سے تقریباً پاک ہے۔ اس کے سرسبز و شاداب جنگلات، شاندار پہاڑی، بل کھاتی ندیاں اس نوع کی سیاحت کے لئے موزوں ہیں۔ اس کے لئے کچھ سہولیات کا ہونا لازمی ہے، جن میں سیاحوں کی دلچسپی کے مقامات تک رسائی کے لئے اچھی سڑکیں، بنیادی سہولیات جیسے معیاری خیمے اور کھانے پینے و دیگر اشیا کا بہتر انتظام، آبی کھیل اور پرندوں کو دیکھنے کے لئے ٹاور وغیرہ شامل ہیں۔

چائے باغات کی سیاحت

آسام میں پہلی بار 1823 میں دو برطانوی شہریوں رابرٹ اور چارلس بروس نے چائے دریافت کی اور تب سے یہ آسام کی معیشت کا ایک اہم حصہ بن گئی ہے۔ آسام میں چائے کے تمام باغات اپنے اندر خوب صورتی کا خزانہ سمیٹے ہوئے ہیں۔ خوب صورت و رنگین کپڑوں میں ملبوس یہاں کے عوام، ان کے گیت، رقص، بڑے بڑے بنگلے سب ہی قابل دید ہیں۔ بہت سے چائے باغات میں پولو کے لئے میدان اور گولف کورس ہیں۔ یہاں تقریباً 30 ہوائی پٹیاں اور ہیلی پیڈ ہیں۔ یہ سہولیات سیاحت کے لیے خوب صورت پیکیج کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔ چائے باغات تک سڑکوں کا رابطہ کافی اچھا ہے اور گیسٹ ہاؤسیز اور بنگلے جدید سہولیات سے آراستہ ہیں۔ سیاحت کے لئے یہ ہمیشہ تیار رکھے جاتے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ چائے کے باغات کی سیاحت

کا تصور بھی نیا ہے اور اس کے امکانات کافی روشن ہیں۔

ثقافت و مذہبی مقامات کی یاترا سے متعلق سیاحت

آسام مختلف النسل قبائل و گروپوں کا گہوارہ ہے۔ ہر نسل کے قبائل و گروپ کی اپنی زبان، ثقافت، طور طریقے، تہوار، گیت اور رقص ہیں۔ ان تہواروں میں گیت، رقص، رنگا رنگ ملبوسات اور انواع و اقسام کے کھانوں کا بول بالا رہتا ہے۔ یہاں کے لوگ پورے سال تہوار مناتے ہیں۔ ان کا سب سے بڑا تہوار 'بیہو' ہے، جس کی کئی شکلیں ہیں۔ یہ تہوار ان کی ثقافت کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ تہوار سیاحوں کی دلچسپی کا سامان فراہم کرتا ہے۔

آسام میں بہت قدیم مندر ہیں۔ کامکھیہ جیسے مندر تو ماقبل تاریخ کے دور کے ہیں۔ کامکھیہ ملک کے ان مذہبی مقامات میں سے ایک ہے، جس کے تئیں بہت زیادہ عقیدت پائی جاتی ہے۔ اوسطاً ایک ہزار افراد روزانہ کامکھیہ مندر کا درشن کرتے ہیں اور یہ سلسلہ سال بھر چلتا رہتا ہے۔ جون ماہ میں جب یہاں امبوبچی میلہ لگتا ہے تو یہ لوگوں کی دلچسپی کا مرکز بن جاتا ہے۔ اس وقت ہزاروں عقیدت مند ملک کے کونے کونے سے یہاں آتے ہیں۔ پہاڑی پر واقع کامکھیہ ایک خوب صورت مقام بھی ہے جو بہت سے سیاحوں کو اپنی طرف راغب کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے مذہبی مقامات میں جہاں ملک کے ہر حصے سے لوگ آتے ہیں۔ لیکن بیشتر مقامات پر سیاحوں اور زائرین کے لئے مناسب سہولیات کا فقدان ہونے کی وجہ سے اپنے اندر کشش رکھنے کے باوجود یہاں بڑی تعداد میں سیاح نہیں پہنچ پاتے۔

منجولی

آسام دنیا کے سب سے بڑے ندی جزیرے 'منجولی' کے لیے بھی مشہور ہے، جو کہ دریائے برہم پتر کے وسط میں واقع ہے۔ برہم پتر کے تیز دھاروں سے کٹاؤ کی وجہ سے منجولی کا رقبہ تیزی سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ جزیرے کا رقبہ 1282165 ایکڑ سے کم ہو کر آج صرف 886 مربع کلو میٹر رہ گیا ہے۔ یہ جزیرہ قدرتی حسن رکھنے کے ساتھ ساتھ آسامی آرٹ، موسیقی، رقص، ڈراما، دست کاری اور لٹریچر کا مرکز بھی ہے۔

اس طرح سے شمال مشرقی ریاستوں اور بالخصوص آسام میں سیاحت کو ایک صنعت کے طور پر فروغ دینے کے وسیع تر امکانات ہیں۔ حکومت نے ابھی تک اس سلسلہ میں جو اقدامات کئے ہیں، ان پر موثر طریقے سے عمل درآمد کی ضرورت ہے۔ یہاں کے قدرتی حسن سے معمور مقامات پر عالمی معیار کی سہولیات فراہم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ملک و بیرون ملک سے زیادہ سے زیادہ سیاح یہاں کے مسحور کر دینے والے قدرتی مناظر اور تہذیب و تمدن سے لطف اندوز ہو سکیں اور یہاں کے عوام کا معیار زندگی اس صنعت کے توسط سے بہتر ہو سکے۔

☆☆☆

بندرگاہوں کی ترقی سے آئندہ پانچ برسوں میں ایک کروڑ ملازمتیں پیدا ہو سکتی ہیں: نتن گڈکری

☆ جہاز رانی، سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں کے مرکزی وزیر مسٹر نتن گڈکری نے کہا ہے کہ بندرگاہ اور جہاز رانی کے شعبہ میں آئندہ پانچ برسوں میں تقریباً 40 لاکھ براہ راست اور 60 لاکھ بالواسطہ طور پر ملازمتوں کیمواقع پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔ ممبئی میں ہندستانی بحریہ کے اجلاس سے متعلق نعقدہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی وزیر نے کہا کہ تمام ترقی یافتہ ملکوں میں بندرگاہ کا شعبہ ایک درخشاں شعبہ ہے لیکن بدقسمتی سے ہماری بحریہ کے شعبہ کو گزشتہ برسوں میں نظر انداز کیا گیا حالانکہ ہندستانی بحریہ میں کافی صلاحیت ہے۔ بندرگارہ کی ترقی سے متعلق وزیر اعظم نریندر مودی کے قول کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب گڈکری نے کہا کہ ان کی وزارت نے 120000 کروڑ روپے (18 ملین امریکی ڈالر) کے سرمایہ سے پروجیکٹ تیار کئے ہیں جن کی 14 سے 16 اپریل تک ممبئی میں منعقد ہونے والے ہندستانی بحریہ کے اجلاس میں نمائش کی جائے گی۔ جہاز رانی کے سکریٹری مسٹر راجیو کمار نے کہا کہ ممبئی میں ہندستانی بحریہ کے اجلاس کا افتتاح وزیر اعظم نریندر مودی 14 اپریل کو کریں گے۔ اس کے بعد سرمایہ کاروں کا اجلاس، پینل مباحثے، بی 2 بی اور جی 2 بی اور میٹنگیں ہوں گی۔ جنوبی کوریا اجلاس کا ایک شراکت دار ملک ہے۔ 57 ملکوں کے وفود کی اجلاس میں شرکت متوقع ہے۔

پچاس بستروں والے 14 آیوش اسپتالوں کے قیام کی تجویز کو منظوری

☆ حکومت نے 2014-15 اور 2015-16 کے دوران قومی ?یوش مشن کے تحت 9 ریاستوں میں 50 بستروں والے 14 مربوط آیوش اسپتالوں کے قیام کی تجاویز کو منظوری دی ہے۔ ان اسپتالوں کے قیام کے لئے 2014-15 کے دوران مجموعی طور پر 330 لاکھ روپے منظور کئے گئے جبکہ 2015-16 کے دوران اب تک مجموعی طور پر 2014.56 لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں۔ مرکز کے زیر اہتمام چلائے جانے والے قومی آیوش مشن کے آیوش خدمات سے متعلق ضابطوں کے تحت 50 بستروں والے مربوط آیوش اسپتالوں کے قیام کا التزام ہے۔ اس میں یونانی طریقہ طب بھی شامل ہو سکتا ہے۔ حکومت اسپتال کی تعمیر کے لئے 10 کروڑ روپے اور اسپتال کو چلانے پر ا? نے والے اخراجات تکمیل کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپے دیتی ہے۔ ملک میں مرکزی حکومت کے مجموعی طور پر آٹھ یونانی اسپتال ہیں جو بہار، دلی، جموں و کشمیر، اوڈیشہ، تمل ناڈو، تلنگانہ، اتر پردیش او کرناٹک میں ہیں۔ یہ اطلاع آیوش (آزادنہ چارج) اور صحت و کنبہ بہبود کے وزیر مملکت جناب شری پد یسو نائیک نے راجیہ سبھا میں ایک سوال کے جواب میں دی۔

ظفر اقبال

شمال مشرقی خطہ:

بنیادی ڈھانچے کے فروغ کی ضرورت

ہندوستان کے شمال مشرقی خطے میں ترقی کے لئے سرمایہ کاری اور بازار کو فروغ دینے اور امن وخوشحالی کے سلسلے میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی وفروغ اولین شرط ہے۔ درحقیقت یہ ترقی کے لئے ایک بنیادی ضرورت ہے نیز صحت اور تعلیمی صورت حال کو بہتر بنانے کے اقدامات کے سلسلے میں انتہائی لازمی ہے۔ اس کے علاوہ صنعت اور خدمات ایک مستحکم اور پرامن سماج قائم کرنے کے لئے ایک انتہائی ضروری ہے۔

کسی بھی خطے کی ترقی کے لئے نقل وحمل کی آسانی ایک اہم جزو ہے۔ شمال مشرق کا بیشتر علاقہ پہاڑی ہے۔ وہاں کی آبادی کم گھنی ہے نیز وہاں فی رقبہ کم پیداوار ہوتی ہے۔ پہاڑی خطہ ہونے کی وجہ سے شمالی مشرقی خطہ میں آسام اور دیگر ریاستوں کو چھوڑ کر آبی راستوں کو فروغ دینا کافی اخراجات کا متقاضی ہے۔ اسی طرح سے اس خطے میں ریل رابطہ قائم کرنے میں نہ صرف زیادہ عرصہ لگے گا بلکہ اس کے لئے شاید ملک کے ذرائع سے بھی زیادہ سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا سڑک رابطہ بھی عوام کی آمدورفت کی ضرورت پوری کرنے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ ہوائی رابطہ مہنگا ہونے کی وجہ سے اس کا استعمال محدود ہی ہوگا۔

سڑکیں: شمالی خطے میں سامان اور مسافروں کی آمدورفت کا خاص ذریعہ 82000 کلومیٹر لمبی سڑکوں کا نظام ہے۔ یہ نظام آسام اور اروناچل پردیش میں انتہائی ترقی یافتہ ہے۔ خطے کی پانچ دیگر اہم ریاستوں میں پانچ ہزار سے لے کر نو ہزار کلومیٹر تک لمبی سڑکوں کا نظام ہے۔ بیشتر کھرنجا ہیں جو عام طور سے بھاری سامان کی نقل وحمل کے لئے موزوں نہیں ہیں۔

وزارت ٹرانسپورٹ شمالی مشرقی خطے میں قومی شاہراہوں کے فروغ پر توجہ دیتی رہی ہے اور کل مختص رقم کا دس فیصد حصہ اس خطے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ سکم سمیت شمال مشرقی خطے میں قومی شاہراہوں کی کل لمبائی 6880 کلومیٹر ہے۔ نیز ان کے فروغ اور دیکھ بھال تین ایجنسیاں یعنی ریاستی محکمہ تعمیرات عامہ (پی ڈبلیو ڈی)، سرحدی سڑکوں کی تنظیم (بی آر او) اور ہندوستان کی قومی شاہراہوں سے متعلق اتھارٹی (این ایچ اے آئی) کررہی ہیں۔

ایشیائی شاہراہوں سے متعلق پروجیکٹ تقریبا 45 برسوں سے بھی زیادہ عرصے سے صرف تجویز کی صورت لئے ہوئے ہے۔ یہ پروجیکٹ تقریبا 65000 کلومیٹر لمبی سڑکوں کے نظام پر مشتمل ہے اور پندرہ ممالک سے ہوکر گذرتا ہے اس پروجیکٹ کا مقصد ایشیائی خطہ میں تمام بڑے اور صنعتی شہروں، سمندری راستوں نیز سیاحتی اور تجارتی مفادات کے حامل کو جوڑنے کیلئے بین الاقوامی سڑک ٹرانسپورٹ کو فروغ دینا اور اس سلسلے میں تال میل کرنا ہے۔ ایشیائی شاہراہوں سے متعلق پروجیکٹوں میں مجوزہ سڑکوں سے شمال مشرقی خطے کا سڑک رابطہ نہ صرف بنگلہ دیش سے بلکہ مشرقی ایشیا کے ملکوں سے بھی قائم ہوگا۔ اس سے اس خطے کی ترقی کو زبردست فروغ حاصل ہوگا۔ چنانچہ عمل درآمد کرنے کے لئے اس پروجیکٹ کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

ٹرینوں کے ذریعہ نقل وحمل:

ٹرین نظام 2500 کلومیٹر تک ہی محدود ہے نیز یہ ناگالینڈ (تیرہ کلومیٹر) اور اروناچل پردیش میں ایک کلومیٹر تک ہے، تقریبا تمام تر آسام میں 2466 کلومیٹر

مضمون نگار دہلی یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر ہیں۔

ٹرین ٹریک ہے۔ اسی طرح سے میگھالیہ اور سکم کے لئے ٹرین رابطے کی فوری ضرورت ہے۔ اسٹریٹیجک منصوبہ

بندی کے طویل مدتی نقطہ نظر سے زیادہ اہم معاملہ بین ریاستی رابطے میں اضافہ کرنے کے مقصد سے ٹرین نظام کو فروغ دینا ہے۔ اس کے علاوہ رابطے کو مجموعی طور سے شمالی مشرقی خطے کے لئے تجویز کئے جارہے ٹرانسپورٹ کے دیگر ذرائع میں ترقیات کے ساتھ مربوط کیا جانا چاہئے۔

آبی راستے : گزشتہ دہائیوں میں شمال مشرقی خطے کے لئے اہم ترقیاتی روکاٹوں میں سے ایک رکاوٹ اس کی جغرافیائی علیحدگی رہی ہے۔ یقیناً ہوائی جہازوں کی پروازوں کی وجہ سے بازار شمال مشرقی خطے کے قریب تک ہوگئی ہیں لیکن خطے کی معیشت کو فروغ دینے کیلئے بڑے پیمانے پر آمدورفت کے ذرائع کو مزید سدھارنے کی ضرورت ہے۔ خصوصی طور سے شمال مشرقی خطے میں بڑے پیمانے پر سامان کی نقل وحمل کے لئے خاص نظام کے طور پر اندرونی آبی راستوں کے استعمال کے متعدد فوائد ہیں۔

برہم پتر اور بارک نظام کی قابل جہاز رانی آبی راہوں کے 1800 کلومیٹر کے اہم نظام کو قومی آبی شاہراہ (این ڈبلیو)۔۲ کے طور پر نامزد کیا گیا ہے جس کا استعمال اس وقت بڑے پیمانے پر سامان کی نقل وحمل کے لئے کیا جاتا ہے۔ لیکن ٹرانسپورٹ اور مجموعی سہولیات کے فقدان نیز کم گہری آبی سطحوں کی وجہ سے دریائی نظام میں قدرتی روکاٹوں کے سبب ٹرانسپورٹیشن کے شعبے کی توسیع محدود ہے۔

زیادہ اندرونی آبی ٹرانسپورٹ کے لئے بین الاقوامی ہند۔ بنگلہ دیش راستے کا مزید فروغ بہت ضروری ہے۔ اس راستے کے فروغ سے شمال مشرقی خطے کی رسائی کی صلاحیت کو بہتر بناتے ہوئے سندر بن اور بنگلہ دیش کے ذریعہ شمال مشرقی خطے اور جزیرہ نما ہندوستان کے لئے سامان کو نقل وحمل کرنے میں آسانی ہوگی۔

فضائی رابطہ: شمال مشرقی خطے کا دشوار گذار علاقہ ہونے کی وجہ سے اور بہت کم زمینی رابطہ ہونے کی وجہ سے خطے میں تجارت، سیاحت، باغبانی اور پھولوں کی کاشت کی صلاحیت کو بروئے کار لانے، اعلی تکنیکی تعلیم کو فروغ دینے، اس خراب شبیہ میں کمی لانے کے لئے بھی جس سے یہ خطہ متاثر ہے، فضائی رابطہ لازمی ہوجاتا ہے۔

فضائی رابطہ 2002 سے قبل انتہائی محدود تھا کیوں کہ محدود ٹریفک کی وجہ سے بوئنگ جیٹوں کا استعمال غیر کفایتی ہوگیا تھا اور پروازوں کے پروگرام بے قاعدہ ہوگئے تھے لیکن 2002 سے چھوٹے اے ٹی آر جہاز کی سروس شروع کرنے کی وجہ سے شمالی مشرقی خطے کے اندر پروازیں قدرے زیادہ قابل اعتماد ہوگئی ہیں۔ حالانکہ گوہاٹی کے مقابلہ کولکتہ اب بھی مرکزی جگہ ہے، خطے کے اندر اور ہندوستان کے ساتھ فضائی رابطہ قائم کرنے کے لئے حکومت اور نجی سرمایہ کاروں، دونوں کی طرف سے کافی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔

اطلاعاتی اور مواصلاتی تکنالوجی (آئی سی ٹی) : میزورم کو چھوڑ کر بقیہ ہندوستان کے مقابلے میں شمال مشرقی خطے کی ٹیلی ڈینسٹی کم ہے۔ اس کے علاوہ انٹرنیٹ کا استعمال بھی شمال مشرقی خطے میں کم ہے۔ جو این ای آر میں کنکشنوں کی ناکافی تعداد سے واضح ہے۔ یہ تعداد 2002 میں 15303 تھی جو کہ ملک میں کل تعداد کا محض 0.48 فی صد تھی۔ اس میں 2003 سے اضافہ ہوا لیکن اب بھی کل تعداد کے ایک فی صد 0.88 سے بھی کم تھی۔ چنانچہ یہ نتیجہ نکالنا معقول ہے کہ این ای آئی کی ریاستیں ٹیلی مواصلات انقلاب سے اتنی مستفید نہیں ہوئی ہیں جتنا کہ بقیہ ملک مستفید ہوا ہے۔ خطے میں آئی ٹی خدمات کے پھیلاؤ میں تیزی سے اضافہ کرنے کے طویل مدتی منصوبے کے پیش نظر انٹرنیٹ کا کم استعمال خاص طور سے پریشان کن ہے۔

سیکورٹی کی وجوہات کی وجہ سے بقیہ ملک کے مقابلے میں آٹھ برسوں کی تاخیر کے بعد 2003 میں خطے میں سیلولر موبائل خدمات شروع کی گئی تھیں۔ سرحدی علاقوں میں اب بھی کچھ پابندیاں عائد ہیں اور بین الاقوامی سرحد کے پانچ سومیٹر کے اندر سگنلوں کی اجازت نہیں ہے۔ یہ پابندی ان شمال مشرقی ریاستوں کے لئے خاص طور پر سخت ہیں۔ جہاں اچھی خاصی تعداد میں لوگ سرحدی علاقوں میں رہتے ہیں، اس لئے یہ پابندی جتنی جلد ممکن ہو، ختم کی جانی چاہئے، اس صورت حال پر توجہ دینے کے لئے بی اے ای ایل نے سال 2007 کو ''شمال مشرقی خطے میں ٹیلی مواصلاتی نظام کے فروغ کا سال'' قرار دیا تھا۔ محکمہ ٹیلی مواصلات نے خطے میں آئی سی ٹی کی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے سلسلے میں جو اہم اقدامات کئے ہیں، ان میں یہ شامل ہیں (ا) موجودہ نظام

میں آئی ایس ایم ایس کی تعمیل کرنے والے کاموں کی شروعات (۲) آئی ایم ایس۔ ایس ایف کام پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں آزمائش کے کام کی پیش رفت جاری

ہے۔ آئی ایم ایس گیٹ وے کنٹرول کاموں پر عمل درآمد کرنے کے لئے ترقیاتی کام (۳) بی پی ڈبلیو ٹی نظام کا نظریہ کے ثبوت کے لئے اگرتلہ، تریپورہ میں نصب کیا جاچکا ہے اور ایس ڈبلیو اے این (ریاست وار علاقہ جاتی نظام پر عمل درآمد کرنے کی غرض سے اس کا جائزہ لیا جارہا ہے اور (۴) تیار کردہ کچھ نئی ٹکنالوجیوں کو تجرباتی طور سے شروع کرنے کی غرض سے شمال مشرقی ریاستیں تلاش کرنے کی کا بھی منصوبہ بنایا گیا ہے۔

بجلی: اس خطے میں بجلی پیدا کرنے کی زبردست صلاحیت ہے۔ اس کے باوجود بھی تقریباً ہر ایک شمال مشرقی ریاست میں بجلی کی کمی ہے۔ بجلی کی یہ کمی خطے کی اقتصادی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے جو خطے میں بجلی پر مبنی صنعتی اور دیگر اقتصادی سرگرمیوں کی بڑھتی ہوئی صورت حال کے لئے اہم ہے۔ خاص طور سے پن بجلی کے شعبے میں بجلی پیدا کرنے کے مواقع اس خطے کی ریاستوں خاص طور سے اروناچل پردیش، سکم میگھالیہ میں موجود ہیں۔

جیسا کہ پاسی گھاٹ اعلانیہ میں کہا گیا ہے کہ این ای آر میں بجلی کی کل صلاحیت تقریباً پچاس ہزار میگاواٹ ہے۔ این ای سی تصور 2020 کے مطابق اضافی 22584 میگاواٹ پن بجلی پیدا کرے گی۔ جس میں صرف 88 میگاواٹ بجلی ریاستی پروجیکٹوں کے تحت پیدا کی جانی ہے بقیہ بجلی مرکزی اور نجی پروجیکٹوں کے تحت پیدا کی جائے گی۔

ان سب سے بڑھ کر کلیدی اور بنیادی ڈھانچے کے فروغ کو نجی شرکت کے ساتھ اشتراک عمل مرکزی اور ریاستی حکومت دونوں کا ایک بنیادی مقصد ہونا ہے تاکہ صحت اور تعلیم جیسے اہم بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنایا جائے اور اسے فروغ دیا جائے۔ اس سے بڑے اقتصادی مرکزوں اور مارکیٹوں کے ساتھ نئے رابطے پیدا ہوں گے نیز خطے کے اقتصادی منظر میں زبردست تبدیلی آسکتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ خطہ ہندوستان کا سب سے زیادہ دولت مند اور انتہائی خوشحال خطہ بن سکتا ہے اور بقیہ دنیا کے لئے اسٹریٹیجک اور اقتصادی ساجھے داری کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ ☆☆☆

شاہراہ ریشم کی سیاحت کا فروغ

☆ ثقافت اور سیاحت کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) اور شہری ہوابازی کے وزیر مملکت ڈاکٹر مہیش شرما نے راجیہ سبھا میں ایک تحریری جواب میں ایوان کو مطلع کیا کہ اقوام متحدہ کی عالمی سیاحتی تنظیم (یو این ڈبلیو ٹی او) کا شاہراہ ریشم کا پروگرام 33 رکن ملکوں کا ایک مشترکہ پلیٹ فارم ہے جو تاریخی شاہراہ ریشم پر پائیدار سیاحت کو فروغ دینے کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ فی الحال ہندوستان اس پروگرام کا رکن نہیں ہے۔ البتہ وزارت سیاحت کو یو این ڈبلیو ٹی او کی طرف سے 22 فروری 2015 کو ایک مراسلہ موصول ہوا ہے جس میں ہندوستان اور شاہراہ ریشم پروگرام میں باضابطہ ساجھیداری کی درخواست کی گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ معاملہ امور خارجہ کی وزارت کو سونپ دیا گیا ہے۔

پاسپورٹوں میں پتے کی تبدیلی

☆ امور خارجہ کے وزیر مملکت جنرل ڈاکٹر وی کے سنگھ نے لوک سبھا میں ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ پاسپورٹ کے حامل کا نام پاسپورٹ کے اضافی ڈاٹا صفحے پر چھپا ہوا کرتا ہے۔ یہ صفحہ ابتدائی ڈاٹا، فوٹو، نام اور دیگر معلومات کے ساتھ لیمنیشن کیا ہوا ہوتا ہے جو کہ ہائی سیکورٹی خصوصیات کے ساتھ لیمنیشن پیپر پر ہوتا ہے۔ پتے کی تبدیلی کے لئے پاسپورٹ کی دوبارہ چھپائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاسپورٹ میں پتے کی تبدیلی کا عمل بھی پاسپورٹ کے دوبارہ جاری کرنے کی ہی طرح ہے جس میں پتے کی تصدیق نئے پتے سے کی جاتی ہے، تبدیل شدہ نیا پتہ اعدوشمار کے ڈاٹا بیس میں ڈالا جاتا ہے، نئے پتے والے صفحے کی از سر نو پرنٹنگ ہوتی ہے، اسے چھاپا اور جاری کیا جاتا ہے۔ نئے پاسپورٹ کی فیس وہی ہے۔ اس وجہ سے پتے کی تبدیلی وجہ سے پوری فیس چارج کی جاتی ہے۔ سال 2015 کے دوران 631870 پاسپورٹوں کے پتے تبدیل کئے گئے اور سال 2016 میں تا حال 134813 پاسپورٹوں کے پتے تبدیل کئے جاچکے ہیں۔

مرکزی بجٹ 17-2016 شمال مشرق

توجہ کا مرکز نامیاتی اقدار سے منسلک شعبوں کی ترقی، کنکٹی ویٹی و ہنرمندی کا فروغ

مرکزی بجٹ 17-29016 میں وزارت برائے ترقی شمال مشرقی علاقہ کے گزشتہ برس کے 2334.50 کروڑ روپے کے بجٹ میں اضافہ کر کے 2400 کروڑ روپے کر دیا ہے۔ شمال مشرق کو مختص بجٹ کی توجہ علاقہ کی مجموعی ترقی پر رکھی گئی ہے جن امور پر توجہ مرکوز کی گئی ہے، ان میں شمال مشرق میں کنکٹی ویٹی کی فراہمی، ہنرمندی کی ترقی اور نامیاتی اقدار سے منسلک ترقی شامل ہیں۔ واحد اور سب سے اہم اعلان نامیاتی اقدار سے منسلک ترقی کی منفرد اسکیم کے لئے 115 کروڑ روپے کی فراہمی ہے جس سے پورے علاقہ کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ اس سے نہ صرف علاقہ میں موجود نامیاتی بیوپار کی بے پناہ صلاحیت کو فروغ دینے میں مدد ملے گی بلکہ اس علاقہ کو ملک بھر سے نئے اسکارٹ اپس کے لئے من پسند مقام بنانے میں بھی مدد ملے گی۔ حال ہی میں وزیراعظم کے ریاست سکم کو ملک کی پہلی نامیاتی ریاست بنائے جانے کے اعلان کے بعد شمال مشرق ایک اہم منزل بن گئی ہے۔

تمام 56 وزارتوں میں شمال مشرق کے لئے 33097.02 کروڑ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ یہ گزشتہ برس 29087.93 تخمینہ بجٹ کے مقابلے 14 فی صد زیادہ ہے۔ مرکز کے قابل تجدید لیول ریزرو کے تحت تخمینہ بجٹ کو 90 کروڑ سے بڑھا کر 17-2016 میں 200 کروڑ کر دیا گیا ہے۔ شمال مشرقی کونسل اسکیم کے لئے بھی اس سال بجٹ 700 کروڑ سے بڑھا کر 795 کروڑ کر دیا گیا ہے۔

ابھی شروع کی گئی شمال مشرق کی سڑک کے شعبے کی ترقی سے متعلق اسکیم کے لئے 150 کروڑ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ اس اسکیم سے شمال مشرق میں بین ریاستی سڑکوں کی ترقی میں مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ ایشیائی ترقیاتی بینک (اے ڈی بی) شمال مشرقی علاقہ میں سڑکوں کی تعمیر اور ان کی دیکھ ریکھ کے لئے رقوم فراہم کرے گا۔ شمال مشرقی ترقیاتی مالی کارپوریشن (این ای ڈی پی سی) کے لئے مختص 30 کروڑ کے بجٹ کو بڑھا کر 75 کروڑ کر دیا گیا ہے جس سے اس علاقہ میں وزیراعظم کے اسٹارٹ اپ انڈیا پروگرام کو مزید تقویت ملے گی۔ اسی طرح ہنرمندی کی ترقی سے متعلق بجٹ میں 16 کروڑ سے بڑھا کر 56 کروڑ کر دینے سے اسٹارٹ اپ پروگرام مزید مستحکم ہوگا۔

تین برس کی ٹیکس تعطیل اور تین ماہ کے ایگزٹ مدت کے وزیراعظم کے اعلان کے علاوہ وزارت برائے ترقی شمال مشرقی خطہ بھی وینچر فنڈ نئے کاروباریوں کو دستیاب کرائے گی تاکہ ان کو مالی دینداری میں سہولت ہو۔ مذکورہ بالا اقدامات کے علاوہ شمال مشرق میں دیہی علاقہ میں زندگی گزارنے والوں پر زیادہ توجہ مرکوز کی گئی ہے اور اس مقصد کے لئے اس سال بجٹ میں اضافہ کر کے 150 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔

اس علاقہ کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ شمال مشرقی علاقے کو ہندوستان کے دیگر حصوں میں مشتہر کیا جائے۔ اس سال اس مد میں اضافہ کیا گیا ہے اور اس کو 10.5 کروڑ روپے سے بڑھا کر 17 کروڑ کر دیا گیا ہے جو گزشتہ برس فراہم کی گئی رقم سے 60 فی صد زیادہ ہے۔ وزارت برائے ترقی شمال مشرقی خطہ نے حال ہی میں 12 تا 14 فروری 2016 کو نئی دہلی میں ''منزل مقصود شمال مشرق'' کا انعقاد کیا تھا۔ وزارت کا ارادہ ہے کہ وہ اس طرح کے انعقاد اور مقامات قائم کرے گی تاکہ شمال مشرق کی مخفی صلاحیتوں مثلاً دست کاری/ ہینڈلوم اور نمائش/ فروخت کو ظاہر کیا جا سکے جو اس علاقہ کی مخصوص پیداوار ہیں۔ اس طرح کے پروگرام 17-2016 کے لئے تین ماہ میں ممبئی اور بنگلور میں منعقد کرانے کا منصوبہ ہے۔

وزارت برائے ترقی شمال مشرقی خطہ کی 'ایکٹ ایسٹ پالیسی' کے لئے تحت کئے جانے والے اہم اقدامات میں ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ریل رابطے کے قیام کے لئے فنڈ فراہم کرنا شامل ہے۔ اس میں ہندوستان کی طرف سے فراہم کئے جانے والے بجٹ کی 587 کروڑ کی رقم وزارت برائے ترقی شمال مشرقی خطہ ادا کرے گی۔ ملک بھر میں اعلیٰ تعلیمی اداروں کی ترقی کے لئے مختص 10000 کروڑ کی رقم میں شمال مشرقی خطہ کو اس کے حصے کے طور پر 1632 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ حکومت بوڈولینڈ قبائلی کونسل کے لئے بھی 300 کروڑ روپے فراہم کرے گی۔

☆☆☆

رسائل و جرائد

دهلی سے شائع ہونے والا '**ریکس طبی میگزین**' رسالوں میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے کیوں کہ یہ طبی موضوع پر اہم مضامین پیش کرتا ہے۔ ڈاکٹر اسلم جاوید کی ادارت میں شائع ہونے والے اس میگزین میں متعدد ایسے مضامین ہیں جس کے مطالعہ کے بعد آپ بہت سی بیماریوں سے نجات حاصل کر کے اپنی صحت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر بلڈ پریشر کی شکایت عام لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ آیئے نظر ڈالتے ہیں مضامین پر۔ فیصل ظفر ''بلڈ پریشر کا سبب اور بچاؤ میں مدد دینے والے غیر روایتی اسباب'' میں لکھتے ہیں۔ ''بلڈ پریشر کو خاموش قاتل بھی کہا جاتا ہے جو امراض قلب یا فالج وغیرہ کا خطرہ سنگین حد تک بڑھا دیتا ہے مگر بات صرف اتنی ہی نہیں۔ یہ جسم کو بتدریج مختلف امراض کا شکار کر کے بھی موت کی جانب لے جاتا ہے جب کہ دماغی شریان پھٹنے کا خطرہ تو ہوتا ہی ہے۔ اس مرض میں صرف بلند فشار خون (ہائی بلڈ پریشر) ہی خطرناک ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کی شرح میں نمایاں کمی بھی جان لیوا ثابت ہوسکتی ہے جب کہ ایسا ہونے کی صورت میں دماغی امراض جیسے الزائمر یا ڈیمینشیا وغیرہ بھی شکار بنا سکتے ہیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں۔ انرجی ڈرنکس کا زیادہ استعمال بھی ہائی بلڈ پریشر اور جان لیوا امراض قلب کا سبب بن سکتا ہے۔ کیلی فورنیا کی پیسفک یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق انرجی یا توانائی بخش مشروبات میں کیفین اور دیگر مضر صحت اجزا کی کثرت ہوتی ہے جو بلڈ پریشر بڑھاتے ہیں اور دل کی دھڑکن خراب ہونے کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ تحقیق کے مطابق انرجی ڈرنکس کے استعمال سے دل کی دھڑکن کی رفتار آہستہ آہستہ معمول سے کم یا زیادہ ہوجاتی ہے یا اچانک موت کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے۔ محقق ڈاکٹر سچن شاہ کے مطابق دل کی دھڑکن کا عمل جسے کیوٹی بھی کہا جاتا ہے، اس میں بے قاعدگی جان لیوا ثابت ہوسکتی ہے۔ راقم نے بلڈ پریشر میں کمی لانے کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اپنے کسی پیارے سے بغل گیر یا گلے ملنا نہ صرف تعلق کو مضبوط کرتا ہے بلکہ یہ بلڈ پریشر اور یادداشت کو بہتری کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ ویانا یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق جب لوگ اپنے کسی دوست یا رشتہ دار سے گلے ملتے ہیں تو خون کی روانی میں آکسی ٹوکین نامی ہارمون بڑھتا ہے جس سے بلڈ پریشر اور ذہنی تناؤ کم ہوتا ہے اور یادداشت بھی بہتر ہوتی ہے۔ تاہم تحقیق میں کہا گیا ہے کہ اگر آپ کسی اجنبی سے معانقہ ہیں تو اس کا الٹا اثر ہوجاتا ہے اور ذہنی تناؤ بڑھ جاتا ہے۔ خیال رہے کہ آکسی ٹوسن نامی یہ ہارمون سماجی رویوں' رشتوں میں مضبوطی، میاں بیوی یا بچوں اور والدین کے درمیان تعلق کو مضبوط کرنے کا کام کرتا ہے۔ تحقیق میں شامل جرگن سنڈولکر کا کہنا ہے کہ گلے ملنے کے طبی فوائد اسی وقت حاصل ہوتے ہیں جب آپ کسی ایسے شخص سے بغل گیر ہوں جس پر آپ اعتماد کرتے ہیں اور وہ بھی ایسا ہی سوچتا ہو۔'' انڈے کی سفیدی کا استعمال فشار خون یا بلڈ پریشر میں کمی کا سبب بنتا ہے۔ چین کی جیلین یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق انڈے کی سفیدی میں ایسا امینو مرکب RVPSL یا پروٹین شامل ہے جو بلڈ پریشر میں کمی کرتا ہے جس سے امراض قلب کا خطرہ بھی کم ہوجاتا ہے''۔ تین کپ چائے کا روزانہ استعمال بلڈ پریشر کو معمول پر رکھ کر امراض قلب کا خطرہ کم کر دیتا ہے۔ تحقیق میں کہا گیا ہے کہ انڈے کی سفیدی کا استعمال مریضوں کو اپنا بلڈ پریشر کنٹرول رکھنے میں مدد کرتا ہے۔ تحقیق کے دوران چوہوں پر اس کی کامیاب آزمائش کی گئی اور اب انسانوں پر اسے آزمایا جارہا ہے۔ ایک دیگر مضمون خوف ناک ہے بچوں میں غذائیت کی کمی، میں ڈاکٹر مظفر حسین غزالی لکھتے ہیں!'' ہمارے دیش میں گھریلو پیداوار کا ایک فی صد سے بھی کم حصہ حفظان صحت پر خرچ ہوتا ہے۔ اس سال کے قومی بجٹ میں اس میں بھی تخفیف کی گئی ہے۔ چین کے مقابلہ ہمارے قومی بجٹ میں حفظان صحت کا حصہ کافی کم ہے۔ ہمارے یہاں غذائیت کی کمی کے شکار بچوں کی تعداد 30 فی صد ہے جب کہ چین میں صرف 3 فی صد بچے کم وزن کے ہیں یعنی غذائیت کی کمی کے شکار۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ غذائیت کی کمی والے بچے کمزور تو ہوتے ہی ہیں' ان کے جسم میں بیماریوں سے لڑنے کی طاقت بھی کم ہوتی ہے' جس سے ان کے بیمار ہونے کا خطرہ ہمیشہ بنا رہتا ہے۔ ان کے دماغ کی پوری طرح نشو ونما نہیں ہو پاتی' جس کی وجہ سے ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے۔ اسی لئے وہ پڑھائی لکھائی میں بھی پیچھے رہتے ہیں ڈائریا اور دوسری بیماریوں سے ہونے والی بچوں کی اموات میں بلاواسطہ طور پر غذائیت کی کمی کا بھی دخل ہوتا ہے''۔ دیگر مضامین میں موٹاپے کا حیرت انگیز علاج (ڈاکٹر اسلم جاوید) مسیح الملک حکیم اجمل خاں (ڈاکٹر

اشفاق احمد)‘ دل کو صحت مند رکھنے کے 32 کارآمد گر (سالک دھامپوری)‘ شفاف جلد حسن کا ایک پہلو (نسیم آمنہ) مردہ دلی کا احساس امراض قلب کی علامت (میم ضاد فضلی) اور طبی نیوز و سرگرمیاں وغیرہ معلوماتی اور لائق مطالعہ ہیں۔ مدیر رسالہ ڈاکٹر اسلم جاوید کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جو رسالہ اتنے خوب صورت انداز میں شائع ہو رہا ہے۔

☆بہار اردو اکیڈمی سے شائع ہونے والا رسالہ **زبان و ادب** کا تازہ شمارہ (جنوری 2016) حسب سابق بہترین مشمولات سے آراستہ ہے۔ زیر نظر شمارہ میں اصغری بیگم ’’شاعرِ بے نظیر: نظیر اکبر آبادی‘‘ میں رقم طراز ہیں: نظیر کا مشاہدہ گہرا ہے اور زبان پر بے پناہ قدرت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی بات اس خوب صورتی سے بیان کرتے ہیں جیسے کوئی مصور تصویر بناتا ہے‘ برجستگی اور بے ساختگی ان کے کلام کا نمایاں وصف ہے۔ اس سے ان کی تصویروں میں جان پیدا ہو جاتی ہے۔ نظیر کی نظمیں ہولی‘ دیوالی‘ آگرہ کی تیراکی وغیرہ مرقع نگاری کی بہترین مثالیں ہیں۔

نظیر کی خدمات اردو زبان کے سلسلے میں نہایت قابل قدر ہیں۔ انہوں نے ایسے الفاظ کو مفہوم عطا کیا جن کو دیگر شعرا نے ادنیٰ اور بازاری سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ یہ کمال نظیر کا ہے کہ انہوں نے اردو دنیا کو دکھا دیا کہ بعض غریب‘ یعنی اجنبی اور گرے پڑے الفاظ میں بھی وہ خوبیاں چھپی ہوتی ہے جن کو سونے کے ساتھ تولا جا سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ظاہر میں نگاہیں وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔

نظیر پر ایک الزام یہ ہے کہ وہ پڑھے لکھے نہیں تھے اور اپنے اشعار سے بازاری لوگوں کا دل خوش کیا کرتے تھے۔ محمد حسین آزاد نے تو ’آب حیات‘ میں ان کا تذکرہ کرنا بھی گوارا نہ کے لیکن زمانہ سب سے بڑا منصف ہے:

زمانے کے ہاتھوں سے چارہ نہیں ہے
زمانہ ہمارا تمہارا نہیں ہے

زمانے نے ثابت کر دیا کہ شاعری میں رنگ جدید کے پیش رو نظیر تھے۔ فطری اور قومی شاعری کی ابتدا آزاد اور حالی سے نہیں بلکہ نظیر اکبر آبادی سے ہوتی ہے۔ یہ نظیر ہی تھے جنہوں نے ایک ایسی طرز بنا ڈالی جو آگے چل کر ہماری زبان اور ادب کی ترقی اور ہمارے قومی احساسات کی نمائندگی کا سبب بنی۔ نظیر کی غزلیہ شاعری بھی اپنے اندر ایک الگ بانکپن رکھتی ہے‘‘۔ ذکیہ مشہدی کا ناولٹ ’پارسا بی بی کا بگھار‘ بھی اچھا ہے۔ شعری کالم بھی خوب ہے۔ تبسم فاطمہ کی ایک نظم ملاحظہ کریں:

ہم آزاد ہوتے ہوئے بھی
کہاں آزاد تھے
صدیوں سے ہمارے بنائے جانے کے
رسم و رواج کا خاتمہ ہی نہیں ہوتا
صدیوں میں ایک رسم و رواج کے خاتمے کے بعد
دوسری رسم و رواج کا چلن شروع ہو جاتا
اور ہر رسم و رواج میں/ اس مردانہ سماج میں/
ہماری ہی قربانی دینے کو موجود ہوتے
داسی پرتھا اور ستی پرتھا کے/ قصے پرانے کہاں ہوئے
بس شکلیں بدل جاتی رہیں/ ہم تب بھی مر رہے تھے
ہم اب بھی مر رہے ہیں
مٹی کے تیل تیزاب سے گیس سلنڈر تک
جلائے جانے کا ڈھونگ اب بھی جاری ہے
اب بھی روندا جا رہا ہے ہمیں
سڑکوں پر/ دفتروں میں/ بسوں میں
اب بھی ہر موڑ پر رسوا ہو رہی ہیں
ہزاروں دامنی

نظم بہت اچھی اور معنی خیز ہے۔ طوالت کے سبب مکمل نظم کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔ علاوہ ازیں شہلا تزئین‘ شبانہ عشرت‘ عاصمہ صدیقی‘ سید ماہ نور سیدہ‘ الماس شمی‘ بدر جہاں خورشید بدر‘ صدف جہاں‘ سلمیٰ حجاب کے کلام بھی لائق مطالعہ ہیں۔ تبصروں کا منفرد انداز بہت اچھا ہے۔ اسے نیا آغاز کہا جا سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ مشتاق احمد نوری کی ادارت میں شائع ہونے والا یہ رسالہ دن بہ دن ترقی کی جانب گامزن ہے۔

☆ممبئی سے شائع ہونے والا سہ ماہی رسالہ **ہندوستانی زبان و ادب** کا تازہ شمارہ (جنوری۔ مارچ 2016) کے تازہ شمارہ میں تحقیق و تنقید پر متعدد مضامین دیئے گئے ہیں۔ شاعری کہانی‘ طنز و مزاح اور تبصرے اسے جاندار بناتے ہیں۔ یہاں محمد اسد اللہ کے مضمون ’مہاتما گاندھی اور قومی یکجہتی‘ سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں: گاندھی جی کے قومی اتحاد کے نظریہ کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے تمام طبقات کو اتحاد کی ڈور سے باندھنے کے لئے گاؤں اور شہر کو بھی قریب لانے کی کوشش کی۔ انہوں نے دیہی زندگی کی اصلاح اور ترقی پر خاص طور پر زور دیا۔ صنعتی ترقی نے جہاں شہروں کو ترقی سے ہم کنار کیا تھا‘ وہیں دیہاتوں کا پچھڑا پن دیکھ کر گاندھی جی نے اس طرف توجہ دی۔ ان کے قول کے مطابق ہندوستان دیہاتوں میں بسا ہے اور اسی ہندوستان کو ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے لئے انہوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں جگہ جگہ اشارے کئے ہیں۔ گاندھی جی کا قومی ایکتا کا نظریہ ذات پات اور علاقائی حدود سے اونچا تھا۔ اس کے شواہد ان واقعات سے ملتے ہیں جو ان کے جنوبی افریقہ کے قیام کے دوران پیش آئے۔ گاندھی جی نے افریقہ میں کالے اور گوروں کے درمیان فرق مٹانے کی کوشش کی۔ وہاں سیاہ فام باشندوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف گاندھی جی نے آواز اٹھائی۔ ان کے تمام نظریات خواہ وہ اہنسا، ستیہ گرہ اور بھائی چارہ جیسے نکات کا احاطہ کرتے ہوں یا وہ آدرش اور اصول جو انسان کی روزمرہ کی زندگی میں ایک رہنما کا کام دیتے ہوں‘ نہ صرف ہمارے ملک میں مقبول ہوئے بلکہ عالمی پیمانے پر بھی مختلف مفکروں اور فن کاروں اور قلم کاروں نے انہیں سراہا اور حرز جاں بنایا۔ اس حقیقت کا ایک افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے کہ گاندھی جی کے قومی یکجہتی کے نظریات کو منافرت پھیلانے اور پھوٹ ڈالنے والے عناصر نے کبھی پسند نہیں کیا۔ اسی پھوٹ کا نتیجہ تھا کہ قومی یکجہتی کے لئے کی گئی کوششوں کی گاندھی جی کو بڑی قیمت چکانی پڑی۔ یہ قیمت ان کی جان ہی لے کر رہی۔ گاندھی جی نے اپنے عہد کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے حیات کا سودا نہیں کیا بلکہ وہ اپنے لہو بھرے قدموں سے ایک راہ حیات کی تشکیل کر گئے۔ یہی ڈگر آج بھی دیش واسیوں کے لئے راہ حیات بھی ہے اور منارۂ نور بھی‘‘۔ اس شمارہ کے دیگر مضامین مثلاً اقبال کے شعری ابعاد اور تعین قدر کا مسئلہ (پروفیسر شارب ردولوی)‘ بیتے ہوئے دن: ایک مطالعہ (عابد سہیل)‘ راجہ رام موہن رائے (رؤف خیر) فروغ یکجہتی میں اردو زبان کا حصہ (عبداللہ سلمان ریاض) اور نسوانی لب و لہجہ کی عظیم شاعرہ پروین شاکر (رونق افروز) نیز شعری کالم اور کہانی و طنز و مزاح کا کالم بھی لائق مطالعہ ہے۔

—امجد علی

شہر خیال

قارئین کے خطوط

☆ **نئے** سال کا شمارہ (جنوری 2016) پڑھا۔ پڑھ کر دل خوش ہوگیا۔ یہ شمارہ تعلیم پر خاص ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ دنیا کے ہر قفل کی چابی تعلیم میں پوشیدہ ہے۔ تعلیم کے بغیر انسان ایک طرح سے دیکھا جائے تو اندھا ہے کیوں کہ جاہل شخص سے آپ جو کام چاہیں' کرا سکتے ہیں لیکن تعلیم یافتہ فرد پہلے دیکھے گا کہ یہ کام غیر قانونی تو نہیں۔اس کے بعد ہی وہ کام کرنے پر راضی ہوگا۔ یوجنا اس بات کے لئے لائق مبارک باد ہے کہ اس نے اس طالب علموں پر اپنی توجہ مرکوز کی۔ یہ شمارہ طلبہ کے لئے نعمت غیر مرقبہ ہے۔اس کے سارے مضامین اچھے ہیں۔ ایس سری نواس راؤ کا مضمون ''پسماندہ طبقات کی تعلیم: مسائل و چیلنج'' بہت اچھا ہے۔اس میں دلت اور پسماندہ طبقات کی فلاح کے لئے منصوبوں کا ذکر کیا گیا ہے۔وہ لکھتے ہیں: ''تعلیم ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعہ افراد اور گروپوں کو ہماری طرح کے جدید معاشرے میں سماجی نقل وحرکت حاصل ہوتی ہے۔ یہ سماجی تسلسل جو عام طور پر تنظیمی ڈھانچے پر مشتمل ہے، کی تشکیل نو کا اوزار بھی ہے، جہاں ناہمواریاں عام ہیں۔ ہندوستانی سماج میں جو بنیادی طور پر اور تاریخی اعتبار سے ذات پات کی بنیاد پر مبنی ہے، سماجی عدم مساوات نے بار بار جنم لیا ہے۔اقتصادی ذرائع، سماجی حیثیت، سیاسی شراکت داری اور تعلیمی مواقع میں کچھ قوموں کو استحقاق حاصل ہے جبکہ کچھ دیگر لوگ اس سے محروم ہیں۔ذاتیں مثلا درج فہرست ذاتیں جنہیں استحقاق حاصل نہیں ہے، وہ ایسی ذاتیں ہیں روایتی کاروباری تنظیمی ڈھانچے کے حاشیے پر ہیں اور عام طور پر معاشرے یا خاص طور پر دیہی کمیونٹی کے مقامی اور سماجی حدود کا حصہ نہیں ہوتے۔اسی طرح، بڑے پیمانے پر ہندوستانی سماج کے حاشیے پر پڑے رہنے والوں کا ایک گروپ درج فہرست قبائل کا ہے، جو جغرافیائی اعتبار نام نہاد مہذب، مرکزی دھارے اور مستحکم تہذیبوں سے علاحدہ ہوکر جنگلوں پہاڑوں اور بمشکل رسائی حاصل کیے جانے والے علاقوں میں ،اپنی منفرد ثقافتوں، مذہبی رسومات، زبان اور زندگی کے طور طریقوں کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔چوں کہ ان گروپوں کی طرز زندگی ہندوستانی معاشرے میں پائے جانے والے دیگر سماجی گروپوں سے الگ تھا، اس لیے ان کی زندگی پر ان کے آس پاس موجود قدرتی ماحول کا منفرد اثر تھا۔تاہم جغرافیائی علاحدگی ان کے لیے ترقی پذیر معاشرے کے سماجی، اقتصادی، سیاسی اور تعلیمی علاقوں میں ناہموار شراکت داری کا سبب بنی۔

نتیجے کے طور پر، کئی دہائیوں اور صدیوں سے ان ذاتوں اور قبائل کو سماجی ،اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے حاشیہ پر رہنا پڑا اور انہیں پستی اور محرومی کی زندگی جینے پر مجبور ہونا پڑا۔ یہ سچ ہے کہ آزادی کے بعد، ہندوستان کے ایک جمہوری سماج کے طور پر اپنا سفر شروع کرنے کے بعد اس نے اپنے سبھی شہریوں کو سماجی شناخت اور گروپ کی رکنیت میں مساوی حقوق دیے، اس نے تعلیم سمیت سماجی زندگی کے تقریباً تمام شعبوں میں ان کی شرکت تبدیل کردی تھی۔ تاہم، معاشرے اور تعلیم کے میدان میں ان گروپوں کی شمولیت کی سطح دیگر مراعات یافتہ سماجی گروپوں جن کو تاریخ اعتبار سے فائدے حاصل تھے، کے مقابلے میں مختلف ہے''۔

دوسرے مضامین میں جے ایس راجپوت کا مضمون ''اقدار پر مبنی سماج: مل جل کر رہنے کے لئے تعلیم ضروری'' سماجی تانے بانے کو مضبوط رکھنے کے سلسلے میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اس کے چند پیرے آپ کے لئے یہاں دیئے جارہے ہیں۔ ''تمام جاندار مخلوق میں سے صرف انسانوں کو ہی منفرد' جبلی اور زندگی بھر کی لگن عطا کی گئی ہے جس سے وہ تلاش تصور کرسکتے ہیں' استحکام حاصل کرسکتے ہیں' ترقی کرسکتے ہیں' تخلیق کرسکتے ہیں' بہتر بناسکتے ہیں' استفادہ کرسکتے ہیں اور قائم رہ سکتے ہیں نیز اسی کے ساتھ ساتھ بہتر زندگی نیز مزید معلومات اور دانش مندی کے سلسلے میں بہتری کی مزید کوششیں کرسکتے ہیں۔ جیسے جیسے انسانی تہذیبوں نے ترقی کی' حاصل کردہ تجربات اور معلومات آنے والی نسلوں کو منتقل کرنے کی ضرورت ایک صریحی داری بن گئی۔ چناں چہ اپنے نوجوان لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے ہر ایک تہذیب میں تدبیر و وسائل تلاش کئے گئے تھے۔اس بات کا تصور کرنا ایک قدرے پیچیدہ معاملہ ہوسکتا ہے کہ عظیم مذہبی کتابیں' کسی کاغذ اور پنسل کی مدد کئے بغیر صرف زبانی تعلیم حاصل کرنے کی روایات کے ذریعے' پہلے سے حاصل کردہ کاملیت میں ایک نسل سے دوسری نسل کو کیسے منتقل کی گئی تھیں۔تاریخ کے اس موجودہ موڑ پر معلومات کی تشہیر' تخلیق' تیاری' اضافے اور استعمال کے عمل کو تعلیم اور تحقیق کے زمرے میں شامل کردیا جاتا ہے۔اسے تفاعل' تبادلے' تکنیکی مدد اور اطلاعاتی تکنالوجی میں ان بہتریوں کے ذریعے مستحکم کیا جاتا ہے جو ایک بار پھر مستقبل انسانی خوش تدبیری اور اقدامات کے نتائج ہیں۔ پچاس سال پہلے تک بھی ایک آئی پیڈ یا لیپ ٹاپ کمپیوٹر کی موجودہ شکل بیشتر لوگوں کا ایک خیال پرستانہ خواب معلوم ہوتی تھی۔اس وقت بنی نوع انسان کو عطا کردہ کردہ مجموعی معلومات' ادراک اور دانش مندی سے جو کچھ بھی فوائد اور فوقیتیں حاصل ہوئی ہیں' وہ ان پر لگن اور موقوف بنی انسانوں کی مسلسل کوششوں

کا نتیجہ ہیں جنہوں نے انسانی بہبود کو اپنی زندگی کا بنیادی مطمح نظر بنا لیا تھا۔ جیسے جیسے مختلف مقامات اور حالات میں معلومات میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوا تھا اور انسانوں کی آمدورفت بڑھی تھی، حاصل کردہ معلومات کی عالم گیریت کو سمجھا گیا تھا، اس کا اعتراف کیا گیا تھا تاکہ اس کو مزید کرنے کی رفتار میں مزید اضافہ ہوسکے۔ آج بنی نوع انسان قدرت کی طاقت کو سمجھتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ اس برآمد شدہ دفینے کو کیسے استعمال کیا جائے جو انسانی زندگی کی بہتری کے لئے اس سرزمین میں موجود ہے۔ بنی نوع انسان اس بات کو بھی سمجھتے ہیں کہ تمام انسانوں کا مستقبل مشترکہ اور ساجھے دارانہ ہے۔ اسے برقرار رکھنے اور آنے والی نسلوں کے لئے اسے بہتر بنانے کے لئے وہ ساجھے داری اور خیالی رکھنے کی اس قدر کو بھی سمجھتے ہیں جو بنی نوع انسانوں کے دائمی اتحاد سے جبلی طور پر ابھرتی یعنی دنیا ایک کنبہ ہے!

تاریخ سے یہ بھی انکشاف ہوتا ہے کہ حاصل کردہ معلومات اور علم کا استعمال منفیت کی نشوونما کرنے اور اسے فروغ دینے کے لئے بھی کیا گیا ہے۔ جیسے جیسے انسان براعظموں میں گیا۔ اس کے نتیجے میں نوآبادیت، غلامی، نسل پرستی اور اس طرح کے دیگر غیر انسانی رجحانات پیدا ہوئے تھے۔ جب انسان نے ایٹمی طاقت کا علم اور معلومات حاصل کی تھیں تو اس نے ہیروشیما اور ناگاساکی کا المیہ بھی پیدا کردیا تھا۔ آج وہ بنیادی پرستی، دہشت پسندی نیز سائبرحموں کے ڈر سے متاثر ہوتا ہے۔ بنی نوع انسان اس بات کی پوری معلومات ہوئے بھی عالمی قدرتی وسائل سے ناجائز طور سے بے اندازہ فائدہ اٹھا کر لطف اندوز ہورہا ہے کہ قدرتی وسائل محدود ہیں نیز انسانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی دوسرا سیارہ موجود نہیں ہیں۔ جب انسانی ضمیر پر لالچ غالب آجاتا ہے تو تشدد کو پھلنے پھولنے کے لئے سب سے زیادہ بار اور ماحول اور موقع مل جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں لڑائیاں اور جنگیں ہوتی ہیں۔ انسانی اور قدرتی وسائل کی بے اندازہ تباہی و بربادی عام طور پر مروج ہوجاتی ہے۔ بنی نوع انسانوں نے انسان اور قدرت کے اس رابطے کو اتنی بے رحمی سے پہلے کبھی بھی منتشر نہیں کیا تھا۔ جتنی بے رحمی سے وہ اس وقت کررہا ہے۔ ایک اناڑی اور ناسمجھ آدمی تک کے لئے بھی، خشک ہوتے ہوئے دریا اور ندیاں، آلودہ ہوا اور آلودہ پانی پوری کہانی سناتے ہیں۔ صحت کے تحفظ اور ادویہ کے شعبہ میں عظیم پیش قدمیاں ان صحتی خطرات کا مقابلہ کرنے کے سلسلے میں محض ناکافی نظر آتی ہیں، جو انسان نے اپنی ان بے اندازہ لطف اندوزانہ مادہ پرستانہ کوششوں کے ذریعے خود پیدا کئے ہیں جو اس نے ان کی وجہ سے برآمد ہونے والے صریح آفت انگیز نتائج کو مکمل طور سے نظر انداز کرتے ہوئے کی ہیں۔ آج اس بارے میں سائنسی طور سے ٹھوس اندازے لگائے جارہے ہیں کہ اگر اصلاحی اقدامات سنجیدگی اور ایمانداری سے شروع نہیں کئے جاتے ہیں تو اس سیارے یعنی کرۂ ارض کا وجود کتنے عرصے تک قائم رہے گا۔ مرض معلوم ہے، دوا بھی معلوم ہے، لیکن زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے اور اپنے قبضے میں رکھنے کا سحر اور چمک دمک ملکوں اور ان کے لیڈروں کو ایسی حکمت عملیوں پر عمل درآمد کرنے سے روکتی ہے جن سے ان آفات کی روک تھام ہوگی جو ہم سب کے سامنے بڑے پیمانے پر خوف ناک نظر آرہی ہیں نیز جن سے اس سیارے یعنی کرۂ ارض کی بقا کو خطرہ لاحق ہے۔ لیڈروں اور لوگوں میں کیا چیز غائب ہوگئی ہے؟ بنی نوع انسان خود اپنے ہم وطنوں کو جان سے مار کر نیز عام بنی نوع انسانوں کے لئے ایک پرامن، شاندار اور مہذب زندگی کی حامل اس دنیا کو غیر محفوظ اور غیر موزوں بنا کر خود اپنے اس مسکن کو تباہ و برباد کرنے پر کیوں آمادہ ہیں؟ جواب کی تلاش بھی دائمی کہی جاسکتی ہے۔ ویدوں نے کافی پہلے یہ کردیا تھا جو لوگ ویدانت سے ناواقف ہیں، ان کے لئے افلاطوں کا ذکر کرنا کارآمد ہوگا۔ اپنی ''جمہوریہ'' میں افلاطون اپنے سامعین سے یہ چاہتا تھا کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ ''ایک اچھی زندگی محض کچھ اقسام کے اقدام کرنے کی بجائے ایک شخص کی ایک صحیح نوع ہونے میں مشتمل ہوتی ہے''۔ افلاطون کے تئیں جواب ''مجھے کیا کرنا چاہئے'' سے آگے بڑھ ''مجھے کس قسم کا شخص ہونا چاہئے'' میں مضمر ہوتا ہے۔ اور یہاں استاد اور تعلیم کا معاملہ آتا ہے۔ استاد ایک اناڑی معصوم فرد کو ایک شخصیت میں بدل دیتا ہے۔ استاد اسے انسانیت سے دینیات کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر یہ مقصد حاصل کرلیا جاتا ہے تو سچائی، عدم تشدد اور امن کی اقدار ہر طرف نظر آئیں گی۔ نتیجتاً محبت اور بھائی چارہ دیکھنے میں آئے گا نیز محبت نظر نہ آنے والی ایک آرزو نہیں رہے گی۔ یہ تعلیم کی وہ طاقت ہوگی جس سے اس استاد کے ذریعے اقدار پیدا ہوتی ہیں جو ایک طرف ایک رول ماڈل کے طور پر نیز دوسری طرف قوم کے ایک معمار کے طور پر اپنے کردار سے واقف ہے۔ وہ نصاب تعلیم کا محض ایک ترسیل کنندہ ہونے سے کہیں آگے بڑھتا ہے''۔ اس کے علاوہ آرگوندا کا مضمون' ہندوستان میں اسکولی تعلیم میں تبدیلی کے اقدامات' اور راجارام ایس شرما کا مضمون ''تعلیم کے میدان میں ٹکنالوجی قابل مطالعہ ہیں۔ مختصراً یہ کہ شمارہ تعلیم کے موضوع پر شاندار ہے۔

محمد اظہر۔ دہلی یونیورسٹی

☆یوجنا جنوری (2016) کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ تمام مضامین اچھے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں؟ کالم بہت خوب ہے۔ اس مرتبہ 'سب کے لئے تعلیم کے سلسلے میں پیش رفت کا عدد اشاریہ' اور سارانش' پیش کیا گیا ہے، جو بہت معلوماتی ہے۔ سارانش ڈیجیٹل ہندوستان کی مہم کے تحت بہت سے ڈیجیٹل اقدامات میں سے ایک اقدام کے طور پر فروغ انسانی وسائل کی وزارت نے حال ہی میں شروع کیا تاکہ سی بی ایس ای سے وابستہ اسکولوں میں اطلاعاتی اور مواصلاتی تکنالوجیوں کو فروغ دیا جائے نیز ہندوستان میں موجودہ تعلیمی نظام میں شفافیت لائی جائے۔ یہ مقابلہ اور حاضری کے سلسلے میں بھی معلومات فراہم کرتا ہے جس کی ساجھے داری اب اس ڈیجیٹل پلیٹ فارم کے ذریعے والدین کے ساتھ براہ راست کی جاسکتی ہے۔ یہ تمام کلاسوں اور مضامین کی ای کتابیں بھی دستیاب کرتا ہے۔ اسکول مضامین میں تمام طالب علموں کی کارکردگی کا تجزیہ کرنے نیز ان مضامین کی نشاندہی کرنے کے لئے اس ذریعے کا استعمال کرسکتے ہیں جن میں بچوں کو بہتری کی ضرورت ہے۔ اس پورٹل کو تمام تمام اسکولوں کے پچھلے تین برسوں کے اعداد وشمار سے لیس کیا گیا ہے''۔ مرتب واٹیکا چندرا اس کے لئے مبارک باد کی مستحق ہیں۔

مشتاق جلیل۔ بریلی

بڑھتے قدم

ریڈیو نے ایف ایم ٹرانسمیشن سے اپنی مقبولیت اوررسائی بڑھائی ہے:ارون جیٹلی

☆وزیرخزانہ، کارپوریٹ اموراور اطلاعات و نشریات کے وزیرمسٹرارون جیٹلی نے کہاہے کہ مواصلات کے ایک وسیلے کے طور پر ریڈیو نے ایف ایم ٹرانسمیشن کے ذریعہ پھراپنی مقبولیت اوررسائی بڑھائی ہے۔انہوں نے کہا کہ کمیونٹی ریڈیو نے ایک وسیلے کے طور پرعلاقائی سطح پر معلومات کی ضرورت کو پورا کیا ہے اوراس کے ساتھ ہی زبان ، ثقافت اور سماجی سرگرمیوں کے مختلف معاملات کوبھی پورا کیا ہے۔مسٹرارون جیٹلی نے یہ بات چھٹے قومی کمیونٹی سمیلن کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔

وزیرموصوف نے مزید کہا کہ علاقائی سطح پر مواصلات کی ضروریات کے پیش نظراس سیکٹر میں توسیع کے بہت مواقع ہیں۔اس میں تجربات کے تبادلے اور پروگراموں کے متن کے ذریعہ لوگوں کوایک دوسرے سے جوڑنے کی قوت ہے۔مسٹر جیٹلی نے کہا کہ حکومت پالیسیوں کے ذریعہ اس وسیلے کے فروغ میں مدد کرے گی جس سے مستقبل میں کمیونٹی ریڈیو کی تعداد میں کافی اضافہ ہوگا۔وزیرموصوف نے ایسے ریڈیو اسٹیشنوں کی کوششوں کی ستائش کی جوصحت اور تعلیم سے متعلق اہم امور پر پائیدارمہم پر توجہ مرکوز کررہے ہیں۔اطلاعات ونشریات کے وزیرمملکت کرنل راج وردھن راٹھور نے کہا کہ کمیونٹی ریڈیومواصلات کا ایک اہم ذریعہ ہے جس نے مقامی لوگوں کو بااختیار بنایاہے اورانہیں ایک دوسرے سے جوڑا ہے۔یہ ریڈیو سرکاری اسکیموں اور پالیسیوں کے بارے میں مقامی زبان میں عام آدمی تک بات پہنچانے میں اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے اطلاعات و نشریات کے سکریٹری سنیل اروڑہ نے کہا کہ کمیونٹی ریڈیو نے ایسے افراد کو بااختیار بنایاہے جن کی آواز روایتی میڈیا میں نہیں سنی جاسکتی تھی۔انہوں نے کہا کہ کمیونٹی ریڈیو نے کسانوں ، ماہی گیروں ،لوک فن کاروں کے تجربات میں اضافہ کیاہے اورانہیں بااختیار بنایاہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ اطلاعات ونشریات کی وزارت نے کمیونٹی ریڈیو اسٹیشن کے لئے منظوری کے عمل کوآسان بنانے کے لئے شاستری بھون ،نئی دلی میں کمیونٹی ریڈیو کاایک سہولیاتی مرکز قائم کیا ہے۔

کلاسیکی زبانوں سے متعلق قرطاس ابیض

☆ثقافت اور سیاحت کے وزیرمملکت (آزادانہ چارج) اورشہری ہوابازی کے وزیرمملکت ڈاکٹرمہیش شرما نے راجیہ سبھا میں ایک تحریری جواب میں ایوان کومطلع کیا کہ پالی، پراکرت اور سنسکرت زبانوں کوحکومت نظرانداز نہیں کرتی۔انہوں نے بتایا کہ 1958 میں سنسکرت، عربی اور فارسی زبانوں کے دانشوروں کی عزت افزائی کیلئے اعزازی سرٹیفکٹ دینے کی ایک اسکیم شروع کی گئی تھی۔1996 میں اس اسکیم میں پالی اور پراکرت کوبھی شامل کرلیاگیا۔

اب یہ ایوارڈ سنسکرت، عربی، فارسی اور پالی یا پراکرت زبانوں کے ممتاز دانشوروں کو، جن کی عمر 60 برس سے زیادہ ہو، دیے جاتے ہیں۔اس اسکیم کے تحت دانشوروں کو یکمشت 5 لاکھ روپے کی گرانٹ دی جاتی ہے۔اس اسکیم کے تحت پالی یا سنسکرت کے ایک اسکالر کو ہرسال ایک اعزازی سرٹیفکٹ دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ سنسکرت، پالی؟ پراکرت،عربی اورفارسی کے شعبوں میں 30 سے 45 سال کی عمر کے نوجوان دانشوروں کو مہارشی بدرائن ویاس سمان بھی دیا جاتا ہے۔اس ایوارڈ میں ایک سنداورشال کے علاوہ یکمشت ایک لاکھ روپے نقد بھی دیا جاتا ہے اور یہ ایوارڈ صدر جمہوریہ ہند عطا کرتے ہیں۔

بین الاقوامی سرحدوں کے معقول تحفظ کے لئےعملہ کی ضرورت

☆ہندستان کی بین الاقوامی سرحدیں اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک جیسی نہیں ہیں۔ان کی الگ الگ طبعی خصوصیات اورعلاقائی اورموسمی حالات ہیں۔ان کو درپیش ممکنہ خطرات بھی مختلف نوعیت کی ہیں۔لہذاان کے تحفظ کیلئے ضروری عملے کی تعداد بھی سرحد در سرحد اور سیکٹر در سیکٹر مختلف ہیں۔ ہندستان کے بین الاقوامی سرحدوں کے مختلف سیکٹروں میں ان کی حفاظت کی ذمہ داری پر تعینات مختلف سرحدی محافظ دستوں کی کمپنیوں کی تعداد حسب ذیل ہیں۔ہند۔ پاک سرحد پر تعینات سرحدی محافظ دستے (بی ایس ایف) کی کمپنیوں کی تعداد 411 ہے، ہند۔ بنگلہ دیش سرحد پر بی ایس ایف کی 480 کمپنیاں تعینات ہیں جبکہ ہند۔چین سرحد پرانڈوتبتن بارڈر پولیس (آئی ٹی بی پی) کی 136 کمپنیاں تعینات ہیں۔اسی طرح سے ہند۔ نیپال سرحد پر سشستر سیمابل (ایس ایس بی) کی 162 ، ہند۔بھوٹان سرحد پر 97 اور ہند۔میانمار سرحد پر آسام

رائفل (اے آر) کی ساٹھ کمپنیاں تعینات ہیں۔ مختصر یہ کہ مذکورہ بین الاقوامی سرحدوں پر مجموعی طور پر بی ایس ایف کی 891 ، ا?ئی ٹی بی کی 136 ، ایس ایس بی کی 259 اور ا?سام رائفلز کی 60 کمپنیاں تعینات ہیں۔ ان سب کی مجموعی تعداد 1346 ہے۔

بین الاقوامی سرحدوں پر سرحدی محافظ دستوں کی تعیناتی کا جائزہ لیا جاتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً سرحدی حفاظتی دستوں کے مشورہ سے وزارت داخلہ کے ذریعہ معقول انداز میں ان کی تعیناتی کی جاتی رہتی ہے۔ فی الحال بی ایس ایف نے پنجاب میں بین الاقوامی سرحد پر 18 اضافی کمپنیاں تعینات کی ہیں۔ یہ جانکاری امور داخلہ کے وزیر مملکت مسٹر کرن ریجیجو نے راجیہ سبھا میں جناب ڈیرک اوبرائن کے ایک سوال کے تحریری جواب میں دی۔

بیواؤں کی عمر میں چھوٹ

☆ بیواؤں کی زیادہ سے زیادہ عمر کی حد میں چھوٹ دینے کیلئے وقتاً فوقتاً سفارشات موصول ہوتی رہتی ہیں۔ گروپ سی اور گروپ ڈی کے عہدوں پر ملازمت کیلئے بیواؤں، مطلقہ اور اپنے شوہروں سے عدالتی چارہ جوئی کے بعد علیحدہ ہوئیں خواتین اور دوبارہ شادی کرنے والی عورتوں کی عمر میں 35 سال تک کی چھوٹ (درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کی خواتین کیلئے 40 سال تک) کا نوٹیفکیشن عملے اور تربیت کے محکمے نے 19 جنوری 1980 کو جاری کیا تھا۔ اسی طرح کی رعایت گروپ اے اور گروپ بی کے عہدوں کیلئے بھی فراہم کی گئی ہے۔ البتہ اس میں ایسی بھرتیاں شامل نہیں ہیں جو عملے اور تربیت کے محکمے کے 5 اکتوبر 1990 کو جاری کئے گئے میمورنڈم کے تحت کھلے مقابلہ جاتی امتحانات کے ذریعے کی جاتی ہیں۔

یہ بات لوک سبھا میں عملے، عوامی شکایات اور پنشن کے وزیر مملکت اور وزیر اعظم کے دفتر میں وزیر مملکت ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے جناب بی ونود کمار اور جناب اشونی کمار کے سوالوں کا تحریری جواب دیتے ہوئے بتائی۔

میرٹھ سٹی سے سہارنپور تک ریلوے لائن کی بجلی کاری

☆ میرٹھ سٹی سے سہارنپور تک شمالی ریلوے کے 113 کلومیٹر طویل ریل روٹ کی بجلی کاری کا کام مکمل ہوگیا ہے۔ 12 مارچ 2016 کو شمالی سرکل کے کمشنر آف ریلوے سیفٹی کے معائنے اور تصدیق کے بعد اس ریلوے روٹ پر بجلی سے چلنے والے انجن کی شروعات کردی گئی ہے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل غازی آباد سے لیکر میرٹھ سٹی تک ریلوے روٹ کی بجلی کاری کا کام 3 دسمبر 2015 کو مکمل ہوگیا تھا اور بجلی سے چلنے والی ٹرینوں کی آمدورفت شروع کردی گئی تھی۔ اس طرح اب 161 کلومیٹر طویل ریل روٹ غازی آباد۔ میرٹھ۔ سہارنپور سیکشن پر بجلی کاری کا کام مکمل ہوگیا ہے۔

پورے پروجیکٹ میں 275 کروڑ روپئے کی لاگت ا?ئی ہے۔ اس عمل کو سینٹرل آرگنائزیشن فار ریلوے الیکٹریفکیشن سی او آر ای نے انجام دیا۔ اس طرح بجلی سے چلنے والی ٹرینیں اب دلّی سے ہوکر غازی آباد، خورجہ کے راستے ہری دوار، انبالہ، جموں، امرتسر تک جاسکتی ہیں۔ اس روٹ کی مکمل بجلی کاری ہوجانے سے 30 سے 60 منٹ تک سفر کے وقت میں کمی آئے گی۔

کھیلوں کے فروغ کے لئے اسکیموں کا نفاذ

☆ نوجوانوں کے امور اور کھیلوں کے مرکزی وزیر مملکت آزادانہ چارج مسٹر سربانند سونووال نے بتایا کہ نوجوانوں کے امور اور کھیلوں کی وزارت کے فروغ کے لئے مرکز کے اسپانسر والی اسکیم راجیو گاندھی کھیل ابھیان کو یکم اپریل 2014 سے نافذ کررہی ہے۔ یہ اسکیم ملک کے ہر بلاک میں ایک مربوط اسپورٹس کمپلکس کی تعمیر کے لئے گنجائش فراہم کرتی ہے۔ راجیہ سبھا میں ایک تحریری جواب میں وزیر موصوف نے کہا کہ اس کے علاوہ اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا جو نوجوانوں کے امور اور کھیلوں کی وزارت کی نگرانی کے تحت ایک خومختار ادارہ ، ملک بھر میں بہت سے کھیلوں کیفروغ کی اسکیموں کو نافذ کرتی ہیتا کہ نوجوان باصلاحیت کھلاڑیوں کی نشاندہی کی جاسکے۔

کھلاڑیوں کی تربیت کے لئے فنڈ

☆ نوجوانوں کے امور اور کھیلوں کے مرکزی وزیر مملکت آزادنہ چارج سبرانند سونوال نے کہا ہے کہ کھیل ایک ریاستی موضوع ہے۔ مختلف کھیلوں کیفروغ اور ترقی کی ذمہ داری ریاستی سرکاروں اور متعلقہ نیشنل اسپورٹس فیڈریشنوں کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی حکومت کھیلوں کے فروغ کی مختلف اسکیموں میں مالی امداد فراہم کرکے ریاستی سرکاروں اور نیشنل اسپورٹس فیڈریشنوں کی اعانت اور مدد کرتی ہے۔ راجیہ سبھا میں ایک تحریری جواب میں وزیر موصوف نے کہا کہ اعلی بین الاقوامی مقابلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کی تربیت کیلئے فنڈنگ نیشنل اسپورٹس فیڈریشنوں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

معدنیات کی تلاش کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کو اجازت

☆ کانوں اور معدنیات (ترقی اور ریگولیشن) ترمیمی قانون 2015 (ایم ایم ڈی آر ترمیمی قانون 2015) میں کانکنی کے پٹے کے علاوہ معدنیات کی تلاش کیلئے خصوصی ضابطے موجود ہیں۔ ان میں این ای آر پی اور پی ایل اور ایم ایل شامل ہیں جن کے ذریعے پرائیویٹ سیکٹر معدنیات کی تلاش میں شامل ہوسکتا ہے۔

کانکنی کی وزارت میں وزیر مملکت مسٹر وشنو دیو سائی نے آج راجیہ سبھا میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ معدنیات کے بلاکوں کا الاٹمنٹ متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ چھتیس گڑھ اور اڈیشہ میں کئی بلاک کامیاب بولی لگانے والی پرائیویٹ کمپنیوں کو الاٹ کئے گئے ہیں۔

ایم ڈی ایس ڈبلیو ایس نے سوچھ بھارت مشن کے نفاذ کیلئے ریاستوں کے ساتھ اپنی کوششوں میں لائی تیزی

☆ پینے کے پانی اور صفائی کی وزارت نے ریاستوں کے ساتھ تال میل سے متعلق اپنی کوششوں میں تیزی لائی ہے تاکہ ملک کے تمام اضلاع میں کھلے میں

رفع حاجت کی روک تھام کے مقصد کو حاصل کیا جا سکے۔ وزیراعظم جناب نریندر مودی کے فلیگ شپ پروگرام سوچھ بھارت مشن کے تحت وزارت کی سرگرمیوں کا یہ ایک حصہ ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے حکومت کا مقصد مہاتما گاندھی کی 150ویں سالگرہ یعنی 2 اکتوبر 2019 تک ہندوستان کو کھلے میں رفع حاجت سے پاک بنانا ہے۔ اس کوشش کے تحت پینے کے پانی اور صفائی کے وزیر مملکت جناب رام کرپال یادو نے اس ہفتے پنجاب کے موہالی میں آبی ہفتے کا افتتاح کیا۔

اس موقع پر وزیر مملکت نے پنجاب کی ریاستی حکومت کے کام کی ستائش کی۔ پنجاب کی ریاستی حکومت پورے پنجاب میں لوگوں کے تعاون سے کھلے میں رفع حاجت کی روک تھام کو یقینی بنانے میں سرگرم عمل ہے۔

وزیر موصوف نے ریاستی حکومت کی اس بات کیلئے ستائش کی کہ اس کی کوششیں صاف شفاف انداز میں زمین پر حقیقی مستفدین تک پہنچ رہی ہیں۔ وزیر نے بالخصوص ان کوششوں میں اسکولی بچوں کی شمولیت کی ستائش کی۔ 13 ہزار اسکولوں کے 11 لاکھ اسکولی بچوں تک صرف پنجاب میں یہ رسائی حاصل کی گئی ہے۔ پنجاب حکومت میں دیہی ترقی اور پنچایت کے وزیر جناب ایس ایس رکھرا بھی اس تقریب میں موجود تھے۔

حکومت نے پلاسٹک کچرے کے بندوبست کے ضابطوں 2016 کو مشتہر کیا

☆ حکومت نے پلاسٹک کے کچرے کے سابقہ ضابطے کی جگہ پلاسٹک کچرے کے بندوبست کے ضابطے 2016 کو مشتہر کیا ہے۔ ماحولیات اور آب وہوا میں تبدیلی کے مرکزی وزیر مملکت جناب پرکاش جاوڈیکر نے کہا کہ پلاسٹک بیگوں کی کم از کم موٹائی 40 میکرونز سے بڑھا کر 50 میکرونز کر دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ روزانہ 15 ہزار ٹن پلاسٹک کچرا پیدا ہوتا ہے جس میں سے 9 ہزار ٹن کچرا جمع کیا جاتا ہے اور اس کو نئی شکل دی جاتی ہے لیکن 6 ہزار ٹن پلاسٹک کچرا جمع نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب جاوڈیکر نے یہ بھی کہا کہ مذکورہ ضابطے جن کی بلدیاتی شعبوں تک اجازت ہے اب ان کی تمام گاؤں تک توسیع کر دی گئی ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ پلاسٹک کچرے کے بندوبست کے لئے جو نئے ضابطے نوٹیفائی کئے گئے ہیں وہ ہر قسم کے کچرے کے بندوبست کے ضابطوں میں بہتری لانے کا ایک حصہ ہے۔

جناب جاوڈیکر نے کہا کہ اس سے سوچھ بھارت کے وزیراعظم کی سوچ کے حصول میں مدد ملے گی وزیر موصوف نے کہا کہ صفائی ستھرائی صحت اور سیاحت کی روح ہے۔

سرکاری کمپنیوں نے ایم ایس ایم ای سے 20 فیصد سرکاری خرید کا نشانہ حاصل کیا

☆ مالی سال 2015-16 کے دوران 38 مرکزی سرکاری کمپنیوں (سی پی ایس یو) نے ایم ایس ایم ای سے 20 فیصد سرکاری خرید کا نشانہ حاصل کر لیا ہے۔ اس کا انکشاف بہت چھوٹی، چھوٹے اور درمیانہ درجے کی صنعتوں (ایم ایس ایم ای) کے مرکزی وزیر مسٹر کلراج مشرا کی صدارت میں منعقدہ میٹنگ میں کیا گیا۔ اس میٹنگ کا انعقاد ایم ایس ایم ای سے سرکاری خرید کے نفاذ کا جائزہ لینے کے لیے کیا گیا۔

مسٹر مشرا نے اس پالیسی کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا کہ اپریل 2015 سے مرکزی حکومت نے ملک میں بہت چھوٹی، چھوٹے اور درمیانہ درجے کی صنعتوں (ایم ایس ایم ای) اور اسٹارٹ اپ انڈیا کو فروغ دینے کے لیے اس کو ضروری قرار دیا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہندوستان میں اسٹارٹ اپ پروگرام کو فروغ دینے کے لیے ان کی وزارت نے 10 مارچ 2016 کو ایک سرکلر جاری کیا ہے جس کے تحت مرکزی سرکاری کمپنیوں کو اُن بہت چھوٹی، چھوٹے اور درمیانہ درجے کی صنعتوں (ایم ایس ایم ای) کے لیے سابقہ تجربے اور کاروبار کے اصول اور ضابطے میں نرمی لانے کی اجازت دی گئی ہے جو مصنوعات کو متعینہ تکنیکی اور معیاری ضابطوں کے تحت تیار کر سکتی ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ مرکزی سرکاری کمپنیوں کو ایم ایس ایم ای سے 20 فیصد سالانہ خریداری کے نشانے کو حاصل کرنے کے لیے متحرک اور ضروری اقدامات کرنے ہوں گے۔ اس میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائلوں کی ملکیت والے ایم ایس ایم ای سے 4 فیصد خریداری کا نشانہ بھی شامل ہے۔

مسٹر کلراج مشرا نے یہ بات بھی بتائی کہ ان کی وزارت نے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائلوں (ایس سی/ایس ٹی) کے لیے ایک مرکز قائم کیا گیا ہے تا کہ ایس سی/ایس ٹی کاروباریوں کی ترقی کو فروغ دیا جا سکے۔

اس مرکز کے تحت ایس سی/ایس ٹی کاروباریوں کو سرکاری خریداری پالیسی کے تحت مراکز مہیا کرائے جائیں گے۔ علاوہ ازیں انہیں ادیوگ آدھار میمورنڈم کے تحت اندراج، نیز ان کے ذریعے تیار کیے گئے مصنوعات کو اندراج کرانے کے لیے حوصلہ افزائی کی جائیگی۔ مزید برآں مرکزی سرکاری کمپنیوں کے ذریعے منعقدہ وینڈر ڈیولپمنٹ پروگرام میں انہیں شریک کیا جائیگا اور پی ایم ای جی پی کے تحت ان کی درخواستوں کو اسپانسر کیا جائیگا۔

انہوں نے مزید روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ملک میں تجارت کرنے کو ا? سان بنانے کے لیے، بہت چھوٹی، چھوٹے اور درمیانہ درجے کی صنعتوں کی وزارت نے اکتوبر 2015 میں ایم ایس ایم ای کے لیے آن لائن رجسٹریشن کے مقصد سے ادیوگ آدھار میمورنڈم جاری کیا ہے۔ مختصر سی مدت میں اب تک 3.8 لاکھ یو اے ایم کا اندراج کیا جا چکا ہے۔ واضح رہے کہ اس میٹنگ میں 4 4 سرکاری کمپنیوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ میٹنگ کے دوران 20 فیصد سرکاری خریداری کے نشانے کو حاصل کرنے سے متعلق اُمور پر تبادلہ خیال کیا گیا، نیز اس ہدف کو کیسے حاصل کیا جائے اس پر بھی غور وخوض کیا گیا۔

☆☆☆

شمال مشرق: چند حقائق و اعداد و شمار

شمال مشرقی ریاستوں کو مختص کئے گئے این ایل سی پی آر (NLCPR) فنڈ

شمال مشرق ریاستوں کو بنیادی ڈھانچے کے فرق کو کم کرنے کے لئے ان کی حکومتوں کی طرف سے ترجیحی بنیاد پر پیش کی گئی فہرستوں پر وسائل کے مرکزی پول میں دستیاب قابل تجدید رقومات ادا کی جاتی ہیں۔ فروری 2016 تک 14309.23 کروڑ روپے کی لاگت کے 1569 پروجیکٹوں کو ایل این سی پی آر کے تحت رقومات ادا کی گئی ہیں جس میں سے 5846.20 کروڑ روپے کی لاگت کے 890 پروجیکٹ مکمل کر لئے گئے جب کہ 8463.01 کروڑ روپے کی لاگت کے 679 پروجیکٹ تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔ علاوہ ازیں گزشتہ تین برسوں میں 3867.90 کروڑ روپے کی لاگت کے 247 پروجیکٹوں کو برقرار رکھا گیا ہے۔ زیر تکمیل پروجیکٹوں کے لئے موجودہ مالی سال میں (تا 26 فروری 2016) 376.61 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ اس کے علاوہ 17 نئے پروجیکٹ بھی منظور کئے گئے ہیں جن کے لئے 120.97 کروڑ روپے جاری کئے گئے ہیں۔

شمال مشرق کی سرحدی ریاستوں میں جدید سہولیات: شمال مشرقی علاقے کی سماجی ومعاشی ترقی کو مہمیز دینے کی غرض سے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں۔ متعلقہ مرکزی ریاستوں کو اپنی کل بجٹ امداد کا 10 فی صد حصہ شمال مشرقی علاقے کے لئے مختص کرنا ہوتا ہے۔ شمال مشرقی علاقہ کی ترقی سے متعلق وزارت اور شمال مشرقی کونسل شمال مشرقی علاقہ میں بنیادی ڈھانچے کی کمی کو پورا کرنے کے لئے رقومات فراہم کرتی ہیں۔ شمال مشرقی علاقوں کی ترقی سے متعلق وزارت نے اب تک این ایل سی پی آر کے تحت صحت کے شعبے میں 63313.36 کروڑ روپے کی لاگت کے 53 پروجیکٹ اور تعلیم کے شعبے میں 145416.55 لاکھ کروڑ کی لاگت کے 168 پروجیکٹوں کو منظور کر چکی ہے۔ شمال مشرقی کونسل بھی شمال مشرقی ریاستوں میں مختلف شعبوں میں اسکیموں کے نفاذ کی ذمہ داری سنبھالتی ہے۔ شمال مشرقی کونسل کے صنعت کے شعبوں میں 17322.12 لاکھ کروڑ کی لاگت کے 41 پروجیکٹوں پر عمل ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ صحت کے شعبے میں 40870.70 لاکھ روپے کے 58 پروجیکٹ اور تعلیم کے شعبے میں 24294.98 کروڑ روپے کی منظور شدہ لاگت کے 78 پروجیکٹ زیر تکمیل ہیں۔

وزارت داخلہ سرحدی علاقوں کی ترقی سے متعلق پروگرام (بی اے ڈی پی) کے تحت سرحدی علاقوں کی ترقی کے لئے رقومات جاری کرتی ہے۔ موجودہ مالی سال کے دوران بین اقوامی سرحدوں کے نزدیک رہنے والے باشندوں کی خصوصی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے 27757.86 لاکھ روپے جاری کئے گئے ہیں۔ وزارت انسانی وسائل کی ترقی کے اسکولوں کے محکمے نے 630 نئے اسکول کھولنے کی منظوری ہے کہ جب کہ راشٹریہ مادھیامک شکشا ابھیان (آر ایس ایم اے) کے تحت 3334 اسکولوں کو مستحکم کرنے اور تعلیمی معیار کو بہتر بنایا جائے گا۔ اس اسکیم کے شروع ہونے کے بعد سے اب تک 122884.36 لاکھ روپے جاری کئے گئے ہیں۔

شمال مشرقی علاقہ میں بنیادی ڈھانچے کی فقدان کا جائزہ: شمال مشرقی کونسل شمال مشرقی علاقہ میں مختلف سماجی و معاشی و چیلنجوں اور بنیادی ڈھانچہ سہولیات کے فقدان کے لئے وقتاً فوقتاً جائزے لیتی رہتی ہے۔ ان میں سے چند اہم شمال مشرقی علاقہ کی ترقی کے لئے نقل وحمل کی صورت حال ہے جس کی بنیاد پر شمال مشرق کے لئے اسپیش ایکسلریٹڈ روڈ ڈیولپمنٹ منصوبہ (ایس اے آر ڈی پی-این ای) بنایا گیا۔ اس کے علاوہ شمال مشرق میں بجلی کی تقسیم وترسیل کے مربوط مطالبہ کی بنیاد پر شمال مشرقی ریاستوں میں ترسیل اور تقسیم کے لئے مربوط اسکیم تیار کی گئی، شمال مشرقی علاقے کے لئے ویژن 2020 دستاویز تیار کئے گئے، شمال مشرقی علاقوں میں غریبی دور کرنے سے متعلق رپورٹ، شمال مشرقی علاقوں کے لئے مربوط سیاحتی ماسٹر پلان، شمال مشرقی علاقوں میں صحت کے شعبے میں مصروف افرادی قوت کی ترقی کا منصوبہ اور شمال مشرقی علاقوں میں ہوائی سفر کی سہولیات سے متعلق مطالعہ منعقد کیا گیا۔

اپنے وجود کے آغاز سے شمال مشرقی کونسل اب تک شمال مشرقی علاقوں کی ترقی کے پیش نظر مختلف شعبوں مثلاً ٹرانسپورٹ، کمیونی کیشن، سڑک اور پلوں، بس اور سڑک ٹرمنس، ہوائی اڈے اور ہوائی سفر کے لئے راستے، بجلی کی پیداوار اور تقسیم، آب پاشی اور آبی انتظام، تعلیم، کمیونٹی بنیادی ڈھانچہ اور کھیل، طبی وصحت خدمات، زراعت ومتعلقہ شعبوں، صنعت، سیاحت، سائنس وتکنالوجی وغیرہ پر 12756 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کر چکی ہے۔

شمال مشرقی کونسل کے کارآمد کاموں میں بین ریاستی نوعیت کی اور اقتصادی اہمیت والی 10949 کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر کے علاوہ شمال مشرقی ریاستوں میں 11 بین الریاستی بس اڈوں اور 3 بین ریاستی ٹرک اڈوں کی تعمیر شامل ہے۔ شمال مشرقی کونسل نے ایئرپورٹ اتھارٹی آف انڈیا کے توسط سے 12 ہوائی اڈوں کئے گئے اپ گریڈیشن کے کام میں آبی لاگت کا 60 فی صد حصہ ادا کیا ہے۔ ان ہوائی اڈوں میں گوہاٹی، سلچر، جورہاٹ، ڈبرو گڑھ، لیلا باری، تیزپور، اومورونی، لینگ پوئی، دیماپور، امپھال، اگرتلہ اور تیزو ہوائی اڈے شامل ہیں۔

☆☆☆

YOJANA (URDU)
April 2016
RNI NO.27032/81
VOL. 36 NO. 1
Price 22/=
Annual Subscription Rs 230/=
No. Page 56

ISSN 0971. 8338

Printed and Published by ***Dr. Sadhana Rout***, ADG & Head on behalf of Publications Division, Ministry of I&B, Govt. of India, printed at Akashdeep Printers 20 Ansari Road,Daryaganj, New Delhi
published at Publications Division,Soochna Bhavan,C.G.O.Complex, New Delhi-110003 *Editor:* ***Dr Abrar Rahmani***